جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد والمنه ولله الشکر که رساله شریفه وکراسه جمیله در رد منکرین الهام یعنی نقض کلام فرقه محدثه

مسمی

اثبات الالهام والبیعة بادلة الکتاب والسنة

الملقب

بتضحیک الانام علی تحقیق الکلام

سنه ۱۳۱

هجری نبوی

برمان محمود و آوان مسعود بتوفیق الٰہی و تائید صمدی حسب الارشاد منشی عبد الحق صاحب لاہوری و منشی الٰہی بخش صاحب

بطبع ریاض ہند امرتسر باہتمام شیخ نور احمد مہتمم

بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق ولكم الويل مما تصفون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي جعل البيعة موجب الرضوان والسلام ومن يبيعها دار
بالتحديث والالهام والصلوة والسلام على من بيعته بيعة نزعة القرآن
وبيعة خلفائه بيعته كما بيعته بيعة الديان وعلى آله وصحابه واتباعه
الذين فيهم من فازوا بتكليم الغيب الاعلام ومنالوا مقام الخطاب الملك العلام

بعد حمد وصلوة کے برادران دینی کو واضح ہو کہ سنہ بارہ سو اٹھانوے ہجری میں ایک
رسالہ مولفہ مولوی غلام علی قصوری راقم الحروف کی نظر سے گذرا ازراہ انصاف
وتحقیق اول سے آخر تک بغور وفکر تمام اسکا مطالعہ کیا۔ اغلاط لفظی اور اغلاط معانی
اور مخالفت اور نقص کلام کے سوا یہ بڑا نقص نظر آیا کہ اسکی تعلیمات سراسر فریقین
کے برخلاف ہین اور مصنف کو اہل اللہ سے عداوت قلبی اور عناد ہے پھر خیال آیا
یہہ خود اپنی فہم کا قصور ہو۔ احتیاطاً پانچ نسخے رسالہ مذکورہ کے خرید کر نامی گرامی علما
خدمت مین روانہ کئے چنانچہ ایک رسالہ بخدمت مولنا سید محمد نذیر حسین صاحب
دوسرا بخدمت سید نواب صدیق حسنخان صاحب تیسرا بخدمت شریف مولوی محمد
صاحب لاہوری چوتھا بخدمت سامی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی اور
رسالہ اپنے مطالعہ کیواسطے رکھا تاکہ مکرر نظر کیجاوے چونکہ محض احقاق حق منظور تھا
بہی نظر انصاف سے دیکھا اور دیگر بزرگان سے جو اپنے وقت مین اساتذہ فن حدیث

ہیں استصواب کیا۔ الحمد للہ کہ سبکی راے میری رائے سے موافق اور متفق ہوئی یہہ ایک بڑے معتبر دوست کے خط سے معلوم ہوا کہ نواب صدیق حسنخان صاحب سلمہ اللہ نے مولوی غلام علی کے رسالہ کو دیکھکر یہہ بہی کہا کہ ہم آجتک مولوی غلام علی کو عالم جانتے تہے مگر اسکی اس تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ بالکل علم سے عاری ہے اور محض جاہل اور مولوی بدیع الزمان کو فرمایا کہ آپ جلدی اسکا رد لکہین اور وہ رسالہ بہی انہین کو دیدیا۔

نقل خط مولوی محمد نذیر حسین صاحب

از عاجز محمد نذیر حسین بمطالعہ گرامی مولوی عبد الجبار سلمہ الغفار عن شر الاشرار بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ واضح باد کہ نامہ نامی معہ رسالہ شخص معلوم رسیدہ کاشف مدعا گردیدہ مشار الیہ از مذاق اہل شرح صدور یخرجہم من الظلمات الی النور و شرح اسباب آن رنجور ہست لہذا در رسالہ او اختلال مالامال واقع شدہ نعم ما قیل۔ بے بصیرت چہ شناسد سخنِ کامل را ؛ تلخ و شیرین بمذاق دل رنجور یکیست۔ لازم کہ آن صاحب از متمسکات کتاب و سنت و کلام کبراے ملت از سلف و خلف محققین بعنوان احسن مجلدی لطیف و خیر تحریر آورده آویزه گوش ہر بیہوش سازند کہ حق حقیق از شائبہ باطل متمیز بوده پیرایہ حلل اہل سلوک گردد

نقل خط مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی

از محمد عبد الحی عفی اللہ عنہ بخدمت شریف مولوی عبد الجبار صاحب دام لطفہ سلام مسنون الاسلام قبول باد بورود عنایت نامہ ممنون منت و مرہون مودت گشتم ترجمہ والد مرحوم آن مکرم کہ سابقا ارسال فرموده بودند رسید انشاء اللہ تعالی آنرا در تاریخ

خواہم کرد۔ رسالہ قصوری پُراز قصور و فتور ست ہدی اللہ مصنفہ سبیل الہدی لعقباہ
تنفسے پیدا گشتہ جواب جاہلان باشد خموشی۔ معہذا انشاء اللہ بوقت فرصت توجہ
کردہ خواہد شد۔ مولوی **محمد حسین صاحب** لاہوری کے خط کا خلاصہ یہہ ہے
کہ آپکا رسالہ مرسلہ ہمارے پاس پہنچا اور مطالعہ مین آیا سوائے شرذمہ قلیلہ امرتسریہ کے کسیکے نزدیک
پسندیدہ اور قابل اعتبار نہ ہوگا۔ راقم نے بوقت تحریر جواب اپنی شرح کی صحت
کو مدنظر رکھا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم اور اقوال اور آثار اکابر امت
کے سوا اور کسی چیز سے تمسک نہ کیا اور بحکم الدین النصیحۃ قصوری کی غلطیون اور
مغالطات کو حسبۃ للہ ظاہر کردیا۔ اور اغلاط لفظی سے سوائے چند مقامات کے
تعرض نہین کیا۔ حق سبحانہ وتعالی فقیر کی سعی کو قبول فرماوے اور داخل زمرہ انصار
دین کرے اور یہہ توفیق بخشے کہ معترضین علی السنت کے اعتراضات اور اہل بدعۃ
کی تحریفات اور اہل باطل کے توہمات اور جاہلونکی تاویلات کو دور کردون اور اس
رسالہ کو تمام اہل اسلام کے لئے باعث ہدایت کرے اور عاجز کو خطا اور زلل سے
بچاوے اور واضح رہے کہ عبارت تحقیق الکلام بعنوان لفظ مغالطہ نقل کیجاویگی
اور جواب لفظ ہدایہ لکھا جائیگا۔ اب اصل مقصود کو شروع کرتا ہون اور خداوند
کریم سے اعانت چاہتا ہون۔ **مغالطہ** اور یہہ چار مذہب حنفی شافعی
مالکی حنبلی کیسے ہین اور کب سے بنے ہین الی قولہ خود بخود معلوم ہوگیا کہ یہہ سب بدعت
اور مستحدث ہین **ھدایہ** مذاہب اربعہ حق ہین اور انکا آپس کا اختلاف ایسا ہے
جیسا صحابہ کرام مین بعض مسایل کا اختلاف ہوا کرتا تھا باوجود اختلاف کے ایک دوسرے
بغض و عداوت نہین رکھتے اور باہم سب و شتم نہین کرتے مثل خوارج اور روافض
کے صلحی اور اہل بیت دین کی محبت جزو ایمان ہے اور عداوت اونکے طریقہ خوارج کا اور ایک
مذہب کے واسطے تعصب کرنا شیعہ لوگونکی طرز ہے صراط مستقیم مابین افراط و تفریط کے ہے

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ المستقیم **مغالطہ** اور کہتے تھے کہ یہ نماز جو ہم پڑھتے
ہین فقیر اہل اللہ کی صحبت مین رنگ اور ہی پیدا کر دیتی ہین یہہ سب اقوال اہل
علمون کے ہین اور جہال کے خرافات اگر مین بیان کرون تو کئی دفتر بنجاتے ہین
ھدایۃ بیشک اہل اللہ کی صحبت مین عبادت کی اور ہی لذت اور ہی کیفیت
ہوتی ہے حضرت رسالت مآب صلعم کے اصحاب آپ کے حضور وصحبت کی برکت سے
ایسی توجہ دل سے نماز پڑھتے کہ دشمنون کے تیر بدن مین گہس جاتے اور فرط حلاوت
سے جبتک نماز سے فارغ نہ ہوتے اپنی حالت کیطرف توجہ نہ کرتے یہہ قصہ ابوداؤد
مین ہے مصنف نے اِس قسم کا خشوع وحضور و مبتل اے اللہ کبہی خواب مین ہی نہین
دیکہا اِسلیئے منکر ہو بیٹہا صوفیہ کرام کی ایسی حالات ہزارون نے دیکہی ہین اگر بعض مسایل
مین ایسے بزرگون سے خطا ہی ہوجائے تو زنبہ صدیقیت وحب مولی جو اُن کے دل
وجان کی روح ہے انکو نور وتجلی بخشتا ہے یکاد زیتھا یضیئ ولولم تمسسہ نار نور علی
نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء اللہ نور کی مثال بیان فرماتا ہی قریب ہے تیل اسکا
خود ہی روشن ہوجاسے اگرچہ نچہوے اُسکو آگ نور ہے اوپر نور کے راہنمائی کرتا ہے
اللہ واسطے اپنے نور کے جسکو چاہے صحبت کے برکات وفوائد احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت
ہین فرمایا کہ صحبت صالح کی مانند صحبت مشک فروش کے ہے جو پاس بیٹھیگا
بے نصیب رہیگا۔ صحیحین مین ہے ذاکرین خدا ایسی قوم ہین جو اون کا ہمنشین
محروم نہین رہتا۔ اگر مصنف کو اِس کیفیت کی خبر ہوتی تو انکار نہ کرتا اہل غفلت اور
اہل اللہ کی نماز کو باہم کچہ نسبت نہین اللہ جلشانہ فرماتا ہے فویل للمصلین الذین
ھم عن صلوتھم ساھون پس تباہی ہے واسطے اُن نمازیون کے جو اپنی نماز سے
غافل ہین اور فرمایا قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون۔
بیشک کامیاب ہوئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین ان دونون

آیتون کو بنظر تدبر دیکھو غافلون کی نماز سبب ویل اور خرابی کا فرمایا اور خشوع کرنیوالون کی نماز موجب فلاح اور خلاصی کا اور حضرت رسالت فرماتے ہین ان العبد لینصرف من صلوٰته ولم یکتب له منها الا نصفها الا ثلثها حتی قال الا عشرها خدا کا بندہ نماز پڑھکر فارغ ہو بیٹھتا ہے (اور نامۂ اعمال مین) اسکے لئے نماز مین سے کبھی نصف لکھا جاتا ہے کبھی تہائی یہانتک فرمایا کبھی دسوان حصہ رواہ اصحاب السنن یہ کمی بیشی ثواب کا بسبب قلت اور زیادت خشوع اور حضور نمازی کی ہے ورنہ بحسب ظاہر توسب نمازی برابر ہین ان نصوص پر اگر مصنف غور کرتا تو بمشیت الہی شاید حقیقت امر او سپر منکشف ہوجاتی **مغالطہ** یہہ اشغال پیری مریدکے شرع میں کچھہ اصل نہین رکہتے **ھدایہ** ایسا کہنا محض غلط ہے بڑی زیادتی کی بات ہے صوفیہ کرام کے اکثر اشغال اذکار قرآنیہ اور ادعیہ نبویہ ہین اور مراقبات بحکم نصوص ثابت ہین جنسے دل کو حیوٰۃ اور نور حاصل ہوتا ہے اور رجوع الی اللہ اور انابت اور انقطاع اور خشیت اور تذلل پیدا ہوتا ہے مراقبہ معیت اور قرب صمدیت بہت آیات قرآنی سے ثابت ہے جیسے وھو معکم اینما کنتم وہ تمہارے ساتھہ ہے جہان کہین تم ہو اور آیہ ونحن اقرب الیه من حبل الورید ہم انسان کیطرف اسکی رگ جان سے زیادہ قریب ہین اور آیہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ پس مصنف کا اشغال و اذکار کو بے اصل کہنا بے علمی کا سبب ہے بیشک امر محدث اور بدعی خواہی کسی قوم مین مروج ہو شرعا کچھہ قدر نہین رکھتا اور عند اللہ ایک جو برابر نہین صوفیہ کا ایجاد ہو یا کسی اور کا احداث اس طایفہ کی نسبت بڑی غنیمت ہے مقام انقطاع و تبتل و خشیت و تذلل و قناعت و توکل و انابت کا حاصل ہونا سوائے التزام اشغال و اذکار مروجہ طایفہ صوفیہ ثابتہ من سنت النبویہ کے بہت مشکل ہے اور ان کی برکت سے ان صفات محمودہ کا حاصل ہونا بتجربہ ثابت ہے اور یہ امر بدیہی الثبوت کا انکار (خبط القشار)

مغالطہ ۴ اتفاقاً مین رسالہ قول الجمیل الخ **ہدایہ** اسکا جواب مسئلہ بعیت
مین انشاء اللہ بتفصیل لکھینگے اسجگہہ تحریر کرنیکی حاجت نہین **مغالطہ ۵**
پہر قاعدہ محدثین پر اطلاع پائی وہ قاعدہ یہہ ہے کہ جس امر کو رسول اللہ صلعم نے فرمایا
یا کیا اور اصحابون نے اسکو بالاجماع نکیا اور ترک کیا وہ قول اور عمل حکم منسوخ ہونیکا رکہتا ہے
ہدایہ جس امر کا ترک باجماع صحابہ بنقل صحیح ثابت ہوجاوے تو بموجب قاعدہ
محدثین کے اسکا متروک العمل ہونا دلیل نسخ ہے اور اگر کسیکو عمل صحابہ کی روایت نہ پہنچی
تو اسکے عدم علم سے منسوخ ہونا لازم نہین آتا بے خبری کا نام جہالت ہے اور جہالت بیعت
کی ناسخ نہین ہوسکتی اور مصنف کا یہی دعوی ہے کہ مجہے عملدرآمد صحابہ کی بیعت کے
معاملہ مین کوئی روایت نہین ملی اور اسی بے علمی کا نام جہل ہے مصنف یہہ نہین کہسکتا
کہ ترک بیعت صحابہ سے بالاجماع ثابت ہے فتدبر اور انشاءاللہ تعالی قریباً ضمن نمبر ۹ مین
ہم اس قاعدہ کو مفصلاً ذکر کرینگے **مغالطہ ۶** اسی طرح مسئلہ صفات
ایک بزرگ کے ذریعہ سے رسالہ حمویہ تصنیف شیخ الاسلام عبدالسلام ابن تیمیہ کا کہ
مغشوش اور بہت غلط تہا مجہکو ملگیا اسکو بہی محنت تمام سے مطالعہ کیا اور اسکے مضامین
پر واقف ہوا اور عقاید متکلمین کے کہ مدت عمر سے مرکوز خاطر تہے اللہ کے فضل سے
بالکلیہ زایل ہوگئے **ہدایہ** یہہ بزرگ وہی شخص ہے جس کے طعن و عیب گیری
کے واسطے مصنف نے یہہ رسالہ بنایا ہے خود اقرار کرتا ہے کہ ایک بزرگ کے طفیل
رسالہ حمویہ ہاتہہ آیا جو مصنف کے درستی عقاید کا سبب ہوا اور بجاے شکرانہ نعمت
کے یہہ رسالہ جو مجموعہ طعن و تشنیع ہے لکہکر چہپوایا وما نقموا الا ان اغناهم الله
ورسوله من فضله فان يتوبوا يك خيرا لهم الاية آپکا علاوہ وجہ اجتہاد کے
مستفیدان و مسلم تاریخ مین بہی بڑا دخل ہے لکہتے ہین (رسالہ حمویہ تصنیف شیخ الاسلام
عبدالسلام بن تیمیہ کا) اور وہ اصل مین احمد بن عبدالحلیم کی تالیف ہے اسکی معنی

مثل ہے سہ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا: الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

مغالطہ نمبر ۷ اور ہاتہہ سے ہاتہہ لیکر ملانا اس عہد کے علامات اور امارات

مین نفس بعیت مین داخل نہین **ھدایہ** بیعت کے وقت مین ہاتہہ پکڑنا عقد وعہد

فعلی ہے جس سے تاکید وپختگی عہد لسانی کی مقصود ہوتی ہے اور عقد فعلی عقد لسانی

کی علامت اور نشانی نہین بلکہ ایک مستقل عہد ہے **عدۃ المومن کاخذ الکف**

مومن کا زبانی وعدہ (پختگی مین) مانند پکڑنے ہاتہہ کی ہے (جیسے اقرار کے وقت ہاتہہ

پر ہاتہہ مارتے ہین اور اسکو پکا وعدہ سمجہتے ہین) مومن کا زبانی وعدہ ایسا ہے عقد لسانی

جسکو عقد فعلی سے قوت دیجاوے محض عقد لسانی سے ضرور زیادہ معتبر اور مضبوط

ہوگا **یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ** جنہون نے پیغمبر خدا صلعم سے بیعت کی انکے حق مین فرمایا

انکے ہاتہہ پر اللہ کا ہاتہہ ہے اس آیت سے عہد فعلی کی کس قدر عظمت اور بزرگی ثابت ہوتی

ہے اگر ہاتہہ مین ہاتہہ لینا محض علامت عہد لسانی ہوتا تو اس قدر فضیلت نہوتی مگر

بات سمجہنے کیواسطے عقل درکار ہے طرفہ یہہ ہے کہ یہان ہاتہہ مین ہاتہہ لینا علامہ ٹہرایا ہے

اور صفحہ ۲۹ مین زائد بات بتلایا ہے اور صفحہ ۳۰ مین مسنون بلکہ صفحہ ۶ مین طریقہ حسنہ نبوۃ

لکہدیا ہے ان عبارتون کو ہم نے نمبر (۱۰) اور نمبر (۹۰) اور نمبر (۹۴) مین بعینہا نقل

کئی ہین **مغالطہ نمبر ۸** - اور بیعت مروجہ یعنے پیری ومریدی کے علامات

غیر منحصر ہین بعضون نے اس عہد کے علامات چار ابرو کی صفائی ٹھہرائی ہے اور بعضون

نے سر کے تھوڑے سے بال کتر لینا اور بعضون نے داغ کندھے پر دینا اور کوئی بنگ کا

پیالہ پلا دیتا ہے اور کوئی کنٹھہ اور قلابہ ہاتہہ مین ڈال لیتا ہے جب یہہ نوبت علماء تک

پہنچی اور علماؤن نے دیکہا کہ اس سب کا بڑا عروج ہے تو اونہون نے ان سب واہیات

کو چہوڑکر پہلے پیری مریدی کے علامت خرقہ دینا شروع کیا انتہی مختصرا **ھدایہ**

کس کتاب مین لکہا ہے اور کون کہتا ہے کہ رواج خرقہ سے پہلے علامت بیعت یہ منکرات

تہی اگر دعوی ہے تو کسی کتاب کا حوالہ دو ہم کہتے ہین کہ یہہ قول سراسر جہوٹ ہے اگر تمہارا کہنا ٹہیک ہو تو پہر اُن منکرات واہیات کو ملحق بالسنتہ اور حسنات کہنا چاہئیے کیونکہ اتباع تبع تابعین مین خرقہ کا عام طور پر رواج ہو گیا تہا اگرچہ جلال الدین رحمہ اللہ نے اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ مین اور مولوی عبد العزیز ملتانی نے (کوثر النبی مین علی مرتضی سے لبعطا خرقہ کے تصحیح کی ہے اور بعض محدثین نے سند خرقہ کمیل بن عباس تک جو حضرت مرتضی کے اصحاب سے تہے اور اویس قرنی تک جو اصحاب عمر فاروق رض سے تہے بصحت پہنچایا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر مین سخاوی سے اسبات کو نقل کیا ہے اور شیخ قسطلانی نے حافظ ابن حجر سے مگر محدثین کو ان روایات کی تصحیح مین گفتگو ہے قول صحیح و راجح یہہ ہے کہ رواج خرقہ شیخ جنید رح اور انکے ہمعصرون سے تہا جیسا کو شیخ شہاب الدین سہروردی اور صاحب انتباہ نے بعد بحث کثیر کے اور نواب صدیق حسنخان صاحب نے اس قول کو صحیح اور راجح کہا ہے اور ولادت و وفات شیخ جنید مایہ ثالثہ مین ہے یافعی وغیرہ اہل تواریخ نے اسکے ساتہ تصریح کی ہے ہمعصر امام احمد اور بخاری کے ہین اور وہ اتباع تبع تابعین مین سے ہین جبکہ خرقہ اتباع تبع تابعین سے ثابت ہے تو دیگر واہیات معاذ اللہ بقول مصنف افعال صحابہ و تابعین ٹہرے اور پہر انکو واہیات کہنا خبط او جنون ہے۔

مغالطہ ۹ اسکے بعد جب اونہون نے اس امر مین خسارہ دیکہا کیونکہ ایک دن مین سیکڑون مرید بنجاتے ہین اور روپیہ بہت خرچ ہوتا ہے

ھدایہ یہہ تمہاری بدظنی ہے خوب عادت پکڑی ہے اپنے نفس کا تزکیہ کرنا اور ائمہ دین کو عیب لگانا۔ مقام غور ہے کہ اس طریقہ کے پیشوا مانند شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ و حضرت جنید بغدادی و حضرت بایزید بسطامی وامثال انکے پیری مریدی واسطے عروج اور عزت دنیا کے کرتے تہے جیسا مصنف کہتا ہے اور یہہ کہنا کہ بخل کے باعث خرقہ پہنانا چہوڑ دیا اس پر یہہ مثال صادق آتی ہے

کل اناءیترشح بما فیه ایسے کام علماء ظاہر پرست کے ہوتے ہین جو دنیا کین کاحق بھی کہاجاتے ہین اور دون کو کیا دیوینگے۔ صوفیہ کرام بتوفیق ملک علام درہم و دینار کو ٹہیکری برابر نہین سمجھتے۔ ہر طرف سے مال بیشمار آتا ہے اور خلق اللہ پر فی سبیل اللہ نثار کر دیتے ہین اگر پچھلے منقولات کا اعتبار نہو تو بقیۃ الاولیا، فخر الاصفیا مولوی عبداللہ غزنوی رضی اللہ عنہ کا حال اپنے دل اور دیگر ہمعصرون سے دریافت کرو۔

مغالطہ ۱۰ اسواسطے سوچ کر کے بیعت کو کہ ایک طریقہ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول تہا شروع کیا **ھدایہ** بیعت مسنونہ کو خود ہی طریقہ حسنہ رسول اللہ صلعم کہنا اور پہر بدعات مین شمار کرنا اس قسم کی فریب دہی ہے جیسے ملحد کہا کرتے ہین جو کوئی فرقہ شرک اور عبادت غیر اللہ سے خالی نہین تمام مذہبون مین عبادت غیر اللہ کا رواج ہو گیا ہے کوئی ستارہ پوجتا ہے کوئی بتون کو بعضے قبور اولیاء کو پوجتے ہین اور بعضے فرشتگان خدا کو کوئی انبیاء کو معبود پکڑتا ہے کوئی کعبہ در حجر اسود اور مقام ابراہیم کو مسجود ٹہراتا ہے ایک گنگا جاتا ہے اور ایک زیارت قبور انبیاء و اولیاء و بیت اللہ کو کسی نے مندر مکان کو مکہ کو مانا اور کسی نے بیت اللہ اور مساجد کو واجب التعظیم جانا غرض ایسے تلبیسات و شبہات سے لوگون کے دلون مین شک ڈالتے ہین اور حق و باطل کو خلط کر کے طرف الحاد کی لیجاتے ہین جو سُنت حضرت رسالت سے بتواتر لفظی و معنوی ثابت ہوا اسکو بدعات مستحدثہ صوفیہ مین شمار کرنا اہل الحاد کا کام ہے خدا عز و جل ہم سبکو اور مصنف کو اس سے بچاوے

مغالطہ ۱۱ بیعت کرنے مین ہر فریق نے اپنا اپنا طریق علیحدہ علیحدہ مقرر کیا کسینے ہاتہ مین ہاتہ لیکر مرید سے کلمہ شہادت پڑہنا اور تجدید ایمان کرانا شروع کیا اسمین اشارہ یہہ ہے کہ سوائے پیری و مریدی کے انسان کافر ہوتا ہے اور قبل از بیعت بے ایمان تہا **ھدایہ** کلمہ شہادت جو ہنا اور خطبہ اور اذان و دیگر مقامات مین پڑہا جاتا ہے بیشک اوس سے تجدید ایمان کیجاتی ہے

اب تم لکھو کیا ان مقامات مین کلمہ پڑہنے سے پہلے آدمی کافر ہوتا ہے اور یا ایمان والے
کے حق مین کلمہ پڑہنا لغو ہے۔ مصنف بیچارہ کو ظاہر آیات کلام اللہ سے بہی خبر نہین
ایسی لاف زنی کی کیا ضرورت تہی (کہ قرآن وحدیث کی ممارست سے قوت استنباط
پیدا ہوئی) آپ کی تصنیف ہی آپکے دعوی کو جہٹلاتی ہے۔ تصنیف گواہ اوست
کہ قولش درست نیست شاید پارہ اول بہی نہین پڑہا اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ
قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جبوقت کہا اُسکو اسکے رب نے تابعدار ہو تو وہ بولا
تابعدار ہوا مین رب العالمین کا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو بحکم الٰہی تجدید
اسلام کرے تو بقاعدہ مصنف لازم ہوگا کہ اس سے پہلے معاذ اللہ حضرت ابراہیم
کافر تہے اور یا پروردگار کا کہنا اور حضرت ابراہیم کا ماننا لغو تہا اعاذنا اللہ من الوساوس
جب غریب کو پہلے پارہ کی خبر نہین تو سورہ نمل کا قصہ کہان سے جانتا ملکہ سبا نے
کہا اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مین اسلام لائی ساتھ
سلیمان کے واسطے اللہ رب العالمین کے اور اس آیۂ کریمہ سے پہلے ہے وَاُوْتِيْنَا
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ اور ہم اس سے پہلے جان چکے
تہے اور مسلمان ہو چکے تہے ان دونون آیتون سے صاف ظاہر ہے کہ جب حضرت
سلیمان کے روبرو اسلمت مع سلیمان کہا اس سے پہلے ہی مشرف باسلام تہی تجدید
ایمان پر طعن کرنا دلیل ہے اوپر بے خبری مصنف کے مسائل قرانیہ سے قرآن مجید مین
حکم ہے ساتھ تجدید ایمان کے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
ای ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر یعنی اے ایمان والو تجدید ایمان کرو
اللہ کے سچے بندے ہر وقت تجدید ایمان کرتے رہتے ہین حافظ ابن القیم نے مدارج مین لکہا
ہے وکان شیخنا الاسلام ابن تیمیة اذا اثنی علیه فی وجهه یقول واللہ انی
الی الآن اجدد اسلامی کل وقت وما اسلمت بعد اسلاماً جیداً

یہہ تو بتلائے کہ نماز کی دعائین ماثورہ بہی یاد ہین یا نہین آپ کے اختصار نماز سے
توبہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید نجانتے ہو حضرت رسالت رکوع وسجود مین فرمایا کرتے
بک آمنت ولک اسلمت اور حکم دیتے کہ سوتے وقت کہو آمنت
بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت
مین ایمان لایا تیری اُس کتاب پر جو تونے نازل کی اور تیرے نبی پر جو تونے بہیجا کیا
اِس تجدید ایمان سے زمانہ سابق کا کفر لازم آویگا یا کلام لغو ہوگی آنحضرت فرماتے ہین
افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ رواہ الترمذی وابن ماجہ افضل ذکر ہے
لا الہ الا اللہ پڑہنا اور موسی علیہ السلام نے دعا کی لیے پروردگار تو مجہے سکہلا کوئی دعا
جسکے ساتہہ مین تجہہ کو پکارون پس حکم ہوا قل لا الٰہ الا اللہ تو کہہ لا الہ الا اللہ
رواہ البغوی فی شرح السنۃ ان احادیث سے فضیلت کلمہ توحید کی ثابت ہے
یہہ ایسا ورد ہے کہ رب العالمین نے اپنے رسول کو اسکی مداومت کا حکم دیا اور رسول خدا
نے امت کو سکہلایا اسکا انکار فیضان غیبی سے حرمان کی علامت ہے۔ کیا آپ ورد کلمہ شہادت
کو تحصیل حاصل سمجہتے ہین یا بخوف لزوم اقرار کفر بزبان سابقہ کلمہ پڑہنے سے منکر ہین۔

مغالطہ ۱۲/ ۔ اور کوئی اسطرح پر کہ ہاتہہ مین ہاتہہ لیکر خود الحمد للہ پڑہتا ہے
اور بعض اذکار دیگر مرید سے کہتا ہے کہہ توبہ کی مین گناہون سے اور کہتا ہے ای بیٹا
نماز پڑہنا روزہ رکہنا انتہی مختصراً ہدایہ مصنف کی عبارت مین کسیقدر
تقدیم تاخیر سہواً واقع ہوا ہے مگر کچہہ مضر مطلب نہین مقصود حاصل ہے مصنف کی خوبی
دیکہو جو تعلیم فاتحہ اور تاکید نماز روزہ اور توبہ اور ذکر الٰہی کو بدعات وکفریات مستحقہ
مین داخل کرتا ہے ان تعلیمات اور اشغال پر طعن کرنا شایان مومن نہین حضرت رسالت
اپنے اصحاب کو فاتحہ تعلیم کرتے صحیح بخاری مین ہے کہ آنحضرت نے ابوسعید رضی اللہ عنہ
کو فرمایا الا اعلمک اعظم سورۃ فی القرآن الحمد للہ رب العالمین

هی السبع المثانی والقرآن العظیم کیا مین نہ سکھلاؤن تجھے سب سے بڑی درجہ والی سورت قرآن مین وہ الحمد للہ رب العلمین اسیکا نام ہے سبع مثانی اور یہی ہے قرآن عظیم ترمذی مین ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ارشاد کیا والذی نفسی بیدہ ما انزلت فی التوریۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی القرآن مثلہا قسم ہے اُس ذات کی جو میری جان اُسکے قبضہ مین ہے سورۃ فاتحہ جیسی کوئی سورت توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید مین نہین نازل کی گئی اور دارمی اور بیہقی نے روایت کیا ہے فی فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء سورہ الحمد مین ہر بیماری سے شفا ہے اس تعلیم اور بیان فضیلت سے یہی مقصود تہا کہ اسکا التزام کرین اور وظیفہ پکڑین

مغالطہ ۱۳ اور رعورتونکی بیعت کا یہہ طریق نکالا ہے کہ ایک برتن مین پانی ڈالکر اُسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین داخل کرکے یا کپڑا ایک طرف سے آپ پکڑکر اور دوسری طرف سے عورت کو پکڑانا وہی اُنکا رجب جیسے مذکور ہوئے اُسکو بڑہانے الی قولہ اور صحیح ثابت ہے کہ رسول خدا صلعم نے عورتون سے قولی بیعت کی یہہ فعال مستحدثہ نہین کئے

ہدایہ تم جو کہتے ہو کہ صوفی لوگ عورت کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین پکڑتے ہین یہہ محض افترا اور بہتان علی زمرۃ الاصفیاء ہے کسینے کبہی ایسا نہین کیا ہان اتنی بات بعض مشایخ سے منقول ہے کہ وقت عہد لسانی کے ایک بڑے برتن مین پانی ڈالکر اسکی ایک طرف مین پیر ہاتہہ رکہتا ہے اور دوسری طرف عورت بیعت کرنیوالی اور کبہی بوقت بیعت کپڑے کا ایک کنارہ آپ پکڑتے ہین اور دوسرا کنارہ اُسکو پکڑنے کا حکم دیتے ہین فی الجملہ اس عمل کیواسطے کچہہ تو سنت سے سند ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بایع النساء دعا بقدح ملاء فغمس یدہ فیہ ثم یغمسن ایدیہن فیہ روایت ہے عمرو بن شعیب سے وہ نقل کرتے ہین اپنے باپ

وہ اور اسکے دادا سے کہا اوس نے تھے رسول اللہ صلعم جس وقت بیعت کرتے عورتون سے منگاتے ایک پیالہ پانی کا پھر ڈبلتے ہاتھ اپنا اسمین پھر ڈباتین عورتین اپنے ہاتھ اوسمین روایت کیا ہے اسکو ابن سعد اور ابن مردویہ نے اور ابن اسحاق نے مغازی مین وعن الشعبی قال کان رسول اللہ صلعم یبایع النساء ووضع علی یدہ ثوبا اخرجہ سعید بن منصور وابن سعد وابو داؤد فی المراسیل وعبد الرزاق ایضا اور روایت ہے امام شعبی سے کہا اوس نے تھے رسول اللہ صلعم بیعت کرتے عورتون سے اور رکھہ لیتے کپڑا اپنے ہاتھ پر اس روایت کو بیان کیا ہے ابو داؤد اور عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن سعد نے اگرچہ یہہ روایت مرسل ہے مگر بہت محدثین کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہوتی ہے آیندہ ہم اس مسئلہ کو انشاء اللہ تعالی ہدایت نمبر ۹ مین بتفصیل لکھینگے۔ مصنف صاحب بلوغ المرام ایکا مبلغ علم ہے اگر کوئی مسئلہ بلوغ المرام مین نظر نہ آیا تو حکم لگا دیا کہ اس مسئلہ کا کہین وجود نہین اور لوگون کے تکفیر کیواسطے قول صاحب تتمۃ الفتاوی کو کافی جانتا ہے صوفیہ جن کے افعال واقوال کے لئے فی الجملہ کتاب وسنت سے استناد ہے ان پر طعن کرنا اور خود ایک کٹ ملا کے کہنے سے مشایخ کبار کو کافر بتلانا عجب طرح کا اجتہاد ہے خود را فضیحت دیگران را نصیحت **مغالطہ ۱۴** ۔ پس یہہ عاجز انشاء اللہ تعالی ان سب امور مفصلہ بالا کا علحدہ علحدہ بدلایل قرآنیہ واحادیث صحیحہ یا حسنہ جواب دیتا ہے انشاء اللہ کوئی ضعیف حدیث اسمین داخل نکرونگا **ھدایہ** مصنف نے ایفاء وعدہ نہین کیا دلایل قرآنیہ واحادیث صحیحہ تو درکنار کسی محل جواب مین حدیث ضعیف بلکہ موضوع یا کسی عالم کا قول تک نہین لایا جس قدر ہے اپنی طرف سے خیال بندی ہے جو سراسر پوچ ہے **مغالطہ ۱۵** رسول اللہ صلعم تارک مستحبات کو بھی ملامت کرتے تھے جیسا کہ ایک انصاری کو اونچی ماڑی بنانیوالے سے اعراض کیا اور اس سے رو گردانی فرمائی حالانکہ اونچا گھر بنانا حاجت کیواسطے مباح ہے،

ہدایہ سواہیر کے اضافہ مین بہی مصنف کے حواس درست نہین ہوتے دیکہو مستحب امر کی مثال بیان کرتا ہے اور آگے چلکر اوسیکو مباح کہتاہے انصاری کے قصہ مین ترک مستحب و فعل مباح کا ذکر نہین۔ انصاری کا بالاخانہ زاید از حاجت تہا او حضرت رسالت عمارت فضول کو منع اور حرام فرمایا کرتے دیکہو اسی حدیث مین ہے اما ان کل بناء وبال علے صاحبہ الا ما لا یعنی الا ما لا بد منہ ہر عمارت بنانیوالے پر وبال ہے مگر جسکے بنائے سوا چارہ نہ ہو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اگر انصاری کا بالاخانہ بنا بر حاجت ہوتا تو کچہہ محل ملامت نہ تہا اس پوری حدیث کو پڑہکر سمجہہ مین آجاویگا کہ انصاری نے فضول عمارت بنا کر ارتکاب امر ممنوع کیا تہا اسو اسطے حضرت نے اعراض فرمایا نہ ترک استحباب پر **مغالطہ ۱۶** موچہون کے بال بڑہانے والون پر اور بالون کے نہ دہونے والون پر کپڑے میلے رکہنے والے پر اور ایک پانون ننگا اور ایک پانون مین جوتہ پہنکر چلنے والے پر اور تخاصر کرنیوالے پر وغیر ذلک پر سخت ملامت کرتے تہے **ہدایہ** یہہ سب منہیات شرعی ہین مصنف صاحب کو امر مباح و منہی عنہ کی تمیز نہین اور دعوی اجتہاد ہے انکی نہی اور منع کے دلایل ہمسے سُنیئے ترمذی اور نسائی اور احمد بن حنبل روایت کرتے ہین کہ حضرت رسالت نے فرمایا من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا جو شخص اپنے موچہین نہین کترتے وہ ہمارا نہین اور احمد و نسائی نے روایت کیا من کان لہ شعر فلیکرمہ جو شخص بال رکہتا ہو پس چاہئے عزت سے رکہے اسکو اسمین اکرام کا امر ہے اور امر وجوب کو چاہتا ہے اور یہہ بہی احمد و نسائی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے ایک شخص کا لباس میلا دیکہکر فرمایا اما یجد ھذا ما یغسل بہ ثوبہ کیا اسے کچہہ میسر نہین آتا جس سے دہووے اپنے کپڑے۔ میلے کپڑون سے دوسرون کو بدبو آتی ہے اور بوسے پاس والے مسلمانون اور ملایکہ کو ایذا پہنچتی ہے ایذا دہانی ممنوع اور مذموم ہے تو میلے

بہی ضرور ممنوع ہونا چاہیے اور بروایت متفق علیہ ثابت ہی لایمشی احدکم فی
نعل واحد کوئی شخص ایک ہی جوتہ پہنکر نہ چلے یہہ سب کام اسواسطے ممنوع ہین
کہ انمین مشابہت بزمرہ مقہوران خدا ہے اعاذنا اللہ من غضبہ موچہون کے بڑہانے
مین تشبہ بالمجوس ہے اور بال بکہرے اور میلے کپڑے رکہنے کو عادت شیطان فرمایا اور
ایک جوتہ پہنکر چلنا یہہ بہی فعل ابلیس بتایا اور تخاصر کو فرمایا کہ اسطرح اہل دوزخ آرام کیا
کرینگے اور تشبہ بالیہود ہے چونکہ انکی مشابہت اختیار کرنے معصیت تہی تو مرتکب
معصیت پر ملامت فرمائی **مغالطہ ۱۷** اسلیکہ فرمایا فمن رغب عن سنتی فلیس
منی **ہدایہ** رغبت عن الشئے کے معنی ہین ایک چیز سے بیزار ہونا اور نفرت کرنا
یہہ نہین کہ ترک کرنیکو رغبت عن الشئے کہین تارک بعیت کو مصداق اس حدیث کا کہا
جاویگا بلکہ جو مصنف کیطرح منکر ہے وہی مصداق ٹہریگا تارک مستحب کو اس وعید کا مورد
ٹہرانا بیعلمونکا کام ہے صحیح حدیث مین ہے ان اللہ یحب ان یؤتی رخصہ کما یحب
ان یؤتی عزائمہ بیشک اللہ جلشانہ پسند کرتا ہے اس بات کو جو اسکی رخصتون پر
عمل کیا جاوے جیسا پسند کرتا ہے عزیمتون پر عمل کرنیکو عزائم کے معنی ہین مستحبات بحکم
اس حدیث کے جیسا کہ عمل مستحبات پسندیدہ حضرت الٰہی ہے ویسا ہی انکا ترک بہی مرضی
خداوندی ہے جب پروردگار کسی امر کی اجازت دے تو حضرت رسالت کیونکر منع
اور وعید فرمادینگے **مغالطہ ۱۸** اور عبداللہ بن عمر کو ترک تہجد پر ملامت کی
ہدایہ حضرت صلعم نے ابن عمر کو ترک تہجد پر ملامت نہین فرمائی اگر آپ
اُس حدیث کو نقل کر دیتے تو ہمین بہی یقین آجاتا۔ البتہ اس مضمون کی حدیث تو ہے لکہ
عبداللہ مرد صالح ہے کاش تہجد گذار ہوتا) لفظ کاش لفظ تمنی ہے کلمہ ملامت نہین۔
مغالطہ ۱۹۔ اور یہہ بعیت جو ابتدا سے تا فتح مکہ رسول اللہ صلعم کہتے رہے سنت
موکدہ سے بڑہکر واجب کے حد کو پہنچی ہے اور معلوم ہے بالبداہت کہ کسی صحابی نے روبرو

رسول صلعم کے یہ عمل آپہمین نہین کیا مثل السلام علیکم جو آپسمین کہتے تھے اگر یہ
سنت سُنّت مستفیضہ ہوتی تو رسول کریم نے صحابہ کرام کو آپس مین بعیت کرنیکا کیون حکم
نکیا ہوتا **ہدایہ** اِس کلام سے مصنف کی یہہ غرض ہے کہ رسول صلعم تو تارک مستحب
بلکہ فعل مباح کے اقدام کرنیوالے کو ملامت کیا کرتے تھے تارکان بعیت کو ملامت کیون
نکرتے مگر اول دعوی ثابت کرنا چاہئے تہا دعوی ثابت نہین ہوا اور مسئلہ بعیت کی تفریع
اسپر کردی کہ اگر بعیت سُنّت مستفیضہ ہوتی تو ضرور رسول صلعم صحابہ کرام کو حکم دیتے کہ آپس
مین بعیت کیا کرو بناء فاسد علی الفاسد کرکے سنت فعلی اور تقریری کا مصنف نے انکار
کردیا شاید تمہارے نزدیک سُنّت قولی کے سوا دوسری قسم کی کوئی سنت نہین اتنا
بہی نہین جانتے کہ مسئلہ بعیت ان مسایل مین سے ہے جو خصوصیت رکہنے مین ساتہہ افضل
اور بہتر کے جیسے خلافت امارت قضا امامت اِن کامون کے واسطے ایک ہی شخص مقرر
ہوتا ہے یہ نہین ہو سکتا کہ ہر ایک امام یا خلیفہ یا قاضی بنجائے مصنف خوش فہم یہان
لکہتے ہین (یہہ بعیت جو ابتداء سے تا فتح مکہ رسول اللہ صلعم کرتے رہے) اور صفحہ ۲۳ مین لکہتے
ہین (کہ بعیت توبہ و استغفار کے اول امر مین تہی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک
ہوئی) حافظہ اور لیاقت ہو تو ایسی ہو ایک صفحہ مین کچہہ لکہتے ہین دوسرے مین کچہہ اِن
دونون باتون کی غلطی ہم ہدایہ (نمبر ۲) مین واضح بیان کرچکے ہین - **ہدایہ**
یہہ تمہارا قاعدہ تمام اہل اسلام سے بر خلاف ہے اگر اس قاعدہ کو تسلیم کرین تو تمام فعلی
اور تقریری سنتون سے انکار کرنا پڑیگا - ہزارون امور شرعی حضرت رسالت صلعم
کے فعل سے یا کسیکو کوئی کام کرتا دیکہکر سکوت فرمانے سے ثابت ہین ان سے اگر انکار کیا
جاوے تو دو ثلث شریعت سے انکار لازم آتا ہے بہت مسایل شرعی ہین کہ وہ افعال شارع
نے کئے اور اسپر ترغیب و تاکید نہین فرمائی مگر مصنف و جملہ اہلحدیث کے نزدیک مستحبات و
مندوبات سے ہین مثلاً نعید مین اخفاء بسملہ مصائب حوادث کے وقت قنوت کا پڑہنا

جملہ محدثین انکو سنت جانتے ہین اور مصنف کا ان پر عمل ہے مصنف صاحب وہابی جو ان مسایل مین سے ایک مسئلہ پر ترغیب و تاکید ثابت کرے ایسی مثالین بہت ہین مگر بخوف طوالت اِسی پر اکتفا کیا گیا **مغالطہ ۲۱** اور جس امر کو بیچہ جاری کرنیکی مرضی تہی اور اپنے خاصہ کی نفی کرنی تہی اپنے روبرو کسی اور سے کرادیا **ہدایہ** یہہ قاعدہ پہلے قاعدہ سے بہی بڑہکر غلط ہے وہان سُنت فعلی اور تقریری سے انکار رہتا اور یہان سنت فعلی سے بہی انکار کردیا گویا وُہی فعل سُنّت ہوگا جسکا حکم حضرت دیکر اپنے روبرو عمل کراوین بیعت الخلافت جسکو تُم سنت مانتے ہو اِس قاعدہ کے موافق سنت نہ ہوگی کیونکہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے کسیکو حکم نہین کیا کہ ہمارے روبرو ابوبکر یا عمر یا عثمان یا علی کے ہاتہہ پر بیعت کرو بہت دعائین حضرت نماز مین اور صبح و شام و دیگر اوقات مین پڑہتے اور کسیکو حکم نہ فرمانے کہ تو ہمارے سامنے پڑہ حالانکہ تمام علماء اُمّت کا ان کی سنت مستفیضہ ہونے پر اتفاق ہے یہہ سب قواعد مصنف کے خانہ ساز ہین مسلمانون مین سے کوئی قائل نہین ہے **مغالطہ ۲۲** جیسا جماعت عبد الرحمن اور ابوبکر سے کرادی **ہدایہ** یہہ مثالین مفید مدعا نہین کیونکہ حضرت پیغمبر خدا نے عبد الرحمن کو امامت کا حکم نکیا تہا بلکہ بحالت نہ موجود ہونے آنحضرت کے امام ہوگئے تہے یہہ واقعہ اِس طور پر ہوا کہ حضرت سفر مین تہے حضرت عبد الرحمن اور چند اصحاب آگے نکلگئے آنحضرت پہنچے نہ تہے کہ نماز فجر کا وقت ہوگیا عبد الرحمن نماز پڑہانے لگے ایک ہی رکعت ہوئی تہی کہ اتنے مین آنحضرت تشریف لائے اور دوسری رکعت مین داخل جماعت ہوئے اور آنحضرت بسبب غلبہ مرض کے مسجد تک نہ چل سکے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا ارشاد فرمایا جب جماعت ہورہی تہی توکسیقدر آنحضرت نے مرض مین تخفیف دیکہی اور مسجد مین تشریف لیگئے اور ابوبکر صدیق پیچہے ہٹگئے اور آنحضرت نے امامت کرائی۔ پس یہہ قول مصنف کا (اپنے روبرو کسی اور سے کرائی جیسا کہ جماعت عبد الرحمن اور ابوبکر سے کرادی) سراسر غلط ہے جسکو شوق تحقیق ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم کو ملاحظہ کرے دیکہنے سے مصنف صاحب

کی درایت روایت ظاہر ہوجائیگی۔ اگر بسبیل تنزل ہم ان واقعات کو جیسا مصنف نے بیان کیا ہے اوسی طرح مان لین تو بھی مفید مطلب نہین کیونکہ کثیر علماء کے نزدیک بیعت واجب ہی چنانچہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کتاب الصلوۃ مین وجوب کو ثابت کیا ہے اور امر مسنون کو امر واجب پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے مگر مصنف قصور علم کے سبب تمیز نہین کرسکتا **مغالطہ ۲۳** جب بیعت کی کسیکو ترغیب دی نہ کسی سے کرائی تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ امر مستفیضہ نہ تہا **ھدایہ** جب بنی اس دعوی کا ہم اچھی طرح سے ہدایہ (نمبر ۲) مین باطل کر چکے ہین پس بناء اسپر آپ ہی باطل ہو چکی چاہئے کہ بیعت کی تاکید و ترغیب آیات و احادیث سے ہم ہدایہ نمبر (۳۷) اور نمبر (۸۰) مین بخوبی ثابت کر چکے ہین **مغالطہ ۲۴** وجہ دوم یہہ کہ اگر رسول اللہ صلعم کا بیعت کرنا اسپر دال ہوتا کہ میرے پیچھے بہی یہہ امر جاری رہے تو ضرور صحابہ کرام بعد وفات رسول اللہ صلعم کے کسیکو اس کام پر مقرر کرتے جب انہون نے کسیکو اسکام پر مقرر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ اونہون نے خاصہ سمجہا ہے **ھدایہ** یہہ دعوی غلط ہے صحابہ کرام نے اول ابوبکر صدیق اون کے بعد عمر فاروق ازان بعد حضرت عثمان انسے پیچہے علی مرتضی رضی اللہ عنہم کے ہاتہ پر بیعت کی کیا مصنف کو خلفائے راشدین کی خلافت اور بیعت سے بہی انکار ہے دیکہو سب مفسرین اس آیہ کریمہ کو **فمن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون** پس جس شخص نے انکار کیا بعد اسکے پس وہی ہین فاسق منکران خلافت خلفاء اربعہ کے حق مین وعید بتلاتے ہین اب مصنف یہہ کہیگا جو یہ بیعت قبول خلافت کی تہی یعنی عہد اس بات کا کہ ہم بغاوت نہ کرینگے اسکے جواب مین ہم روایات کتب حدیث پیش کرتے ہین اہل انصاف کو معلوم ہوجاویگا کہ حق بجانب کس کے ہی صحیح بخاری مین ہے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بوقت خلافت خلیفہ سوم بمشورت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ کو خلیفہ مقرر کردیا اور بیعت کے وقت یہہ کہا **ابایعک علی سنۃ اللہ و سنۃ رسولہ**

والخلیفتاین من بعدہ یعنی مین تیری بیعت کرتا ہون کتاب خدا وسنت رسول
وطریقہ شیخین پر اور امام احمد کے روایت مین ہے ابایعک علی کتاب اللہ وسنۃ
رسولہ وسیرۃ ابی بکر وعمر مین تیری بیعت کرتا ہون اوپر کتاب اللہ اور
سنت رسول اللہ اور طریقہ ابوبکر اور عمر کے - جس بیعت کا ان روایتون مین ذکر ہے بیعت
تقوی ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اسمین داخل ہین - اور عبداللہ بن حنظلہ امیر
مدینہ نے وقعۃ الحرہ مین لوگون سے ساتھ مرنے کے بیعت لی یہہ قصہ بخاری مین موجود ہے
اور یہ بیعت بیعت خلافت کے سوا اور ہی بیعت تہی - ومن لم یجعل اللہ لہ نورا
فمالہ من نور **مغالطہ** ۲۵ اور نیز اگر یہہ سنت مستفیضہ ہوتی اور خاصہ نہ ہوتا

ہے ۲۵

تو رسول اللہ صلعم صحابہ کو اس سے محروم نہ رکہتے بلکہ کل سے کرتے **ہدایہ** اسکو
دلیل خصوص ٹھہرانا کمال جرءت ہی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو احکام شرعیہ مین دست اندازی
کرنے پر بڑی دلیری ہے حکم شرعی کی تخصیص سوائے حکم شارع کے کسیکی رای سے نہین ہوسکتی
ایسے موقع پر کوئی آیت یا حدیث پیش کرنا ضروری ہے کچھہ نہ ہو تو استشہاد کیواسطے
قول سلف صالحین یا متاخرین نقل کرنا چاہئیے تہا جب انکو سند کیواسطے کوئی بات نہ ملی
تو گہر سے قاعدہ بنانے شروع کئے اور اوسی سے سنت مستفیضہ کو خاص کردیا - یہ یاد
رہے کہ ایسی جرءت خلاف شان دیانت ہے - نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مصنف صاحب
اس قول پر (صحابہ کو اس سے محروم نہ رکہتے بلکہ کل سے کرتے) بہی کوئی سند نہین لائے اگر
یہ بات صحیح ہے تو نام بنام بتلائین کہ فلان فلان صحابی سے آنحضرت نے بیعت نہین لی
البتہ آنحضرت کا کل اصحاب سے بیعت کرنا بالسند صحیح ثابت ہی صحیح بخاری مین ہے کہ بروز
غزوہ خندق آنحضرت نے سب مہاجرین وانصار کے واسطے دعائی مغفرت کی تو سب نے
یہہ عرض کیا نحن الذین بایعوا محمدا علی الاسلام ما بقینا ابدا ہم وہ لوگ ہین
جنہون نے بیعت کی محمد صلعم کے اسلام پر جب تک ہم زندہ رہین گے اور اس عرکہ مین

تمام مہاجرین و انصار حاضر تہے جنہون نے بیعت کا اقرار کیا ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو اونہون
نے فرمایا سب سچ ہے اگر مصنف نمانے تو اُسکا اختیار ہے - اور جنگ حدیبیہ مین ڈیڑہ
ہزار یار جان نثار حاضر تہے سب نے آنحضرت سے بیعت کی صحیح بخاری مین حضرت جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کانوا خمس عشرۃ مائۃ الذین بایعوا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یوم الحدیبیۃ ہم پندرہ سو آدمی تہے جنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
حدیبیہ کے دن بیعت کی تہی - ایک روایت مین ہے ولم یتخلف احد من المسلمین
حضرہا الا جد بن قیس اخو بنی سلمۃ اور کوئی شخص مسلمانون مین سے اوس مجلس
سے الگ نہین رہا مگر جد بیٹا قیس کا جو بنی سلمہ مین سے تہا - علما لکہتے ہین کہ یہ شخص منافق
تہا اسواسطے حاضر بیعت نہ ہوا اور بخاری مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے قال بایعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عدلت الی ظل شجرۃ فلما خف الناس قال
یا ابن الاکوع الا تبایع قال قلت قد بایعت قال وایضا قال فبایعتہ
الثانیۃ سلمہ کہتے ہین مینے بیعت کی نبی صلعم سے پہر مین درخت کے سایہ مین جا بیٹہا
پس جب مجلس شریف مین آدمی کم ہوگئے فرمایا اے بیٹے اکوع کے تو ہم سے بیعت نہین
کرتا سلمہ کہتے ہین مینے عرض کیا مین بیعت کر چکا ہون فرمایا دوبارہ بہی سلمہ کہتے ہین پس
مینے بیعت کری دوبارہ - آنحضرت کو ایک شخص پر ترک بیعت کا گمان ہوا تو اسکو بہی بیعت
دلائی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ چار سو ستاون عورتون نے بروز فتح مکہ آنحضرت
سے بیعت کی اور بیہقی اور طبرانی ابو یعلی ابو داؤد و ابن مردویہ ابن سعد عبد بن حمید ام عطیہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ ام عطیہ نے فرمایا کہ جسوقت آنحضرت مدینہ منورہ مین
تشریف لیگئے آپنے انصار کی عورتون کو حکم دیا کہ ایک جگہہ جمع ہو جاوین اور عمر فاروق
کو وہان بہیجا حضرت عمر نے اُس مکان کے دروازہ پہ کہڑے ہو کر کہا کہ مین حسب الحکم
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہارے پاس آیا ہون کیا تم بیعت کرتی ہو اس بات پر جو کبہی

شرک اور چوری اور زنا نہ کرو گے ہمنے کہا ہان پس عمر فاروق نے باہر کہڑے دروازہ کے اندر ہاتہ بڑہایا اور ہمنے بہی انکی طرف ہاتہ پہیلائے۔ ان روایتون سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے تمام مردون اور عورتون سے بیعت لی مصنف کولازم ہے کہ اپنے دعوی پر حدیث سے سند لاوے اور نہین تو کسی عالم کا قول ہی نقل کرے اٹکل پر چلنا درست نہین ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

مغالطہ ۲۶ - اور پہر کل کو باہم بیعت کرنیکی تاکید کرتے

ھدایہ یہہ وہی پہلی بات ہے جسکا جواب بہی ہم نمبر (۱۹) مین دیچکے ہین مصنف ثبوت دعوی کے واسطے ایک ہی بات کو ایر پہیر کر بار بار لاتا ہے اور بجائے خود سمجہتا ہے کہ ہم بہت سے دلایل لائے ہین۔ بہلا جو شخص اپنے مونہہ کی کہی بات کو نہ سمجہے اُسکو ایسے بڑے بڑے دعوی کرنے کب لایق ہین مصنف صاحب اصحاب نبی نے تو بیعت کو کبہی ترک نہین کیا آنحضرت کے بعد سبنے ابوبکر صدیق کے ہاتہ پر بیعت کی اور اُن کے بعد وقتاً فوقتاً خلفاء کے ہاتہ پر بیعت کرتے رہے صحابہ کے طور طریق سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص بیعت کے لایق نہین ہوتا یہہ منصب عالی صالح لوگون کے ساتہہ خصوصیت رکہتا ہے

مغالطہ ۲۷ پس رسول اللہ صلعم کو اسکی تمیز اور امارت بیان کرنے واجب تہے

ھدایہ یہہ آپنے عجیب بات کہی (بیعت سنت ہے اور اسکی علامات کا بیان کرنا واجب) خلافت امارت قضا جو اہم کام ہین انکے واسطے شارع نے کونسی علامتین بتلائی ہین کہ ایسے صفات والے شخص کو خلیفہ یا امیر یا قاضی مقرر کرنا مناسب ہے اگر صاحب بیعت کی علامتین نہ بتلائین تو کیا حرج ہے بالفرض اگر یہی قاعدہ تسلیم کیا جاوے تو خلافت و قضا سے بہی انکو انکار کرنا پڑیگا بر سبیل تنزل اگر ہم اس شرط کو مان لین تو دیکہو آنحضرت و خلفاء اور تمام اصحاب کے تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ بیعت ایسے شخص کی ہاتہہ پر چاہئے جو اپنی وقت مین تقوی و دیانت و صلاحیت کی وجہ سے اپنے ہمعصرون مین فضیلت رکہتا ہو رسول اللہ صلعم کی حیات

ق ۴ اخرج ابن سعد وعبد بن حمید وابو داؤد وابن مردویہ والطبرانی وابن ابی حاتم والبیہقی عن ام عطیہ قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ جمع نساء الانصار فی بیت ثم ارسل الینا عمر بن الخطاب فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول رسول اللہ الیکن ان لا تشرکن باللہ شیئا ولا تسرقن ولا تزنین الایۃ فقلنا نعم فمد یدہ من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت وامرنا فی العیدین ان نخرج فیہ الحیض والعتق ولا جمعۃ علینا ونہانا عن اتباع الجنائز ۱۲

حیات میں آپ افضل بہتر تہے اُنکے بعد ابوبکر ازان بعد عمر اون سے پیچہے عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور بہ سبب فضلیات اُن کی کے دو سیکے رہا تہہ پر بیعت نہین ہوتی تہی الا نیابتہ اور تعامل اُنکا بمنزلہ بیان علامات اور تمیز کے ہے

۲۸ **مغالطہ ۲۸** اور ایسے شخص کے ترجیح کے کوئی وجہ شارع سے مروی نہین ہے توجسکو ہم مقرر کرینگے ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی **ھدایہ** دیانت علم تقوی صبران صفتون کو پروردگار نے ترجیح کا سبب مقرر فرمایا ہے جنمین یہ صفتین ہوتی ہیں اونہین کو غیب الغیب سے یہہ مرتبہ عنایت ہوتا ہے آپ اگران صفتون کو اسباب ترجیح سے نہ کہو آپکے کہنے سے کیا ہوتا ہے خداوند کریم فرماتا ہے **وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون** اور کیا ہمنے اُنکو امام ہدایت کرتے تہے ساتہہ حکم ہمارے کے جبکہ تکلیفون کو سہارا اونہون نے اور تہے ہماری آیتون پر یقین کرتے **واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما** اور جبوقت آزمایا ابراہیم کو اُسکے رب نے تہوڑی سی باتون مین پس ابراہیم نے پوری کر دکہلائین فرمایا ہم تمہین لوگون کا پیشوا بنائینگے۔ آنحضرت کا حکم ہے کہ تم اُس شخص کو نماز مین امام کرو جو عمدہ پڑہنے والا اور زیادہ علم والا اور اچہی سمجہہ والا اور بڑی عمر کا ہو مصنف کو اس بات کا کچہہ لحاظ نہین اپنے صغیرسن لڑکے کو جمعہ اور عیدین امام کرتے ہین بڑے بڑے صاحب علم وعمل و عمر اُسکی اقتدا کرتے ہین۔ دراصل یہہ ڈہنگ گدی نشینی کا ہے خودغرضی کے سبب ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح بہی جائز ہوگئی انصاف درکار ہے والانصاف خیر الاوصاف

۲۹ **مغالطہ ۲۹** اور واجب تہا کہ تمام جہان اور ہر قرن مین بیعت کرنیوالا ایک ہی ہوتا اور یہ خلاف واقعہ کے اور محال ہے۔ **ھدایہ** ایک چیز کو واجب کہین اور محال بہی سمجہین عقلمندون کے نزدیک محال ہے یہہ بتلاؤ واجب ہونیکا سبب کیا ہے اور اس پر دلیل کہا۔ خلافت کا معاملہ

ایسا ہے کہ اگر چند خلیفہ ہوجائین توکشت وخون کی نوبت پہنچتی ہے بیعت مین کچھہ خرابی نہین ایک ہی شہر مین کئی شخص صاحب بیعت ہوتے ہین ایک دوسرے سے کچھہ سروکار نہین رکہتے۔ اگر یہ کہو کہ آنحضرت کے وقت مین سوائے ذات بابرکات آنحضرت کے کوئی صاحب بیعت نہ تہا اب ایک ہی وقت مین بہت سے آدمی لوگون سے بیعت لیتے ہین یہ کس طرح جائز ہوگا۔ تو ہم پہلے کہہ چکے ہین کہ بیعت کیواسطے برگزیدہ شخص کو خاص کرنا چاہیے جب آنحضرت تہے تو سب کو آپ کی افضلیت پر اتفاق تہا اس زمانہ مین تمام لوگ ایک ہی بزرگ کے قایل نہین ہوتے کوئی کسیکو اچہا جانتا ہے کوئی کسیکو جیسا اسی کے سمجہہ مین آتا ہے ویسا کرتا ہے اور تکلیف شرعی ہمارے ذمہ اسیقدر ہے فاتقوا الله ما استطعتم

مغالطہ ۳۰ حصر خلافت اگر ایک شخص پر ہوجاوے تو اسمین محال لازم نہین آتا کیونکہ اسمین نیابت ثابت ہے بخلاف بیعت کے اسمین نیابت ثابت نہین

ھدایہ اسکا جواب یہہ ہے کہ دراصل کارخانہ بیعت کی بنا نیابت پر ہے آنحضرت رب العالمین کیطرف سے نائب ہوکر بیعت لیتے تہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله تحقیق جو لوگ تجھہ سے بیعت کرتے ہین بیشک وہ بیعت کرتے ہین اللہ سے جب بندہ کو خدا نے اپنا نائب مقرر کیا تو ایک کی دوسرے سے نیابت بطریق اولی درست ہونی چاہیئے مصنف بسبب بے علمی اور بے خبری کے کتاب و سنت سے مدعی عدم ثبوت نیابت ہے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے جسکو بیہقی اور طبرانی اور ابویعلی اور ابن مردویہ اور ابن سعد اور ابوداؤد اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے اور ہم بضمن ہدایہ (۲۵) اسکو نقل کرچکے ہین بخوبی ثابت ہے کہ آنحضرت نے عمر فاروق کو واسطے بیعت کے اپنا نائب مقرر فرمایا اور ابن ابی حاتم مقاتل سے بیان کرتے ہین کہ یہ آیت (یعنی آیت بیعت نساء) بروز فتح مکہ نازل ہوئی اسوقت آنحضرت نے کوہ صفا پر مردون سے خود بیعت لی اور عمر فاروق کو عورتون سے بیعت لینے کا حکم دیا

نمبر ۳۰

و اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل ... فلما کان یوم الفتح بایع رسول الله صلی الله علیه وسلم الرجال علی الصفا وعمر یبایع النساء تحتها عن رسول الله صلی الله علیه وسلم [illegible] القصة ... واخرج ابن مردویه ... عن ابن عباس

ایسے کامل الثبوت مسئلہ سے انکار کرنا لوگون مین اپنی بےعلمی کا اشتہار دینا ہے۔

محاسہ

مغالطہ ۱۳۱ - استدلال دویم بدعت کے خاصہ ہونے پر کلام اللہ مین خطاب بعیت کرنیکا خاص رسول اللہ صلعم کیطرف ہے اور مشروط بشرط **ہدایہ** قرآن مجید مین ایسی بہت آیتین ہین جنہین خاص آنحضرت کو خطاب فرمایا ہے اور احکام کو شرطون کے ساتھہ مشروط کیا ہے مثلا واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم اور جبوقت پڑہے تو قرآن پس پناہ مانگ اللہ کے شیطان مردود سے۔ فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب پس جبوقت تو فراغ پاوے پس محنت کر اور طرف رب اپنی کے پس رغبت کر اذا جاء نصر اللہ والفتح الی قولہ فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا جب آوے مدد خدا کی اور فتح مکہ پس پاکی بیان کر ساتھہ تعریف پروردگار اپنی کے اور بخشش مانگ اُس سے تحقیق وہ معاف کرنیوالا ہے واذا جاءک الذین یؤمنون بآیاتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ اور جبوقت آوین تیرے پاس وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہین ہماری آیتون پر پس کہہ تو سلامتی ہے تُمپر پروردگار تمہارے لئے رحمت اپنے ذمہ مقرر کر چکا ہے مصنف کے قاعدہ کے موافق تلاوت کے وقت اعوذ باللہ کا پڑہنا اور بعد فراغت کاروبار سے اللہ کیطرف راغب ہونا اور عبادت کے لئے کمربستہ رہنا اور بعد حصول فتح اور نصرت کے تسبیح وحمد کا پکارنا اور مغفرت چاہنا اور مومنون کو سلامتی اور رحمت کا مژدہ دینا رسول اللہ صلعم کا خاصہ ہے اوروں کے حقمین یہہ سب کام بدعت ہین مصنف اسی رسالہ کے صفحہ ۵ مین لکہتا ہے کہانا آگے رکہتے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے غالبا یہہ بہی کہدیگا جو اعوذ باللہ پڑہنا اور تسبیح اور استغفار سب بدعت ہین بہت آیتون مین خاص پیغمبر خدا کو خطاب ہے مثلاً واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا اور صبر دلا تو

اپنے نفس کو ساتھہ اُن لوگون کے جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام اور نہ کہا مان
اُس شخص کا جسکے دل کو ہمنے غافل کیا ہے اپنی یاد سے ولا تطع کل حلاف مہین
اور نہ مان تو بات ہر ایک بہت قسم کہانے والے بیقدر کی خذ العفو وامر بالعرف
واعرض عن الجاہلین تو اختیار کر عفو اور حلم کر نیکی کا اور منہ پہیر جاہلون سے فاما
الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر پس تو یتیمون پر قہر مت کر اور سوالی
کو مت جہڑک۔ اور صدہا آیتین اسی قسم کی ہین بخوف طوالت ہم ذکر نہین کرتے گویا
یہ تمام احکام آنحضرت ہی سے خاص ہین اور امت کو بالکل آزادی۔ جن لوگون نے خلیفہ اول
کے عہد مین ادائے زکوۃ سے انکار کیا تہا اونکا اور مصنف کا ایک مذہب ہے۔ اسی قاعدہ
کی آڑ سے وہ منکر ہوکر قتل ہوئے اگر مصنف اُس زمانہ مین ہوتا تو صحابہ کرام کے ہاتہہ
سے پاداش عمل دیکہتا اُنکا عذر یہ تہا کہ آیہ کریمہ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم
وتزکیہم بہا) مین خاص آنحضرت کو خطاب ہے کہ اے پیغمبر تم زکوۃ وصول کرو
تاکہ آپکے سبب وہ گناہون سے پاک ہوجاوین اُنکے لئے دعائے رحمت کرو آپکی دعا سے
اونکو تسکین ہوگی بعد رحلت آنحضرت کے نہ وہ لینے والا رہا جسکو خاص خطاب تہا اور نہ
وہ علت موجود ہے۔ آپ کے زکوۃ لینے کے سبب وہ گناہون سے پاک ہوتے تہے اور
آپکی دعا سے انکو تسلی ہوتی تہی بعد آپکے دوسرے کے لینے اور دعا کرنے سے یہہ فایدہ
حاصل نہین اگر مصنف یہ کہے کہ اصحاب کبار نے بعد آنحضرت کے خلفاء کو زکوۃ دی اُنکے
عملدرامد سے عموم حکم معلوم ہوگیا ہم کہین گے دوسری طرف بہی اصحاب تہے اور ہم
صحابی ایک دوسرے پر حجت نہین ہوتا اور مصنف کا قاعدہ (کاف خطاب سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے) جسکو وہ دلیل قطعی سمجہتا ہے
مانعین زکوۃ کو سچی بتلاتا ہے۔ آپ کے قاعدہ کے موافق اصحاب کبار وخلیفہ اول
ناحق پر تہے اور منکران زکوۃ حق پر اعاذنا اللہ منہ **مغالطہ ۳۲** اور

فعل آنحضرت بعض صحابہ سے وہ بہی خاص ہے **ہدایہ** یہہ بات کہانسے کہتے ہو کہ
آنحضرت نے بعض اصحاب سے بیعت کی تہی ہم صحیح حدیثون کے حوالہ سے مغالطہ نمبر (۲۵) مین ثابت
کر چکے ہین کہ آنحضرت نے کل اصحاب سے بیعت لی۔ یاد رکہو تمہاری رائے کسیکے نزدیک
سند نہین ہو سکتی حدیث یا اثر پیش کروگے تب البتہ اہل علم قبول کرین گے دیباچہ مین کس
زور و شور سے دعوی کیا تہا کہ مین ہر مسئلہ پر آیت یا حدیث صحیح یا حسن سے دلیل لاونگا
اور موقع پر حدیث موضوع بلکہ کسی عالم کا قول بہی نہین لاتا خوف ہے کہ اس آیت کا مصداق
نہو جاوے ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازۃ من
العذاب **مغالطہ** ۳۳ جیساکہ صلوۃ خوف مین حکم ہے اذا کنت فیہم
فاقمت لہم الصلوۃ الخ اِس خطاب کا کوئی عام کنندہ نہین ہے اسیواسطے
بعض علماء نے خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہا ہے **ہدایہ** صلوۃ الخوف
مین بیشک خاصکر آنحضرت کو خطاب ہے مگر قرون ثلاثہ جو مشہود لہم بالخیر ہین اور ایمہ دین کے
بیان سے ثابت ہے کہ یہہ حکم عام ہے اگر مصنف کی طرح کسی اور نے بہی اسکو خاص سمجہا ہے
تو اسکی غلطی اور خطا ہے۔ اگر ابو یوسف یا کسی دوسرے امام کا قول خیر القرون کے لوگون
کے برخلاف ہوگا تو ہرگز قبول نکیا جاویگا **مغالطہ** ۳۴ اور نیز ممبر پر نماز پڑہنی
اور جنازہ غائب پر اور لڑکے کو گود مین لیکر نماز پڑہنی یہہ سب اِس قسم کے ہین
لیکن علماء نے تصریح کی ہے جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین وغیرہ علماء
نے کہ جس مسئلہ مین تابعین یا تبع تابعین یا فقہا مجتہدین مین گفتگو اور خلاف واقع ہو تو وہ
اختلاف متفرع اختلاف صحابہ پر ہوتا ہے جب اِن امور مذکورہ پر ان عصرون مین گفتگو
ہوئی الی قولہ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب معمول بہ صحابہ تہے **ہدایہ** مصنف نے
صلوۃ الخوف اور جنازہ غائب اور نماز منبر پر چڑہکر پڑہنی کو ذکر کرکے اسین اماموں کا اختلاف
بتلایا ہے اور پہر اس اختلاف کو بہی بر اختلاف صحابہ کبار قرار دیکر اِن مسایل کو آنحضرت کے

نمبر ۳۳

نمبر ۳۴

خاصہ ہونیسے نکالا ہے - اور وہ قاعدے جنکو مصنف پہلے لکھہ چکا ہے (اول) جس امر کو
پیچہے جاری کرنے کے مرضی تہی اور اپنے خاصہ کی نفی کرنی تہی اپنے روبرو اسکو کسی اور
سے کرادیا (دوم) اگر صحابہ کا کسی سنت پر عمل کرنا ہمین معلوم نہ ہو تو وہ منسوخ سمجہی جائیگی
(سوم) جس کام پر آنحضرت تاکید و ترغیب نہ فرماوین تو وہ خاصہ ہے (ان مسایل کو خاصہ
آنحضرت بتلاتے ہین جنہوں نے عام سمجہا انکا قول بے سند ٹہرا گویا مصنف کے نزدیک
خاصہ سمجہنے والے حق بجانب ہین اور جمہور امت خطا پر اور لطف یہ ہے کہ مصنف انکو خاصہ
نہین سمجہتا امت کو بہی عمل کی اجازت دیتا ہے قصور فہم کے سبب قواعد باطلہ بناتا ہے
اور ان سے اپنی تکذیب آپ ہی کرتا ہے اور حافظہ کی قوت سے اپنی مصنوعی قواعد کو
بہی بہول جاتا ہے غرض یہ سب قواعد نو ایجاد مصنف کے ہین ائمہ دین تو کیا اہل اسلام
مین سے کوئی اسکا قایل نہین البتہ مصنف کے بعض قواعد سے مانعین زکوۃ نے ابو بکر
صدیق کی خلافت مین سند پکڑا تہا مگر اصحاب آنحضرت نے بالاتفاق انکو قتل کر دیا اور ان کے
قواعد کو رد کر چکے - چونکہ ہم بضمن ہدایہ نمبر (۲۴) باہم بیعت کرنا صحابہ کا اور بضمن ہدایہ
نمبر (۲۵) بیعت کرانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روبرو سے اپنے عمر رضی اللہ عنہ سے اور
بضمن ہدایہ نمبر (۳۷) اور نمبر (۸۰) تاکید اور ترغیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیعت کا بابت
کرنے مین بخوبی ثابت کر چکے ہین مصنف کے نزدیک بہی بیعت آنحضرت کا خاصہ نہین ٹہری
گی - اگر بنظر انصاف سے دیکہو اور بصر تعصب کو بند رکہو **مغالطہ** اور بیعت کا کسی علما
یا صحابہ یا تابعین مین گفتگو نہین ہوئی **ہدایہ** بیشک قرون ثلاثہ سے لیکر
اسوقت تک سوائے مصنف کے کسی نے سنیت بیعت سے انکار نہین کیا قال اللہ تعالی
ویتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ **مغالطہ ۳۶** اور نہ کسی نے باب باندہا
ہے حالانکہ ادنی ادنی باتون کے باب باندہے ہین مثل بول وبراز وجماع وغیر ذلک
ہدایہ ہمارے بہادر مصنف نے ناواقفی کے سہارے اور بیعبی کے بہروسہ

عجیب دعوی کیا ہے کہتے ہین (کسی نے باب نہین باندھا) خدا کے لئے اگر صحیح بخاری مسلم
کی سمجھنے کا مادہ نہین تو ترجمۃ الباب ایکدفعہ نظر کر لو اس عبور سے اتنا فایدہ ضرور ہوگا کہ پھر
ایسا دعوی نکروگے مین کہتا ہون کہ بخاری اور مسلم اور تمام صحاح مین ابواب بیعت موجود ہین دیکھو
اگر سوا ہے کے افاقہ مین ہو سکے تو ضرور ہی تراجم الابواب کا مطالعہ کر دا ور بالفعل سردست
ہم کچھہ بتلادیتے ہین صحیح بخاری صفحہ ۷ باب البیعۃ علی اقام الصلوۃ صفحہ ۱۸ باب البیعۃ
علی ایتاء الزکوۃ صفحہ ۱۴ باب البیعۃ فی الحرب علی ان لا یفروا صفحہ ۱۶۹ باب کیف یبایع
الامام الناس اس باب مین بہت سی حدیثین ہین اور اقسام اقسام بیعت کا ہین
ذکر ہے مثلا سچ بولنا اور دینی معاملات مین کسیکی ملامت سے نہ ڈرنا اور خلیفہ کے ساتھہ
جہاد کو حاضر ہونا اور حکم سننا اور ماننا اور مسلمان بھائیون کے خیرخواہ رہنا اور جنگ مین
ساتھہ مرنا اور مطابق کلام اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرۃ خلفاء کے عمل کرنا - اس باب
سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک ایسے امور مین امام کے ساتھہ بیعت کرنی
سنت ہے اور صفحہ ۱۰۷ مین ہے باب من بایع مرتین باب بیعۃ الاعراب
باب بیعۃ الصغیر صحیح بخاری مین اور یہی ابواب ہین امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
(جنہون نے صحیح مسلم کے باب وضع کئے ہین) صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۱۲۹ مین لکھتے ہین باب
استحباب مبایعۃ الامام الجیش عند ارادۃ القتال دیکھو باب صاف صاف
دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ جیسا امام کے ہاتھہ پر بیعت خلافت کیجاتی ہے ویسی ہی اور
معاملات کی بیعتین اور یہ ابواب بہی صحیح مسلم مین ہین صفحہ ۱۳۰ جلد ثانی باب المبایعۃ
بعد فتح مکۃ علی الاسلام والجہاد والخیر صفحہ ۱۳۱ جلد ثانی باب کیف بیعۃ
النساء اور باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ جلد ثانی سنن ابوداؤد مین صفحہ
صفحہ ۵ باب ماجاء فی البیعۃ اور صفحہ ۱۲ باب نکث البیعۃ اور باب ماجاء
فی بیعۃ العبد اور باب ماجاء فی بیعۃ النساء اور موطا مین ہے صفحہ ۸ جلد ثانی

مصنف کا باب البیعۃ علی ارکان الاسلام و ترک الکبائر وغیر ذالک من احکام الشرع اور اس باب میں تحقیق
بیعت کا بھی ذکر ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مسوی شرح مؤطا کے اسی باب میں لکھتے ہیں فیہ دلیل علی ان البیعۃ
غیر مقصورۃ علی قبول الخلافۃ والذی یتعاھدہ مشائخ الصوفیۃ فیہ له وجه
یعنی پایا جاتا ہے کہ بیعت صرف خلافت پر موقوف نہین اور جو صوفیون مین رواج بیعت
ہے اسکے لئے شریعت مین اصل ہے اور نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سُنن مین کتاب البیعۃ
لکھکر اُسمین اٹھارہ باب باندھے ہین مگر بخوف ملالت ناظرین ہم تفصیل نہین کرتے
اور ابن ماجہ مین ہے صـ۲۱۱ باب البیعۃ اور باب الوفاء بالبیعۃ اور صـ۲۱۲ باب
بیعۃ النساء ناظرین حق پسند ہماری اس فہرست کو دیکھکر (جسمین ہمنے باب باب
کو بالاستیعاب ذکر نہین کیا) انصاف کرین اور دیکھین کہ یہہ قول مصنف کا (نہ کسی نے
باب باندھا ہے) دلیل بےعلمی ہے یا نہین بہت ہی آیات قرآنی سے مسئلہ بیعت مستفاد
ہوتا ہے اور احادیث اس بارہ مین کثرت سے ہین مگر آجتک کسی مفسر اور شارح نے
یہہ نہین لکھا کہ بیعت خاصہ آنحضرت تھی مصنف نے بارہ سال محنت کرکے یہہ رسالہ
بنایا مگر خوبی قسمت سے آیت وحدیث تو کیا کسی عالم کا قول بھی سند نہین لایا ناحق خفقان ہونی
جیسی بات کہکر اپنے علم کو بٹہ لگایا **مغالطہ** ۳۷ تیسرا استدلال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنی ادنے امور پر بڑی ترغیب دی ہے الی قولہ اور یہہ بیعت
کبھی رسول اللہ صلعم نے ایکدفعہ بھی تاکیداً اسکی نہین کی اسلئے خاصہ معلوم ہوتا ہے —
ہدایہ جناب کو حالت خفقان مین وہی پہلی بات یاد آگئی جھٹ قلم اٹھاکر
لکھدے سبحان اللہ دلایل بڑھانیکا خوب طریق نکالا ہے مگر آخر خفقانی آدمی تھا گھبرا گیا
اگر ہزار بار لکھدیتا تو مفت مین ہزار دلیل بنجاتی بیعت کی ترغیب وتاکید آیات وحدیث
سے ثابت ہے یہہ دیکھو اللہ فرماتا ہے **ومن اوفی بما عاھد علیه الله فسیؤتیه**
اجرًا عظیما اور جس نے پورا کیا کام جس پر اوس نے عہد کیا تھا اللہ سے اوسے قریب ہے دیگا

اُسکو بڑا ثواب لقد رضي الله عن المومنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم
ما في قلوبهم فانزل السكينة عليهم تحقیق راضی ہو چکا اللہ مومنون سے
جسوقت بیعت کرتے تھے وہ تجھہ سے درخت کے نیچے پس جان لیا جو کچھہ اُن کے دِلون
مین ہے پس نازل کی تسلی اُن پر ان آیتون مین ذکر ہے کہ بیعت سے سکینہ نازل ہوتا ہے
اور اسی سے سبب رضامندی اللہ کی اور اس عہد کی وفا موجب اجر عظیم ہے آنحضرت نے
فرمایا بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئاً الحدیث تم مجھہ سے بیعت کرو جو آئندہ
خدا کا شریک نکرینگے کسی چیز کو غور کرو اِس حدیث مین صاف تاکید ہے میان مصنف
تو خود ہی ایمان سے کہو کہ یہہ انکار تمہارا بطریق تجاہل ہے یا جہالت سے **مغالطہ**
چوتھا استدلال قاعدہ اجماعیہ محدثین کا یہہ ہے کہ جس فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو صحابہ باجماع ترک کرین وہ منسوخ ہوتا ہے **ہدایہ** مجتہد العصر ایک نیا گل
کھلاتے ہین اور اپنی بےعلمی کا بزبان خود اقرار کرتے ہین - نسخ کا قاعدہ ذکر کرکے بیعت
کے خاصہ ہونے پر اس سے استدلال کرنا اور نسخ سے خصوصیت کا نتیجہ نکالنا مصنف
جیسے اہل علم کا کام ہے - جو وصف ایک ہی شے مین پایا جائے اور دوسری چیز مین اُسکا
وجود نپایا جاوے وہ خاصہ شی کا کہلاتا ہے اور شریعت مین ایک حکم اول جاری ہو
پھر اُسکے بعد دوسرا حکم ایسا جاری کیا جاوے کہ پہلے کو اُٹھا وے اسکو نسخ کہتے ہین -
پس ایک کو دوسرے کی دلیل سمجھنا محض غلط فہمی ہے - دراصل محدثین نے یہ قاعدہ
مقرر کیا ہے کہ ایک امر کی نسبت بسند صحیح ثابت ہو جاوے کہ صحابہ کبار نے بالاجماع
اسکو ترک کر دیا تھا تو وہ امر متروک بیشک منسوخ تصور کیا جاویگا مگر یہ شرط ہے کہ یہہ
اجماع بسند صحیح صحابہ و تابعین سے ثابت ہو جاوے اور ترک کا ثبوت فعل کے ثبوت
سے کم نہو اور یہ نہین فرمایا کہ ایک مسئلہ کو تلاش کرین جب قصور علم و فہم کے سبب
پتہ نہ لگے تو کہدین یہہ حدیث بالاجماع منسوخ ہے - جہالت اور ناواقفی کو اجماع سلف

نمبر ۳۸

قرار دینا اور اس قاعدہ کو محدثین کیطرف نسبت کرنا غلط ہی امام احمد بن حنبل نور اللہ
مضجعہ نے اُس شخص کو جو دعوی اِس قسم اجماع کا کرے جھوٹا بتلایا ہے چنانچہ حافظ
ابن القیم نے اعلام مین امام سے نقل کیا ہے اور شیخ صالح بن محمد عمری نے ایقاظ مین
اُس عبارت کو پورا پورا نقل فرمایا ہے ولم یکن احمد یقدم علی الحدیث الصحیح
عملا ولا رایا ولا قیاسا ولا قول صاحب ولا عدم علمه بالمخالف الذی یسمیه
کثیر من الناس اجماعا و یقدمونه علی الحدیث الصحیح وقد کذب
احمد من ادعی الاجماع ولم یسغ تقدیمه علی الحدیث الثابت و کذلک
الشافعی ایضا نص فی رسالته الجدیدة علی ان ما لا یعلم فیه الخلاف
لا یقال له اجماع ولفظه ما لا یعلم فیه الخلاف فلیس اجماعا ونصوص
رسول الله صلعم عند الامام احمد و سائر ائمة الحدیث اجل
من ان تقدم علیها توهم اجماع مضمونه عدم العلم بالمخالف ولو
ساغ تعطلت النصوص وساغ لکل من لم یعلم مخالفا فی حکم مسئلة
ان یقدم جهله بالمخالف علی النصوص فهذا هو الذی انکره الامام
احمد والشافعی من دعوی الاجماع لا ما یظنه بعض الناس انه استبعاد
لوجوده انتهی ترجمہ یعنی امام احمد رح کسیکے عمل اور راے اور قیاس اور قول اور عدم
علم کو (یعنی جو کہے مجہے کسیکا عمل اس حدیث پر ثابت نہین ہوتا) (اور اسی کو بہت
لوگ اجماع کہتے ہین) حدیث صحیح پر مقدم نہ کرتے تہے اور جو بےعلمی سے دعوی اجماع
کرتا اسکو جھٹلاتے اور فرضی اجماع کو حدیث پر مقدم کرنے کو جائز نہ سمجھتے اور امام شافعی
رحمہ اللہ نے اپنی آخری تصنیف رسالہ مین لکہا ہے کہ جس مسئلہ مین کسیکا اختلاف
معلوم نہ ہو یہ نہین کہہ سکتے کہ اس پر اجماع امت ہے امام احمد بن حنبل اور تمام ائمہ
حدیث اس بات پر متفق ہین کہ حکم پیغمبر خدا صلعم کا رتبہ اس سے بڑہکر ہے جو وہمی

اجماع کو (جسکی اصلیت یہہ ہے کہ ہمین اسمین کسیکا خلاف ثابت نہین ہوا) اُسپر مقدم
رکہین اور اگر یہہ قاعدہ جاری کیا جاوے تو تمام احکام شرعی بیکار ہو جاوین اور محل
اختلاف مین یہہ کہکر جو ہماری بات کا کوئی مخالف نہین گویا اجماع ہو چکا۔ مخالف
کی نصوص کو رد کرنیکی گنجایش ہو جائے۔ اور اسی قسم کے اجماع کا امام احمد بن حنبل
اور امام شافعی رحمہما اللہ نے انکار کیا۔ اور یہہ بات نہین کہ امام احمد صاحب وجود اجماع
کو ناممکن سمجہتے ہین فقط اسی وہمی اجماع کو بہت سا رد کرکے پہر شیخ صالح بن محمد ناقلا عن
الاعلام یون فرماتے ہین یعنی نشاءت هذه الطريقة تولدت عنها
معارضة النصوص بالاجماع المجهول وفتح باب دعواه وصار من لم يعرف
الخلاف من المقلدين اذا احتج عليه بالقران والسنة قال هذا خلاف
الاجماع وهذا هو الذي انكره ايمة الاسلام وعابوا من كل ناحية على
من ارتكبه وكذبوا من ادعاه ترجمہ یعنی جب یہ طریقہ جاری ہوا تو اس امر نے
رواج پکڑا کہ وہمی اور مجہول اجماع سے آیات واحادیث کا لوگ مقابلہ کرنے لگے گویا
اجماع کا دروازہ کہلگیا خصوصًا مقلدین نے یہہ شیوہ اختیار کیا کہ جب مخالف نے
آیت وحدیث سے اُن پہ حجت پکڑی تو کہدیا یہہ حکم خلاف اجماع ہے ایمہ دین نے
اس اجماع کا انکار کیا ہے اور اس دعوی باطلہ کے مرتکبون پہ ہر طرف سے عیب
دہرا ہے اور اُنکو جہوٹا بتلایا ہے اہل نظر غور کرین قاعدہ کیا تہا اور مصنف نے
کس طرح بگاڑکر بیان کیا ہے اگر مصنف کے نزدیک بعیت باجماع امت متروک
تہی تو اوسکو لازم تہا کہ محدثین وفقہا کی کتابون سے اس اجماع کو نقل کرتا محض اپنے
معلومات پہ اعتماد کرکے ایک امر مسنون کو منسوخ ٹہرانا بعید از دیانت ہے۔ ہم اون
لوگون سے جنہون نے مصنف کی اور ہماری جوابات کو ملاحظہ کیا ہے درخواست
کرتے ہین کہ ایسے کم علم آدمی کے کہنے سے سنت صحیحہ ثابتہ کا انکار نکرین اور اُنکی

تتبع اور تلاش سے فریفتہ نہ ہو جاوین ۔ مصنف کی اس تتبع اور تلاش ہیرا کہ
بیعت مین کسی عالم نے نہ باب باندہا ہے اور نہ شارع کیطرف سے تاکید و ترغیب
آئی ہے) اُسکی اور تتبع و تلاش قیاس کرین بالفرض اگر متقدمین یا متاخرین مین
سے مصنف کیطرح کسینے اجماع کا دعوی کیا ہو تو وہ بہی تسلیم نہ کیا جائیگا ۔ کیونکہ

مغالطہ ۳۹

ہم بضمن ہدایہ نمبر (۲۴) تعامل صحابہ ثابت کرچکے ہین

بلکہ ترمذی نے اخیر کتاب مین لکہدیا ہے کہ جو حدیث مینے بیان کی ہے سب معمول
ہین مگر دو حدیثین ایک حدیث شارب خمر کی جو پانچوین دفعہ شراب پیوی قتل کیا
جاوے اور ایک حدیث جمع بین الصلوتین بلا عذر غیر معمول بہ ہین

ہدایہ

ترمذی رحمہ اللہ نے اول اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ جو پانچوین دفعہ شراب پیوے
قتل کیا جاوے اسکے بعد یہہ حدیث لایا ہے ثم اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
برجل قد شرب فی الرابعۃ فضربہ ولم یقتلہ یعنی آنحضرت کے سامنے ایک
مجرم پکڑا آیا جس نے چوتھی دفعہ شراب پی تھی تو آپ نے اسکو حد لگائی اور قتل نہ کیا
گویا آنحضرت کے آخری فعل نے پہلے حکم کو منسوخ کردیا ۔ اور اسی طرح جواز جمع بین الصلوتین
کی حدیث بیان کرکے اُسکے پیچہے ابن عباس رض سے یہہ روایت نقل کی ہے من جمع
بین الصلوتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر یعنی
جس نے دو نمازون کو جمع کیا بلا عذر وہ کبیرہ گناہون مین داخل ہوا ۔ ترمذی نے
جمع کو منسوخ نہین کہا بلکہ ابن عباس رض کے روایت سے اسکو معلل کردیا ہے اگرچہ روایت
ابن عباس مین ضعف ہے مگر چونکہ یہہ حدیث نزدیک ترمذی کے معمول بہ امت ہے
موافق قاعدہ محدثین کے (جو حدیث ضعیف معمول بہ امت کا ہو اسکے لئے کوئی اصل
صحیح سمجہا جاویگا) یہہ حدیث معنیً صحیح ہے ۔ مصنف صاحب ہماری اس تحریر کو دیکہکر
غالبًا مطلب سمجہ جائینگے اور دل مین نادم ہو کہ کہین گے ان روایتون سے ہین

ممنک ۴۰

کچھہ فایدہ نہوا۔ **مغالطہ ۴۰** یہہ حدیث شارب خمر باجماع صحابہ منسوخ ہی اسکا کوئی منکر نہین **ہدایہ** جو لوگ اِس حدیث کو منسوخ سمجھتے ہین وہ بسبب اُس حدیث کے جو ہم نقل کر چکے ہین منسوخ بتلاتے ہین نہ کہ اجماع صحابہ کے باعث یہ محض مصنف کا خیال ہے کوئی ائمہ دین سے اسکا قایل نہین اگر کسی نے بزعم باطل ایسا سمجھا ہو اُسکی غلطی ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے ساتھہ متفق الرا ہے ہین ۔ حافظ ابن القیم اور شیخ معین الدین سندھی اور محمد بن اسماعیل یمانی اور ایک گروہ محدثین کا قول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے نہین تعجب ہی کہ مصنف صاحب لکھتے ہین اسکا کوئی منکر نہین

ممنک ۴۱

مغالطہ ۴۱ صحاح مین ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات طرح کی بولیان پر کلام اللہ پڑھنا جایز رکھا اور حضرت عثمان کے وقت باجماع وہ سب قراءتین منسوخ ہوئین سوائے لغت حجاز کے **ہدایہ** سب قراءتون کو منسوخ کہنا غلط ہے سوائے لغت حجاز کے اور قراءتون کے موقوف ہونیکا سبب یہ ہے کہ بایام خلافت عثمان رضی اللہ عنہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا جو ایک شخص موافق قراءت ابی بن کعب کے قرآن مجید پڑھتا ہے اور دوسرا ابن مسعود کے اور تیسرا ابو موسی کے مطابق اور اختلاف کے سبب آپسمین جھگڑتے ہین اور ایک دوسرے کو کافر بتلاتے ہین تو عثمان رضی اللہ عنہ سے یہہ حال عرض کیا امیر المومنین نے بمشورت حضرت حذیفہ تمام مصاحف جلوا دئے اِسوقت اُن قراءتون کا سند صحیح ومتواتر سے ثابت ہونا محال ہے جبتک اُن قراءتون کے جاننے والے موجود تہے وہ بیشک مختلف طرح پر پڑھتے تہے ۔ چنانچہ صحیح بخاری مین روایت ہی کہ ابو الدردا رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود کے شاگرد مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف پڑھتے ہی اگر صحابہ کا اجماع ہوتا تو یہہ بزرگوار کیون خلاف کرتے البتہ ہم اسوقت مجبور رہین کیونکہ سوائے مصحف عثمان کے سند متواتر سے کوئی قراءت ہمین نہین پہنچتی بحکم ضرورت

اسی پر اکتفا کرتے ہین ہمارے خوش فہم ملا صاحب نے اسی کو اجماع سمجھ لیا۔

مغالطہ ۴۲ اور دوسرا کلام اللہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مین جمع نہین کرایا ابابکر صدیق کے وقت لعا گفتگو وہ بہت کچھ جمع ہوا دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اجماع سے متروک ہوا

ہدایہ عدم کو فعل جاننا اور پھر اسکو منسوخ سمجھنا خاص آپکا حصہ ہے عالم تو کیا کوئی جاہل بھی عدم کو فعل نہین کہتا علما لکھتے ہین کہ جو کام آنحضرت کے وقت مین اتفاق نہوا اور پھر کسی وقت مین واسطے مصلحت دینی کے اُسکا رواج ہوگیا وہ ملحق بالسنہ یا بدعت حسنہ کہلاوے گا یہہ نہین کہ اوسکے وجود سے اُسکے عدم کو منسوخ کہا جاوے

مغالطہ ۴۳ تیسری حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سے سوائے قرآن کے کچھہ نہ لکھو یہ بات باجماع تابعین کے متروک ہوئی

ہدایہ جیسا آنحضرت نے تحریر حدیث سے منع فرمایا تھا ویسا اسکے لکھنے کا بھی ارشاد فرمایا صحیحین مین ہے —

اکتبوا لابی شاہ یہہ حدیث لکھو واسطے ابو شاہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کو خود ہی منسوخ کردیا۔ صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے ما من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم احد اكثر حديثا عنه مني الا ما كان من عبد الله بن عمرو فانه كان يكتب ولا اكتب زمرہ اصحاب مین سے کوئی شخص مجھہ سے زیادہ حدیث کا واقف نہین مگر عبداللہ بن عمرو کہ وہ لکھہ لیا کرتے تھے اور مین نہ لکھے یاد رکھتا اور صحیح بخاری مین ہے کہ علی مرتضی نے فرمایا ما عندنا الا كتاب الله وما في هذه الصحيفة قلت وما في هذه الصحيفة قال العقل وفكاك الاسير یعنی ہمارے پاس سوائے قرآن مجید اور اُن احکام کے جو اس رسالہ مین لکھے ہوئے ہین اور کچھہ نہین جنے پوچھا اسمین کیا ہے فرمایا خون بہا اور قیدیون کے متعلق احکام ہین اور صحیحین مین ہے کہ آنحضرت نے مرض الموت مین فرمایا

ایتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ یعنی کاغذ و قلم لاؤ
مین تمہین ایسی تحریر دون جسکے بعد تم گمراہی مین نہ پڑو مصنف کی بے سند دعوی
خود اُسکی کتاب کو بے اعتبار اور بدنام کر رہے ہین اُسکی رد اور جواب کی حاجت نہین
مگر فقط اس خیال سے کہ مبادا عوام مومنین جنکو ان باتون سے پوری پوری خبر نہین
مصنف کی قیل و قال سے فریفتہ ہوجاوین راقم نے اُسکی غلطیان بطریق اختصار
بیان کئین آنحضرت نے ابوشاہ کیواسطے کہکر حدیث لکھوائی اور مرض الموت مین
کچھ لکھوانا چاہا عبداللہ بن عمرو ہمیشہ جو سُنتے لکھ لیتے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے پاس اسی قسم کے اوراق تھے خدا جانے مصنف صاحب نے ان روایتون کو دیکھا
نہین جو حکم منع کو باجماع تبع تابعین منسوخ بتلاتے ہین جتنے دلایل اور مثالین آپ
لائے ہین کوئی مطابق مدعا نہین ایسے لاتعبون کے خاموشی سے پردہ پوشی
ہے ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد ۔۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد **مغالطہ ۴۴**
اگر کوئی اس نظر سے امر مین لاوین حرام نہین **ھدایہ** مصنف نے اپنے
پہلے قاعدہ کا خلاف کیا اول لکھا تھا کہ جو کام آنحضرت نے اس نیت سے کیا ہے کہ
امت کے لئے شریعت ٹھہرجاوے تو اُسکی ترغیب اور تاکید بھی فرمائی ہے بلکہ حکم دیکر
اپنے روبرو عمل کرایا ہے ۔ اور ان امور کے نسبت آنحضرت کا رغبت دلانا اور تاکید
فرمانا اور عمل کرانا ثابت نہین پھر مصنف کا فتوی ہے کہ ان پر عمل کرنا حرام نہین
بقول شخصی شتر بے مہار ٹھہرے کسی قاعدہ کی پابند نہین گویا شاعرانہ خیالات ہین
کہنے کو ہین کرنیکو نہین الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون
ما لا یفعلون **مغالطہ ۴۵** لیکن بیعت کا ذکر کہین تابعین اور تبع تابعین
مین سے مروی نہین اور نام لینا بھی اسکا ثابت نہین اور رباب باندھنے کا تو کیا
ذکر ہے **ھدایہ** اسکا جواب ہدایہ نمبر (۲۴) اور ہدایہ (نمبر ۳۶) مین ہم لکھ چکے

ہین **مغالطہ ۴۶** اِس قاعدہ سے خلاف کرنا مثل ابن تیمیہ و صاحب
دراسات و من حذا حذوہما تو انکا اختلاف بمقابلہ جمہور علماء محدثین اور اجماع اُمت کے
کے کون سُنتا ہے **ہدایہ** قاعدہ محدثین سے کوئی مخالف نہین البتہ جو قاعدہ
مصنف نے ایجاد کیا ہے (کہ جب ہمین کسی مسئلہ مین کوئی مخالف معلوم نہ ہو تو
وہ مسئلہ ثابت بالاجماع ہے) اور اسی سے صحیح حدیثون کو رد کرتا ہے صاحب
دراسات اور ابن تیمیہ بلکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور سب ائمہ حدیث
اسکو رد کرتے ہین اور ایسے اجماع کے مدعی کو کاذب کہتے ہین ہم اُن سب عبارتون
کو بضمن ہدایت (نمبر ۳۸) تحریر کر چکے ہین **مغالطہ ۴۷** کہ کئی مسایل مین
ابن تیمیہ وغیرہ نے غلطیان کہائین **ہدایہ** بے شک بیان احکام شرعی
مین سوائے انبیاء کے کوئی معصوم نہین ہر ایک کو بھول چوک کا خوف ہے ابن تیمیہ
ہو یا اور کوئی مگر اِس مسئلہ مین جس پر بحث ہو رہی ہے ابن تیمیہ نے کچھہ خطا نہین
کی بلکہ بموجب قول ائمہ حدیث کے مصنف کے غلطی اور کذب ثابت ہوتا ہے
ہان کوئی اور غلطی بتلاؤ گے تو دیکھا جاویگا۔ مصنف کا دوسرا اعتراض ابن تیمیہ پر
یہہ ہے کہ اونہون نے اپنی کتاب فرقان مین بے سند قصے کرامات اولیاء کے لکھے ہین
مصنف صاحب کرامات کے ذکر سے گھبراتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ آنکو کرامات اولیاء
اللہ سے انکار ہے۔ ہم پہلے ہی سنا کرتے تہے اِس تحریر کو دیکھکر یقین ہو گیا جو
دل مین ہو وہ کبھی نہ کبھی زبان پر آتا ہے **کل اناء یترشح بما فیہ** تمام اہلسنت
والجماعت کے نزدیک اولیاء اللہ سے کرامت کا ہونا برحق ہے قرآن مجید مین کرامات
کا ثبوت قصہ اصحاب کہف اور مریم صدیقہ اور قصہ مصاحب سلیمان علیہ السلام سے
(جس نے کہا تہا مین بلقیس کا تخت آنکھہ جھپکتے لاتا ہون) بخوبی پایا جاتا ہے اور
کتب حدیث مین صحابہ اور تابعین کے کرامات کا بہت ذکر ہے۔ اگر ابن تیمیہ نے

م ۴۸

ایسی ثابت اور صحیح مسئلہ کے واسطے شواہد لکھدئے توکیا گناہ کیا۔ سب محدث اس مسئلہ پر شواہد اور توابع لاتے ہین چونکہ اس مسئلہ کی تحقیق مقصود نہین لہذا ہم اس بحث کو ختم کرکے مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین **مغالطہ ۴۸** شوکانی نے اپنے رسالہ مین توسل اولیاء اللہ سے جایز کردیا اور ابن حزم پر طعن کیا۔

ھدایہ شوکانی نے عزالدین ابن عبدالسلام پر اعتراض کیا ہے اور آپ لکھتے ہین (ابن حزم پر طعن کیا ہے) ممارست کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ کا دعوی کرکے جو جو اجتہاد کئے ہین انکی خوبیان اظہر من الشمس ہین یہہ مطالعہ اور مزاولت دیگر کتب کا جلوہ دکہلایا ہے مثل مشہور ہے نقل را چہ عقل مصنف صاحب اسمین بہی غلطی کہاتے ہین پہر اس فہم پر اجتہاد کا دعوی بہی کرتے ہین معالد

م ۴۹

مغالطہ ۴۹ - اور ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان مین راگ کی حرمت بیان کی اور صحیح سند ایک بہی نہین لایا بلکہ صحاح کا خلاف کیا **ھدایہ** جہان تال سر کے ساتہہ راگ گایا جاتا ہے وہان باجے بہی ہوتے ہین ابن قیم حرمت معازف کی سند بخاری سے لائے ہین صحیح بخاری وہ کتاب ہے جبکی صحت پر علماء اہلسنت کا اتفاق ہے مصنف صاحب خود کچہہ نہین جانتے بہ تقلید ابن حزم اس حدیث پر جرح کرتے ہین ابن حزم نے اس حدیث کو معلق بتلا کر جرح کیا ہے مگر امام نووی اور حافظ ابن حجر فرماتے ہین کہ یہہ حدیث متصل الاسناد ہے اور ہشام بن عمار بخاری کے اوستاد ہین اور جنہون نے تعلیق کا جرح کیا ہے اونہون نے غلطی کہائی ہے مصنف ایک شخص کا مقلد ہوکر اجماع امت کا خلاف کرتا ہے اور نا واقفون کو ورطہ تحیر مین ڈالتا ہے

م ۵۰

مغالطہ ۵۰ - شیخ ولی اللہ نے قول الجمیل مین تصریح کی ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین جمیع اقسام بیعت الا بیعت خلافت متروک تہی **ھدایہ** مصنف صاحب صفحہ (۲۱) مین لکھتے ہین

کہ قول الجمیل کے نسبت طرف شاہ ولی اللہ کی غلط معلوم ہوتی ہے اور یہان انہی
کتاب سے سند لاتے ہین اور خوبی قسمت سے کیسے معتقد ہوئے ہین جو اسی مجہول
المصنف کتاب پر اعتماد کرکے آیات قطعیہ اور احادیث صحیحہ کو رد کرتے ہین راہ
تحقیق ہو تو ایسی ہو - ہمنے فرض کیا قول الجمیل شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے
اور یہ قول اونہین کا ہے مگر ہم ہدایہ (نمبر ۴۲) مین روایات صحیحہ سے ثابت
کرچکے ہین کہ صحابہ کبار سوا بیعت خلافت کے اور اقسام کی بیعت کرتے نہی
پس برخلاف اُن روایتون کے یہہ قول ہرگز تسلیم نکیا جاویگا اور یہ کہین گے کہ
شاہ صاحب نے غلطی کہائی ہے آخر وہ بھی بشر تہے سوا ے انبیاء علیہم السلام کے
کوئی خطا سے معصوم نہین **مغالطہ ۵۱** - امام مالک نے صیام ستہ شوال
کو بعد تفحص واستقراء حتی الوسع کے عدم وجدان روایت کو اصل ٹھہرا کر بدعت قرار دیا

ہدایہ مصنف نے اِس مثال کے سوا اور بہت سی مثالین لکہی ہین
مگر اصل بحث سے کسیکو تعلق اور مناسبت نہین ناحق اپنے اوقات کا خون کیا ہے
اور بہت سا لکھہ لکھا کر لوگون کو دہوکا دیا ہے - بحث اس بات مین ہے کہ ایک
امر کا سنت ہونا قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہوچکا مگر کسی شخص کو بزعم خود
صحابہ اور تابعین کا عمل کرنا اُسپر معلوم نہین ہوا کیا وہ شخص اس سنت کو منسوخ
کہہ سکتا ہے یا نہین - اور اس بات مین اختلاف نہین کہ ایک امر کو قرآن وحدیث
مین تلاش کرین جب اسکا ثبوت کتاب وسنت سے نہ پایا جاوے تو اس پر حکم بدعت
یا حرمت کا لگادین یا نہ اس بارہ مین تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جو مسئلہ دونون اصلون
سے ثابت نہ ہو وہ بدعت اور اُس پہ عمل کرنا حرام ہے - ناظرین رسالہ ہماری اس
تحریر کو ملاحظہ کرکے اگر انصاف کرین گے تو سمجھہ جاوینگے کہ خارج از بحث مثالین ذکر کرکے
مصنف نے کس قدر اپنا خیرخواہی کی ہے مصنف کو لازم تہا کوئی ایسی مثال لکھتا

کہ فلان امر کتاب وسنت سے ثابت ہی مگر صحابہ کا تعامل اوس پہ معلوم نہ ہونے کے
سبب امام مالک یا کسی اور امام نے ایسہ حدیث سے اُسکو منسوخ کہا ہے تتبع اور
تلاش اور اجتہاد سپاوس جگہہ اعتبار کیا جاتا ہے جہان حکم شرعی دستیاب نہ ہو مصنف
ایسی بہکے جو سنت ثابتہ کو بہی رد کرنے لگے۔ تتبع اور استقراء وہان کیا کرتے ہین
جہان کتاب وسنت سے حکم معلوم نہ ہو اور نص کے مقابلہ مین اسکا ذکر کرنا اور حکم
شارع کو اُس منسوخ کرنا ظلم ہے۔ آگے چلکر آپ اور ٹہوکہ کہاتے ہین ایک چند سطرون کے
بعد لکہتے ہین (سب اہل علم کی یہی عادت تہی کہ مدار حکم تتبع اور استقراء پہ رکہتے
تہے جب بہی اُنکی روایت صحیح سے ثابت ہوا کہ صیام ستہ شوال سنت ہی تو علماء
متاخرین نے جاری کر دیا) جس مونہہ سے دعوی کیا تہا کہ جب تلاش کے بعد تعامل
صحابہ وتابعین کا حدیث پہ نہ ملے تو حکم منسوخ لگایا جاویگا اوسی مونہہ سے یہہ بہی اقرار
ہے کہ علماء کو جب روایت صحیح ملی تو تفحص اور تلاش امام مالک وغیرہ اہل علمون کیسے کو
اعتبار نہین دیا بلکہ حدیث صحیح پہ عمل جاری کر دیا۔ پہر بہولا پن سے لکہتے ہین ہمارا
دعوی ثابت ہے اتنا نہین سوچتے ہین کہ اس قول سے تو ہمارا دعوی بالکل باطل
اور رد ہوا اور اُس ردی مثال کے یہہ فقرے کہکر مسرت کرتے ہین کہ مثالون پہ کچہہ
جہگڑا نہین چلو فراغت شد دعوی بہی ثابت ہو گیا اور مثال بہی مطابق آگئی۔

مغالطہ ۵۲ اگر کوئی کہے اس بیعت کے انکار کا کاتب الحروف ہی منفرد
ہے اور کوئی اُسکے شامل نہین اسلئے کاتب الحروف کہتا ہے کہ مین اسمین منفرد نہین
ہون بلکہ اکثر ائمہ دین میرے ساتہہ ہین **ھدایہ** مصنف کا دعوی ہے
کہ اکثر ائمہ میرے ساتہہ ہین مین کہتا ہون آپ اکثر اور کثیر کو جانے دیجئے اگر سچ کہتے
ہو تو ایک کا نام بتلائے فی الواقع کوئی تمہارے ساتہہ نہین فقط رسالہ قول الجمیل
مین اتنا فقرہ دیکہکر (فظن قوم انہا مقصورۃ علی قبول الخلافۃ) اِس زور وشور سے

دعوا کیا ہے کہ اکثر امیہ دین کو اپنے ساتھ متفق بتلایا ہے اگر ایک شخص کے نام کا
پتہ لگجاتا پھر کب تہا صاف کہتے کہ تمام جہان میرے ساتھ ہے سلف وخلف کا
اجماع ہے **قول الجمیل** وہی کتاب ہے جسکو آپ اس لایق نہین سمجھتے کہ شاہ
صاحب کیطرف نسبت کیجا دے - علاوہ برین اس قول کا یہہ مطلب بہی نہین
جو آپ سمجھے ہم انشاء اللہ عنقریب اسکا بیان کرینگے **مغالطہ ۴۳** کیونکہ
قوم علماء مجتہدین جنکے انکار کی شیخ نے نقل کی ہے انکا دعوی یہ ہے کہ بیعت جمیع
اقسامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باجماع متروک ہوئی الا بیعت قبول
خلافت اور شیخ کا جواب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بیعت کرتے تہے
اقامت ارکان اسلام کی اور کبھی تمسک بالسنہ کے اور کبھی عدم سوال پر الی آخرہ
جواب لغو ہے **ہدایہ** شاہ صاحب نے لفظ قوم بولا ہے اور مصنف صاحب
بمقتضائے دیانت اوسپر حاشیہ کرتے ہین (قوم علماء مجتہدین) اگر منکرون مین کوئی
مشہور عالم یا مجتہد ہوتا تو ضرور مفسرین اور شارحان حدیث کسی آیت یا حدیث کے نیچے
اس اختلاف کا ذکر کرتے اور مخالف کا نام لیتے دراصل یہہ ایسے لوگون کا قول ہے
جنکو فن حدیث سے کچہہ واقفیت نہین اور مصنف کیطرح بالکل علم سے کورے ہین - اس قوم بعلم
مجہول الاسم نے تو سوائے بیعت خلافت کے تمام اقسام بیعت کے وجود سے
انکار کیا ہے اور آپ دہینگا دہینگی اسکے قول کے یون تاویل کرتے ہین (انکا دعوی
یہ ہے کہ بیعت جمیع اقسامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باجماع متروک ہوئے
الا بیعت قبول خلافت اور شیخ کا جواب لغو ہے کیونکہ خلاف دعوی کے ہے)
مصنف نے نکوئی منکرون کی تقریر دیکھی ہے نہ انکا دعوی سنا ہے شاہ ولی اللہ
صاحب نے کسیکی زبان سے ایسا باطل دعوی سنا اور فقط قوم کہکر نقل کیا اور بخوبی
رد کر دیا - خود بدولت نے نکبہین انکا قول دیکھا ہے اور نہ ان لوگون کو مگر غیب الغیب

سے یونہین مطالب سمجھکر شاہ ولی اللہ صاحب سے لڑائی باندہی ہے شاہصاحب
کی ظاہر عبارت سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ اس طایفہ کو وجود جملہ اقسام بیعت
سے انکار ہے اور اسیکار دکیا ہے واللہ اعلم قصوری صاحب کیا سمجھکر شیخ کے
جواب کو خلاف دعوی بتلاتے ہین اور جناب شیخ کیطرف لفظ لغو نسبت کرتے ہین
مثل مشہور ہے چہوٹا موتہہ بڑی بات کہان قصوری اور کہان ولی اللہ دہلوی
این الثری من الثریا ہان اگر کہین سے تو سنکے عبارت نقل کر سکتے ہو
تو لاؤ اہل علم دیکھین گے اور انصاف کرینگے - **مغالطہ ۵۴** اور پہر کہا ہے

۵۴

کہ غیر خلفاء راشدین کے وقت مین متروک تہی اسکا جواب یہ دیا کہ اکثر خلیفون سے
ظالم اور فاسق تہے اسواسطے اُن سے بیعت نہ کی گئی اس پر یہہ اعتراض ہے کہ کل
خلیفہ فاسق نہ تہے عمر بن عبد العزیز نے کیون نہ جاری کی **ہدایہ** اصل
جواب یہ ہے کہ خلفاء کے وقت مین بیعت متروک نہ تہی اور اس بات کو ہمنے بضمن
ہدایت نمبر (۲۴) ثابت کر دکہلایا ہے اگر صاحب قول الجمیل کے طرز اختیار کرین
تو یہ جواب ہے کہ بیشک خلفاء راشدین کے بعد اکثر خلفاء فاسق گذرے ہین اور جو
پرہیزگار تہے سنتون مین اُن سے بہی قصور ہوتا تہا چنانچہ بعض خلفاء رکوع و سجود
کے وقت بعض تکبیرات نہ کہتے اور عمر بن عبد العزیز نماز اول وقت نہ پڑہتے تہے جب
صلحا بہی سنتون مین سستی کرتے تہے تو کیا تعجب ہے اس سنت مین بہی سستی
کی ہو - بالفرض اگر خلفا کسی سنت کو ترک کر دین تو کیا وہ سنت سنت نہ رہیگی اور
کیا حضرت رسالت کا قول و فعل عمر بن عبد العزیز کی تصحیح کا محتاج ہے استغفر
ربك واطع نبيك **مغالطہ ۵۵** اور اگر خلیفہ فاسق تہے تو اور علماء
مجتہدین تبع تابعین موجود تہے انہون نے کیون نہ بیعت کی معلوم ہوتا ہے کہ
شیخ کے زعم مین بیعت صرف خلیفہ پر منحصر ہے فتدبر ع مرا خواندی و خود بدام آمدی

هدایہ قول الجمیل والے نے اس اعتراض کو بخوبی رفع کر دیا ہے مگر مصنف
کو قصور حافظہ کے سبب کچھہ یاد نہین رہتا شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ بیعت کی سبب
فتنہ کا خوف تہا لوگ شاید بیعت خلافت کا گمان کرتے اور خلیفہ دشمن ہو جاتا احتیاطاً
علماء نے اسکو ترک کر دیا آیندہ اس جواب کو یاد رکہئے اور بجاے مراخوامدی وخود
بدام آمدی کے یہ بیت ورد کیجئے ؎ شد غلامی کہ آب جو آرد + آب جو آمد و غلام ببرد

۵۵

مغالطہ ۵۵ - پہر شیخ صاحب فرماتے ہین کہ بیعت تمسک بحبل التقوی بہی
متروک تہی خلفاء راشدین کے وقت مین اسواسطے کہ وہ صحابہ تہے انکو حضرت کی
صحبت کی برکت سے کسیکی ساتہہ بیعت کی حاجت نہ تہی راقم کہتا ہے اگر صحابہ کو حاجت
نہ تہی تو اور لوگ جو روم وشام وغیرہ ملکون سے جو نئے مسلمان ہوتے تہے
انکو بہی حاجت نہ تہی اقامت سنت کی کسکو حاجت نہین ہوتی پہر السلام علیک بہی
ترک کرنا چاہئے تہا **هدایہ** پہلے تو صحابہ کرام کا ترک ناسخ حدیث بتلایا تہا۔ اب
شام وروم کے نومسلمون کا ترک بہی ناسخ ٹہرایا۔ روم وشام کے نومسلم کسی سنت
کو اگر ترک کردین تاہم وہ سنت رہیگی۔ اور یہ جو آپ لکہتے ہین کہ السلام علیک
ترک کرنا چاہئے تہا واہ کیا خوب جس سے اداء تہجد مین غفلت ہو جاوے وہ اوقات
پنجگانہ کی سنتین بہی چہوڑ دے یہ مثل مشہور ہے مارا جاتا دیکہئے آدہا دیجئے بانٹ
مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ سے کہین معتقدین کو یہ قاعدہ نہ بتلا دینا **مغالطہ ۵۶**

۵۶

برکت صحبت اقامت سنت کی دلیل ہے نہ ترک سنت کی **هدایہ** بیعت ان سنتون
مین سے نہین ہے جو روزمرہ کی جاوے بلکہ اگر عمر بہر ایک ہی دفعہ کرے بہی کفایت
کرتی ہے صحابہ کبار کو برکت صحبت نصیب ہوئی تہی اور وہ آنحضرت کے ہاتہہ پہ
بیعت کرکے فیضیاب ہو چکے تہے انصاف سے کہو کہ انکو دوسرے کے ہاتہہ پر بیعت
کرنیکی کیا حاجت رہی۔ آفتاب کے سامنے مشعل کون جلاتا ہے۔

مغالطہ ۵۷ بلکہ اتنا ہی کافی تہا کہ کل بعیتین من اولہ الیٰ آخرہ اِسی خوف سے (یعنی خوف تفرق وفتنہ وفساد) ترک ہوئین الا بعیت قبول خلافت

ہدایہ جزاک اللہ آپ نے سچ کہا ہم بہی مانتے ہین کہ خوف فتنہ سے صلحائے امت نے بعیت کو ترک کردیا تہا اور یہی شاہ صاحب نے فرمایا ہے اب آپ کی ساری بحث لغو ٹہری آیندہ بعیت کو کبہی بدعت نہ کہنا۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است

مغالطہ ۵۸۔ صوفیون نے بعیت کی جگہہ خرقہ رکہا۔ اب فرمائے تغیر سنت کے کیا معنی یہی ہین کہ ایک سنت کو ترک کرکے اسکی جگہہ ایک شی مستحدثہ قایم کرلینی

ہدایہ بعض محدثین کہتے ہین خیر القرون مین خرقہ جاری ہوا ہے اور جب امر کا خیر القرون مین رواج ہو علمائے محققین کے نزدیک وہ داخل بدعت نہین ہوتا خاصکر جبکہ داخل فی الدین نہ سمجہا جاوے علامہ جلال الدین سیوطی نے **اتحاف الفرقۃ بوصل الخرقۃ** مین اور ملا علی قاری نے موضوعات کبیر مین ناقلا سخاوی سے اور قسطلانی نے حافظ ابن حجر سے اور عبد العزیز ملتانی نے اپنی کتاب کوثر النبی مین رواج خرقہ کو خیر القرون سے (جسکی خیر ہونیکی حضرت رسالت نے شہادت دی ہے) ثابت کیا ہے مصنف کوتاہ نظر ہے سوائے چند رسایل متداولہ کے اور کسی کتاب کی خبر نہین دلیری سے بن دیکہی رستہ چلتا ہے اور قدم قدم پہ ٹہوکرین کہاتا ہے۔ خیر القرون کو اہل بدعت ٹہرانا اور ان کے رواج کو بدعت کہنا خوارج کا کام ہے اگر مصنف کو خبر ہوتی تو غالبا طعن نکرتا بالفرض اگر خیر القرون کے طرف نظر نہ کرین اور روایات مذکورہ کو صحیح نہ سمجہین جیساکہ بعض محدثین کا قول ہے تاہم طایفہ صوفیہ حدیث ام خالد اور معاذ سے استنباط کرتے ہین کہ آنحضرت نے ام خالد کو لوئی عنایت فرمائی اور معاذ کو جب یمن کیطرف رخصت کیا تو عمامہ پہنایا۔ اگرچہ ہمارے نزدیک بہی یہ استنباط صحیح نہین

مگر چونکہ یہہ ایک اجتہادی خطا ہے اسلئے انکو معذور سمجھکر صرف خطا پر مطلع کردینا چاہیے
طعن اور عیب گیری بالکل بیجا ہے **مغالطہ ۵۹** پہر اگر خوف سے ترک تہا
تو مداہنت اونہون نے کیون کی چاہیئے تہا کہ وہان سے ہجرت کرتے جہان سنت
قایم ہوتی وہان جاکر رہتے **ہدایہ** اوس وقت تمام دار الاسلام تو خلیفہ
کا قلم رو تہا اور جو مخالفون کے ملک تہے وہ دار الحرب تہی ایک سنت کیواسطے
دار الاسلام کو چہوڑکر دار الکفر مین جانا اور ہزار قباحت اور معصیت کے مرتکب
ہونا کوئی مسلمان پسند نہ کریگا۔ اگر مصنف صاحب ہوتے تو فتوی جاری کردیتے
مغالطہ ۶۰ اگر ہجرت نہ ہوسکتی تو ہجرت کی استطاعت پانے تک تقیہ
کرتے چہپ چہپ کر ایسے طریق سے سنت ادا کرتے جس سے وہم بیعت خلافت کا
نہ پڑتا **ہدایہ** بہلا اگر کوئی کہے کہ وہ لوگ ضرور چہپکر بیعت کیا کرتے تہے تو
کیا آپ کسطرح اسکو جہٹلا سکتے ہین یہہ پردہ کی باتہ کو سوائے اللہ کے کون جانتا
ہے کسی کو غیب کا علم ہو تو اثبات یا انکار کا دعوی کرے۔ اسکا علم خدا کو سپرد
کرو اس معاملہ مین جان کا خوف تہا اسکو حتی الوسع لوگ چہپاتے تہے جب اوس وقت
کے حاکمون تک کو خبر نہ ہوتی تہی تو آج ہزار سال بعد ہمین کسطرح حال معلوم ہوجاوے
کہ بیعت کرتے تہے یا نہین۔ اگر ہم فرض کرین کہ ان لوگون نے خوف حکام سے بیعت
کو ترک کردیا تہا تو بہی شرعًا کچہہ الزام اور مواخذہ نہوگا بلکہ بلا عذر تارک السنت
پر الزام نہین اور یہ جو آپنے تقیہ کا ارشاد کیا ہے آپ پہلے یہہ ثابت کردین (کہ بیعت
واجب تھی اور وہ لوگ در پردہ بہی نہ کرتے تہے) تو ہم آپکے ساتہہ متفق ہوکر
انکو ملامت کرینگے اور آپکو قائل بیعت سمجہکر بحث چہوڑ دینگے **مغالطہ ۶۱**
کیا یہہ بہی دوائی طبی ہے کہ ایک دوا نہ ملی تو دوسرے دوا قائمقام اوسکے ڈالدین۔
ہدایہ دین محمدی مین حکیم مطلق نے بہت سہولت رکہی ہے۔

مثلاً اگر پانی نہ ملے یا استعمال نہ کر سکے تو تیمم جائز ہے اور قرآن مجید یاد نہو تو صرف
سبحان اللہ والحمد للہ کہنا نماز میں کافی ہے اور جو قیام نہ کر سکے وہ بیٹھ کر بیٹھ نسکے
تو لیٹ کر نماز پڑہے اور ضعیف العمر روزہ نہ رکھہ سکے تو فدیہ ادا کرے نماز کے وقت
مسجد پاس نہ ہو تو تمام زمین مسجد ہے یہ سب بدل ہین اور بہی شریعت مین ایسی بہت
صورتین ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طب روحانی مین طب یونانی کی نسبت
زیادہ آسانی رکہی گئی ہے پروردگار فرماتا ہے وما جعل علیکم فی الدین
من حرج اللہ نے دین مین تم پر تنگی نہین کی جب طب جسمانی مین اصلاح
بدنی کے واسطے اطبا نے بدل تجویز کی ہین تو علاج روحانی کے لئے حکیم حقیقی دافع
رنج حرج کے کیون بدل مقرر نہ فرماوے گا۔ ان دوا کے تغیر و تبدل مین بیمار کو کچہہ اختیار
نہین یہ حکیم کا کام ہے **مغالطہ ۶۲**۔ اور کسی تواریخ سے بہی ثابت نہین
کہ خلفا نے کسی مشایخ کو جب کہ انہون نے بیعت شروع کی منع کیا ہو **ہدایہ**
جبتک رسم بیعت خلیفون مین جاری تہی اُن کے خوف سے دوسرے کے ہاتہہ
پر بیعت نہین ہوتی تہی جب خلیفون نے رسم بیعت کو ترک کر دیا اور بیعت اُنکی
رسم نہ رہی تو لوگون کو اس کام سے کیون منع کرتے۔ پہر بہی جس کے ہاتہہ پر بیعت
اور جمعیت کثیر ہوتی تہی حکام اُن سے دشمنی رکہتے تہے۔ قصوری صاحب
آپ تاریخ سے واقف نہین۔ ابہی ہندوستان مین یہ واقعہ گذرا ہے شیخ نظام الدین
المعروف بسلطان الاولیا کے ہاتہہ پر جب لاکہون مسلمانون نے بیعت کی۔ تو
بادشاہ وقت کو دل مین خدشہ ہوا اور شیخ کا دشمن ہو گیا **مغالطہ ۶۳** شیخ
صاحب تو خود اور اُن کے والد ماجد اس بلا مین مبتلا تہے **ہدایہ** دیکہو
قصوری کے فہم کا قصور اور عقل کا فتور یہان عامل سنت کو گرفتار بلا کہا ہے اور آگے
چلکر اسی رسالہ مین فتوی دیا ہے (اگر کوئی کہیکے آگے کھانا رکہکر بطور اجازت کی

کہے بسم اللہ) جیساکہ عام رواج ہے کہتے ہین بسم اللہ کیجیے یہ کہنے والا کافر ہوجائیگا
کوئی انسے پوچھے کہ بسم اللہ کہنے سے اور سنت پر عمل کرنے سے تو آدمی کافر اور بدعتی ہوجاتا
ہے اب ہدایت کس چیز مین باقی رہتی ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا
مغالطہ ۶۴ مین کہتا ہون شیخ صاحب نے جاری کے کیون فرمایا بلکہ لفظ
استحداث کہنا چاہیئے تھا **ھدایہ** ملا صاحب شیخ کی عبارت کو دیکھو وہ لکھتے
ہین (ہبیت مسنونہ جاری کی) اگر لفظ استحداث لکھتے تو یون عبارت ہو جاتی ہبیت مسنونہ
استحداث کی بہلا مسنون بہی کبہی بدعت ہوتا ہے کچھہ تو آگے پیچھے دیکھا کرو اور ہبیت مسنون
کوئی ایسی اجزا اسکی مرکب چیز بہی نہین کہ جسمین یہہ تاویل کرکے (جو کچھہ سنت ہی اور کچھہ بدعت
مستحدثہ) آپ کی اصلاح کو صحیح بنایا جاوے ایک ہی چیز کو سنت اور بدعت کہنا عقلمندون
کا کام نہین **مغالطہ ۶۵** اور سنت متروکہ اور منسوخہ باجماع کو جاری کرنیوالے
کی مصداق ہوئی **ھدایہ** مصنف نے صفحہ ۱۵ مین لکھا ہے (اکثر ایمہ میرے
ساتھہ ہین) چنانچہ اسکا بطلان نمبر (۵۲) مین ہم کر چکے ہین اور یہان لکھتا ہے (سنت منسوخہ
باجماع) مصنف مبالغہ کرنے مین اوستاد ہے اگر شاعر ہوتا خوب نام پاتا اصل بات تو اتنی
تہی فقط عوام آپنے اُسکی معنے کئے (تو م علماء مجتہدین) پھر اس پر حاشیہ کیا (اکثر ایمہ
میرے ساتھہ ہین) اور یہان پہنچکر جو طبیعت جولانی پر آئی لکھدیا (ہبیت سنت منسوخہ
باجماع) ہر بے دلیل دعوی کرنا دروغگوئی کی علامت ہے اگر آپ کا دعوی صحیح ہے تو ایک
ہی معتبر عالم کا قول نقل کیجیئے اجماع یا اکثر اماموں کا اتفاق ثابت کرنا تو امر محال ہے کم فہمی
سے مصنف نے اور بہی اعتراضات قول الجمیل پر کیئے ہین چونکہ ہماری بحث سے اُنکو علاقہ
نہین اسلیئے ہم کچھہ تعرض نہین کرتے مصنف نے یہان تک طیرہ مکر لکھا ہے کہ شاہ صاحب
نے قول الجمیل کو کفر و شرک سے بہر دیا ہے استغفر اللہ شاہ ولی اللہ وہ شخص ہے جس نے
اتباع سنت اور توحید کا سب سے پہلے ہندوستان مین بیج بویا ہے بلکہ اُن کے بعد بہی

آجتک اسلام مین کم ایسا شخص معلوم ہوتا ہے کہ جس نے رد شرک و بدعت اور احیای سنت مین ویسی کوشش کی ہو شاہ صاحب کا علم و فضل اور اتباع سنت اون کی تصانیف کی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے خاصکر حجۃ اللہ البالغہ عقد الجید الصاف تفہیمات کے مطالعہ سے تو یقین ہوتا ہے کہ یہ شخص لاثانی تھا۔ متاخرین تو کیا متقدمین مین بھی کوئی ایسا کم گذرا ہوگا۔ ان کتابون مین اتباع کتاب و سنت کی طرح طرح سے تائید کر کے تقلید و بدعت کی خوب جڑ اوکھاڑی ہے اس زمانہ کے سب علماء اوسی خاندان کے خوشہ چین ہین اونہین سے فضیاب ہونا اور اونہین پر اعتراض بیجا کرنا کفران نعمت کی علامت ہے۔ ہم سب مسلمانون کو چاہیے کہ ایسے پیشوائے دین سے محبت رکہین آنحضرت دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ اے پروردگار تو ہمین اپنی اور اپنے دوستون کی محبت نصیب

مغالطہ ۶۶ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی سواء اللہ کے کسیکو ولمین توضیح القادر نہین کرسکتا **ھدایہ** جو آیت مصنف نے لکھی ہے اُسکا مضمون یہ ہے (کہ جسکو اللہ گمراہ کرے اُسکا کوئی ہادی نہین) یہ بات بیشک حق ہے جسکی قسمت مین گمراہی لکھی گئی وہ کبھی ہدایت نہین پاتا۔ مگر اِس آیت کا یہ مطلب نہین کہ انبیاء اور اصفیاء سے خلقت کو کچھ ہدایت حاصل نہین ہوتی پروردگار فرماتا ہے وانک لتھدی الی صراط مستقیم اے نبی تو ہدایت کرتا ہے سیدھے راہ کی طرف اور فرمایا کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور یہ کتاب ہمنے تجھ پر نازل کی ہے تاکہ تو نکالی لوگون کو اندھیرون سے طرف روشنی کے اور فرمایا ولکل قوم ھاد ہر گروہ کے واسطے ایک رہنما ہے اور فرمایا وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق ہماری مخلوقات مین سے ایسے ہین جو سیدھی راہ تبلاتے ہین اِن آیات سے صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین ہین سیدھی راہ

دکھلانے کوائے اور موافق ہدایت قرآن کے ظلمات سے طرف نور کی کھنچکر لاتے ہین
اور ہر اُمت کی طرف رہنمائی کے واسطے رسول آتے رہے ہین اور ہر وقت بندگانِ خدا
سے ایسے لوگ موجود رہتے ہین جو گمراہون کو راہ حق بتلا دین ہدایت اور ضلالت تقدیر
الٰہی کے تابع ہے وہ چاہے تو ہدایت کرے نہ چاہے تو نہ کرے اسمین کسیکو انکار نہین
فاعل حقیقی وہی ہے مگر انبیا اور کتب آسمانی اور صلحا اور علما کو پروردگار نے اسباب
ہدایت مقرر فرمایا ہے۔ اگر انکو ہدایت خلق مین کچھ دخل نہ ہوتا تو پروردگار رسول نہ
بھیجتا اور کتابین نازل نہ فرماتا اور امر بالمعروف کی تاکید نکرتا اب جو فوائد صحبت صلحا
اور علما کا انکار کرے وہ معاذ اللہ تمام اسباب ہدایت کو لغو ٹہراتا ہے ملا صاحب نے لکھا ہے
کہ اللہ ہی مرشد ہے اور کسیکو مرشد کہنا قرآن شریف کے خلاف ہے اور قصیدہ علیا
مین جو اس رسالہ سے پیچھے بنایا ہے لکھتے ہین کہ میرا مرشد رسول اللہ ہے۔ معلوم ہوا
کہ اس قول سے تائب ہو گئے ہین یا اپنے واسطے قرآن شریف کا خلاف جایز سمجھتے ہین
اور دن کے لئے ناجائز **مغالطہ ۶۷**۔ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی بندہ
کامل کو حکم نہین کہ کسیکو اپنا عبد یا مرید یا چیلہ کہے اور یہ حکم ہے کہ سب ربانی اور
اللہ والے ہو **ھدایہ** اِس آیت کی شان نزول مفسرین یون لکھتے ہین کہ
جب آنحضرت کو نبوت ملی اور آپنے تمام خلقت کو طرف توحید اور اقرار رسالت کے
بلایا تو یہود یون نے لوگون مین یہہ بات مشہور کی جو خدا کو ہم بھی مانتے ہین مگر یہ شخص
(مدعی نبوت) چاہتا ہے کہ مجھہ پر ایمان لاؤ یعنے مجھکو اپنا معبود سمجھو۔ غرض اس تہمت سے
آنحضرت کو بدنام کرنا چاہا تاکہ کوئی شخص آپ کی بات نمانے اور آپ کا دین اختیار نہ کرے
اللہ جلشانہ نے یہہ آیت نازل فرماکر اُن کا فریب کھولدیا اور ارشاد کیا کہ نبی شرک نہین
بتلایا کرتے ہمارا رسول یہہ حکم کرتا ہے کہ تم خدا پرست ہو اسواسطے جو تم اہل الکتاب
کتاب پڑہتے پڑہاتے رہے ہو۔ قصوری صاحب بھی احبار کی پیروی کرتے ہین اور

اھل اللہ پہ تعلیم شرک وبدعت کی تہمتین لگاکر خلقت کو اُن سے نفرت دلاتے ہین
عباد کے معنی اسمجھہ عبادت کرنیوالے ہین جیساکہ مصنف نے بہی تصریح کی ہے پس
اس لفظ سے پیر و مرید کہنے کی ممانعت استنباط کرنا ظلم اور تحریف ہے پیر اور مرید تو شاگرد
اور اوستاد والی نسبت ہے جس سے کوئی فن یا علم یا خاصکر احکام اسلام سیکہے اوسکو اوستاد
اور شیخ کہتے ہین اور جو مرد کامل طریقہ حضور دائمی کا (جسکو اصطلاح شرع مین احسان
کہتے ہین) بتلاوے اوس کو مرشد اور پیر کہکر پکارتے ہین - احسان کا درجہ سب عملون
سے بڑہکر ہے اور جو اس عالی منصب پہ مترقی ہوتی ہین وہی پیر اور پیشوا سمجھے جاتے
ہین اگر کہو یہ صوفیون کے ڈہکوسلے ہین اسلام کے سوا اور کچھہ نہین تو ہم آپ کو
پتہ بتلا دیتے ہین مشکوۃ کتاب الایمان فصل الاول کا مطالعہ کرو - درجہ احسان کا آئینا
صاف صاف ذکر ہے - مین کہتا ہون تصوری سے زیادہ کسکی حالت قابل افسوس
ہوگی تعلیم مرتبہ احسان کو شرک اور بدعت کہتا ہے اور اون کاملین کے حقمین جو
اس طریقہ کے معلم ہین آیت کونوا عبادا لی من دون اللہ پڑہتا ہے اس محل آیت
لانے سے معلوم ہوا کہ تحریف جو عادت یہود ہے آپ مین یہبی موجود ہے بعض علماء
ہمعصر ہمارے کہتے ہین - کہ بیعت صالحون کے ہاتہہ پہ بیشک سنت ہے مگر پیری مریدی
بدعت ہے مین کہتا ہون یہ انکی بڑی بہاری غلطی ہے جب بیعت صالحون کے ہاتہہ
پہ سنت جانتے ہین پس پیری مریدی کہ عبارت ہے بیعت کرنی اور طریقہ احسان
بتلانے سے جو دونوں کتاب وسنت سے ثابت ہین کیونکہ بدعت ہوئی بلکہ اس
وقت مین پیری مریدی فقط بیعت لینی اور کرنی کا نام ہے جس شخص کے ہاتہہ پہ بیعت
کیجاوے اگرچہ اور کچھہ نہ بتلاوے اسکو پیر کہتے ہین اور بیعت کرنے والے کو مرید -
تعجب ہے جب بیعت سنت ہے تو عمل اوسکا کیون بدعت ہوا اور عامل اوسکا
کیون مبتدع ہوا اس تقریر سے جب وہ لاجواب ہو جاتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمارا

مطلب یہ ہے کہ بیعت لینے والے پر پیر کا نام رکھنا اور کرنیوالے کو مرید کہنا بدعت
ہے اور یہ قول انکا بھی غلط ہے کیونکہ اسما امور عادیہ سے ہین اور امور عادیہ مین
بالاتفاق بدعت نہین ہوتی والا مثلا غلام علی احمد اللہ غلام احمد عطاء اللہ وامثال
ذلک نام رکہنا اور استاد شاگرد کہنا بھی بدعت ہوجائیگی۔ کیونکہ یہہ نام
سلف سے منقول نہین ہان اگر کوئی فقط اس خالی نام کو ثواب اور عبادت سمجھے
تو بیشک اوسکے حق مین بدعت ہوگی **مغالطہ** ۶۸۔ اس سے معلوم ہوا
کہ قرآن ہی کی تعلیم کرین اور اسی تعلیم سے راہ دین دکھائین نہ بذریعہ کسی اور
طریقہ محدثہ کے **ھدایہ** کلمۃ حق وارادبہا باطلا مصنف نے بات تو ٹھیک
لکھی مگر اوس کی غرض باطل ہے دیکھو مغالطہ (۱۲) صلے مین تعلیم فاتحہ پر انکار کیا ہے
اور یہان قرآن کی اجازت دیتا ہے کیا الحمد قرآن مجید مین سے نہین کاش
مصنف اپنے ہی قول کے موافق عمل کرتا اور ضد مین آکر طریقہ مسنونہ پر جو قرآن
وحدیث اور تعامل صدیقین امت سے ثابت ہے اعتراض نہ کرتا۔ مونہہ سے حق
کہنا اور خود گھڑت قواعد سے اسکو رد کرکے خلاف عمل کرنا اہل حق سے بعید ہے
اللہ جلشانہ فرماتا ہے یاایہا الذین امنو لم تقولون ما لا تفعلون
کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ای ایمان والو ایسی
بات کیون کہتے ہو جو تم نہین کرتے اللہ کے نزدیک بڑے غضب کا باعث ہے جو تم
مونہہ سے کہو اور نہ کرو **مغالطہ** ۶۹ اور شیخ صاحب اور اون کی اولاد امجاد
اپنی کتابون مین صریح لکھتے ہین کہ یہ سب باتین شرک ہین شاید شیخصاحب نے کسی
مصلحت سے لکھا ہوگا **ھدایہ** مناسب تہا کہ آپ یون کہتے (شاید شیخ علیہ الرحمہ
کی کلام میری سمجھ مین نہین آئی) ورنہ یہ کیا عذر ہے کہ شیخ نے کسی مصلحت سے
لکھا ہوگا کوئی ایسی مصلحت بھی ہے جسکے سبب شرک اور بدعت کا رواج دینا جائز

ہوجائے غالبًا آپ کے نزدیک مصلحتًا جھوٹ بولنا دینی مسایل مین درست ہوگا
جبھی آپکا رسالہ بھتان اور جھوٹ کا مجموعہ ہے **مغالطہ** ۷ اور ظاہر ہے
قوم سے مراد شیخ کے قول مین قوم مجتہدین کے ہے الی قولہ۔ اس بیان سے ثابت
ہوا کہ راقم اس بات مین منفرد نہین ہے بلکہ اور مجتہدین بھی میرے ساتھہ ہین
ھدایہ شاہ صاحب نے صرف اتنا لکھا ہے کہ ایک قوم نے بعیت کو خلافت
پر منحصر سمجھا ہے مگر ساتھہ ہی یہہ بھی فرمایا ہے **وھذا ظن فاسد منھم** یہہ اُن کا
گمان غلط ہے شاہ صاحب تو اِس قول کو رد کر چکے ہین قصوری صاحب کے پاس اوس
کوئی سند نہین یہی عبارت جسکا قایل بھی مصنف کے نزدیک مجہول ہے باربار
نقل فرماتے ہین اگر کوئی مجتہد یا امام یا معتبر عالم بعیت کو قبول خلافت پر منحصر سمجھتا
تو ضرور مفسرین و محدثین کسی کتاب مین اوسکا قول نقل کرتے اور نام بھی لکھتے
صدہا کتابین موجود ہین۔ کسی مین یہ مسئلہ پایا نہین جاتا۔ پھر اس بناء فاسد پر جواب نے
دعوی کیا ہے اوسمین بڑا خلل اور اختلاف ہے صفحہ ۱۸ مین لکھتے ہین (باجماع امت بعیت منسوخ
ہے) اور صفحہ ۱۹ مین لکھا ہے (اکثر ایمہ دین میرے ساتھہ ہین) اور یہان کہتے ہین (راقم اس بات
مین منفرد نہین) مصنف نے اظہار خبط اور جنون مین کوئی کسر نہین رکھی اگر لوگ
اب بھی نہ سمجھین تو اون کا قصور ہے ہم قصوری صاحب سے رعایت کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ اجماع امت اور اتفاق اکثر ایمہ کا ثبوت اون کو معاف صرف ایک مجتہد یا معتبر
عالم کا نام بتلا دین تب ہم اون کو معذور سمجھینگے ملاحظہ نمبر (۵۳) و نمبر (۵۲) مین اس مسئلہ
کو ہم پہلے بھی لکھہ چکے ہین ناظرین اگر توجہ کرینگے تو حق ظاہر ہوجائیگا **مغالطہ**
جیسا کہ تحذیر ابن حبان کی اور ابن جوزی کے کتاب تلبیس ابلیس اور شیخ احمد موصوف
کے قواعدون سے اور عبد الحق صاحب کی شرح سے جو ان قواعد کی ہے بھی معلوم
ہوتا ہے کہ بہت علما نے متصوفہ کے طرق کا انکار کیا ہے **ھدایہ** علمائے

اِس طائفہ کی بدعتوں کو بہت دکیا ہے اور رد بدعات مین کتابین تصنیف کی ہین مگر کسی نے آپ کی طرح بیعت توبہ اور بیعت اسلام اور بیعت اتباع سنت کو رد نہین کیا۔ انکار حق خاص آپ کا حصہ ہے ابن جوزی رحمہ اللہ نے جیسی صوفیون پر نکتہ چینی کی ہے ویسی محدثین اور فقہا اور واعظین کے عیوب بہی ظاہر کئے ہین ہمنے فرض کیا اِس طائفہ کے رواج سراسر بدعت ہین ابن جوزی یا کسی اور سے بیعت کا انکار ثابت کرو خارج از مطلب جہگڑا کرنے سے کچہہ حاصل نہین **مغالطہ ۲۷** رقم کہتا ہے کہ نووی کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیعت توبہ و استغفار کی اول امر مین تہی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک ہوئی **ھدایہ** نووی رحمہ اللہ نے جو فرمایا درست فرمایا مگر آپ کا استنباط اُس سے غلط اور بہتان ہے اونہون نے یہ نہین فرمایا کہ بعد از ہجرت بیعت متروک ہوگئی تہی یہ قصوری صاحب کی الحاق ہے واسطے تسلی ناظرین ہم اُن روایتون کو نقل کرتے ہین بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا نشرک باللہ شیئا ولا نزنی ولا نسرق ولا نقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق عبادہ بن صامت فرماتے ہین ہمنے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہم کبہی شرک اور زنا اور چوری اور خون ناحق نہ کرینگے امام نووی بعد نقل روایت کے کہتے ہین یہ معاملہ قبل از ہجرت ہوا تہا مگر یہ نہین کہا کہ ہجرت کے بعد کبہی آنحضرت نے بیعت توبہ نہین لی اور نہ امام موصوف ایسا کہہ سکتے ہین کیونکہ صحیحین کے روایت سے اسکا خلاف ثابت ہوتا ہے مصنف نے کج فہمی سے ایسا سمجہا اور امام کے ذمہ لگا دیا صحیحین مین ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وحولہ عصابۃ من اصحابہ تعالوا بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببہتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف

وفي رواية للبخاري والنسائي وقرء اية النساء فمن وفي منكم فاجره على الله ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب به فهو كفارة له ومن اصاب من ذلك فستره الله عليه فامره الى الله ان شاء عاقبه وان شاء عفا عنه قال فبايعناه على ذلك آنحضرت کے مجلس مین اصحاب کبار حاضر تہے آپنے ارشاد کیا او مجہہ سے اِس بات پر بعیت کرو جو ہم شرک اور چوری اور زنا نکرینگے اور اپنی اولاد کو نہ مارینگے اور کسی پر بہتان نہ کرینگے اور حکم ہی کا خلاف نکرینگے اور صحیح بخاری اور نسائی کے روایت مین ہے کہ آپنے یہ آیت بہی پڑہی اذا جاءك المومنات یبایعنك الخ پس فرمایا جو شخص اِس وعدہ کو پورا کریگا اسکو اللہ اجر دیگا اور جو ان گناہون کا مرتکب ہوا اور سزا دیا گیا پس سزا اوس کے لیئے کفارہ ہے اور جس گنہگار کے خداتعالی پردہ پوشی کرے اُسکا معاملہ خدا کے سپرد ہے خواہ عذاب دیوے خواہ بخشے راوی کہتا ہے پہر ہمنے اِس بات پر آنحضرت سے بعیت کی۔ لفظ عوقب سے اور آیہ اذا جاءك المومنات پڑہنے سے صاف ثابت ہے کہ یہہ بعیت آنحضرت نے بعد از ہجرت کی تہی کیونکہ لفظ عقاب سے مراد حدود شرعی ہین اور حدود کا حکم بعد ہجرت نازل ہوا تہا اور ایسی ہی آیت مذکورہ بہی زمانہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی تہی گویا یہہ حدیث دو طرح سے ہمارے دعوی کے موافق شہادت دیتی ہے ۔ مصنف نے الفاظ صریحہ کو چہوڑ کر کج فہمی سے اولٹا دعوی کرکے اُسکو نودی کیطرف ناحق منسوب کیا ہے مسترجم کہتا ہے قصوری صاحب کی تحریرون کے مطالعہ سے ہمین از روے انصاف اس طرحکی ریویو لکہنے کا اور رائے دینے کا موقع ملتا ہے کہ اِس رسالہ کے اکثر دعوی غلط ۔ اور دلایل مغالطات اور روایات منقولہ محض افترا ہین **مغالطہ ۴۲** اس حدیث سے تصدیق ہوتی ہے قول مسلم کے جو اوس نے کہا ہے کہ یہہ بعیت اول اسلام مین تہی

٤٣

ہدایہ قصوری صاحب سوچ سمجھکر مونہہ سے بات نکالو صحیح مسلم مین تو اسکا اشارہ بھی نہین ہان نووی نے اتنا کہا ہے کہ یہہ بعیت لیلۃ العقبہ مین ہوئی تھی آپ نے اس پر یہ حاشیہ کیا (کہ بعد از ہجرت بعیت متروک ہوئی) اور آپنے حاشیہ کو امام موصوف کے ذمہ لگایا۔ اوس افترا کو ہم بخوبی رد کر چکے کیا آپ مسلم اور نووی کو ایک سمجھتے ہین یا فترا کی عادت ہو گئی ہے ام تامرہم احلامہم بھذا ام ہم قوم طاغون نووی اور مسلم اگر ایک ہین تو آپ کیون غیر ہو گئے۔

مغالطہ ۴ پھر آپ نے بعیت مردون سے بھی ترک کر دی **ہدایہ** حدیث متفق علیہ جسکو ہم ابھی لکھہ چکے ہین اس باطل دعوی کے ابطال کیواسطے کافی ہے **مغالطہ ۵** بعیت توبہ و استغفار کے اول مین تھی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک ہوئی اسی پر دال ہے یہ آیت شریف یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات وجہ استدلال کے یہہ ہے کہ اسکے پہلے رسول اللہ صلعم نے عورتون کے بعیت کبھی نہین کی مردون سے بعیت جہاد و اسلام کے کرتی تھے اور بعیت توبہ بھی پھر آپ نے بعیت مردون سے بھی ترک کر دی **ہدایہ** مصنف کے قول (اسکے پہلے الخ) مین دو معنون کا احتمال ہے یا مصنف کی مراد اس کلام سے یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے عورتون سے بعیت نہین کرتے تھے بلکہ مردون سے بعیت اسلام جہاد توبہ کرتے اور یہہ محض غلط ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے بعیت جہاد نہ تھی بلکہ حکم جہاد ہجرت سے پیچھے نازل ہوا ہے۔ اور یا مراد مصنف کے یہہ ہو کہ قبل از نزول اس آیت کے مردون سے بعیت اسلام جہاد توبہ کرتے تھے اور عورتون سے نہین کرتے تھے اس صورت مین بھی غلط ہے کیونکہ مصنف کا قول ہے (بعیت توبہ بعد از ہجرت متروک ہوئی) حالانکہ یہہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی اور صلح حدیبیہ ہجرت سے چھٹی سال مین ہوئی چنانچہ کتب سیر

مین ہے پس بیعت بعد از صلح حدیبیہ متروک ہوئی نہ بعد از ہجرت - یہ صرف مصنف کی کلام مین تناقض اور اوس کی کند فہمی کا بیان ہے ورنہ درحقیقت بیعت نہ بعد از ہجرت متروک ہوئی ونہ بعد از نزول آیت چنانچہ مفصل بیان ہدایہ نمبر (۷۶) مین ہو گیا **مغالطہ ۷۶** - اور کہین ثابت نہین کہ بعد از ہجرت

م ۷۶

یہ آیت پڑھکر کسی مرد سے بھی رسول اللہ صلعم نے بیعت کی ہو **ہدایہ**

مصنف بڑے دلیر معلم ہین بے دھڑک کہتے ہین (اور کہین ثابت نہین کہ بعد از ہجرت یہ آیت پڑھکر کسی مرد سے بھی رسول اللہ صلعم نے بیعت کی ہو) اور حالانکہ ہجرت کے بعد ایسی واقعات صحیح روایتون سے ثابت ہین - بخاری اور مسلم ترمذی اور نسائی مسند عبد الرزاق اور مسند احمد سعید بن منصور اور ابن سعد عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن مردویہ یہ سب عبادہ بن صامت سے راوی ہین قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا وقرأ آیۃ النسا فبایعناہ علی ذلک عبادہ کہتے ہین کہ ہم لوگ حاضر خدمت تھے تو آنحضرت نے فرمایا مجھسے بیعت کرو اسبات پر کہ شرک اور چوری اور زنا نہ کرینگے اور آپ نے آیۃ النسا اذا جاءک المؤمنات یعنی جو عورتون کے حق مین نازل ہوئی ہے پڑھی - پس ہمنے ان امور پر آپ سے بیعت کی اِس حدیث مین دو قرینہ شاہد ہین اور اسکی تفصیل ہدایت نمبر ۷۶ مین ہم کہہ چکے ہین ادنی توجہ کے ساتھ آدمی ان مسایل کو کتب حدیث سے نکال سکتا ہے مگر مصنف کو غرور اور خود پسندی نے مارا خود علم نہین دوسرے سے پوچھنے کو عیب جانتا ہے انما شفاء العی السوال بیعلمی کا علاج ہے پوچھ لینا جو شخص بیعلم ہو اور عالمون سے دریافت نہ کرے وہ آخر جہل مرکب مین گرفتار ہو جاتا ہے تصویر کے صاحب کے اکثر دعوی ایسے ہین کہ جب کتب صحاح کو دیکھین تو سب روایتین اُسکے

خلاف نکلتی ہین **مغالطہ ۲۷** اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے بیعت توبہ ترک کر دی تو اوسکو عورتون پر جاری کرنے
کے واسطے یہ آیت اوتری کیونکہ مرد ورنہ اس آیت کے نزول کی کیا حاجت تھی
آگے تو بیعت مروج تہی **ہدایہ** قصوری کی عجب حالت ہے۔ یہ لیے سبز کا
غبی ہو کہ پھر بھی اپنی راے پر چلنا ہے نقل سے خبر نہین اور درایت سے حصہ نہین
مگر قرآن وحدیث پر راے لگانے کو تیار بیٹھے ہین حضرت رسالت فرماتے ہین
من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جو قرآن
مین اپنی راے لگاکہ مطلب کچھہ سے کچھہ بناتا ہے وہ دوزخ مین اپنا ٹھکانا کرے
اور یہ بھی ارشاد ہے ایک زمانہ آویگا لوگ اپنی راے پر خود پسندی کرینگے خدا کے
بندہ اس وعید کو دیکھہ اور نزول آیات کے سبب اپنے دل سے بنا بنا کر لوگون
کو جرات مین نہ ڈال بخاری نے مروان بن الحکم اور مسور بن مخرمہ سے حدیث نقل کی ہے
جس سے سبب نزول صاف معلوم ہوتا ہے ناظرین اس روایت کو دیکھکر قصوری کے
علم اور دیانت کا اندازہ کرین روی البخاری عن مروان بن الحکم والمسور
بن مخرمۃ انہما قالا لما کان فیما اشترط سہیل بن عمرو علی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم انہ لا یاتیک منا احد وان کان علی دینک الا رددتہ الینا
فکاتبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک فرد یومئذ ابا جندل ولم
یاتہ احد من الرجال الا ردہ وان کان مسلما وجاءت المومنات مہاجرات
وکانت ام کلثوم ممن خرج الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فجاء اہلہا یسالون النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یرجعہا الیہم فلم
یرجعہا الیہم لما انزل اللہ فیہن اذا جاءک المومنات مہاجرات فامتحنوہن
وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمتحنہن بہذہ الآیۃ یا ایہا الذین

امنوا اذا جاءك المومنات مهاجرات الی غفور الرحیم مردان اور مسوریان کرتے ہین کہ جو شرایط سہیل بن عمرو نے آنحضرت سے منظور کرائی تہین اون مین ایک یہ بھی شرط تہی کہ جو ہمارا آدمی تمہارے پاس آوے خواہ وہ مسلمان ہوگیا ہو ہمارے حوالہ کردینا آنحضرت نے یہ شرط منظور کرکے عہدنامہ لکہدیا اور اوسی روز ابو جندل رضی اللہ عنہ کو (جو حضرت کے ساتہہ ہجرت کرنیکو تیار تہا) آنحضرت نے لوٹا دیا اور جو شخص حاضر خدمت بابرکت ہوتا گو وہ مسلمان ہوکر آتا اوسکو بھی لوٹا دیتے۔ اور ایمان والی عورتین گہربار چہوڑکر آپ کی جناب مین حاضر ہوئین بی بی ام کلثوم اونہین مین سے تہی اون کے رشتہ دارون نے آکر درخواست کی جو ام کلثوم ہمارے حوالہ کیجاوے۔ پروردگار نے یہ چند آیتین جو سورہ ممتحنہ کے اخیر مین ہین نازل فرمائین یاایہا الذین آمنوا اذا جاءک المومنات مہاجرات فامتحنوھن اے ایمان والو جسوقت تمہارے پاس عورتین ایمان والی اور گہربار چہوڑنیوالی آوین تم اون کا امتحان کرو۔ اور آنحضرت ان آیتون سے اون کا امتحان کیا کرتے تہے۔ مقام حدیبیہ مین جو عہد و پیمان ہوا تہا اوس مین یہ شرطین درج تہین اور اس شرط مین (کہ جو ہمارا آدمی تمہارے پاس جاوے اوسکو واپس کردینا) عورتین بہی داخل تہین۔ پروردگار کو اون کا پہیرنا منظور نہ ہوا یہ آیتین نازل فرماکر کافرون کا عہد توڑ دیا۔ دیکہو اس حدیث مین ان آیتون کے نازل ہونیکا سبب کیسا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے پس جو شخص ظاہر روایت کو چہوڑ کر اپنی رای سے توجیہین تراش تراش کر اوسکا مقابلہ کرے اوس کو پرلے سرے کا متعصب یا ناواقف محض سمجہنا چاہئے **مغالطہ ۸۷** اور نیز اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے عورتون کو جاتی تہے جیسا کہ خطاب آیت اذا جاءک دال اسی پر ہے - **ھدایہ** ہدایہ نمبر (۲۵) مطالعہ کرو وہان انصاری عورتون کا حضرت عمر رضہ کے ہاتہہ پر بیعت کرنا بخوبی دکہلایا گیا ہے اور قریبًا

ہم یہہ ہی ثابت کرین گے جو قریشی عورتون نے مکہ معظمہ مین عمر فاروق سے بیعت کی تہی تمہارے عقلی استنباط کے رد کرنے کو یہ دو روایتین شاہد عدل ہین

ص ۷۹ **مغالطہ ۷۹** مومنات کے لفظ سے مومن مرد نکلینگے **ھدایہ**

مرد آپ ہی خدا کا خوف کر بسم اللہ کہتے ہی لوگون کو کافر بتلاتے ہوا ور خود قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہو یہ کیا ایمانداری اور اتقا ہے صحیحین اور سنن اور مسانید کی روایت سے (جسکو ہم بضمن ہدایت نمبر (۷۲) ذکر کر چکے ہین) صاف ثابت ہے کہ آنحضرت نے مردون سے بیعت لی اور آیۃ النساء (جسکو قصوری نے عورتون کے ساتہہ خاص کیا ہے) پڑہی اور نسائی مین ہے ان **رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الا تبایعونی علی ما بایع علیه النساء قلنا بلی یا رسول الله فبایعناه علی ذلک** آنحضرت نے اصحاب سے ارشاد کیا جو کیا تم مجہہ سے بیعت نہین کرتے اوس عہد پر جس پر عورتون نے بیعت کی ہے ہمنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پس ہمنے اوسی عہد پر بیعت کی ناظرین پہلے اس بات کو سمجہہ لین کہ اس آیت مین بیشک خاصکر عورتون کا ذکر ہے اور اونہین سے خطاب ہے مگر آنحضرت نے مردون کے حق مین یہہ آیت پڑہکر (باوجودیکہ آنجناب لفظ مومنین اور مومنات مین فرق کر سکتے تہے) زن اور مرد سب کو اس حکم مین شامل کر دیا اور یہ قصوری صاحب کو دیکہین جو بیان و توضیح نبوی کو چہوڑ کر کس طرح رائے پر چلتا ہے **مغالطہ ۸۰** اور

ص ۸۰ شرط اذا جاءک سے یہہ نکلا کہ جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوے اپنی خواہش سے تو اوس سے بیعت توبہ کی لین نہ بلا بلا کر تحریص کر کے بیعت کرین **ہدایہ**

اے پروردگار قصوری کو خوف وخشیت نصیب کر کم علمی و بے فہمی سے تیرے آیات و احکام کو خرافات باتون سے مقابلہ کرتا ہے اور بزعم خود اون کو اجتہادات اور استنباطات سمجہتا ہے مین حیران ہون لفظ **بایعونی** جو امر کا صیغہ ہے یعنی مجہہ سے

بیعت کرو صحیح روایت مین موجود ہے اور یہ بے انصاف کہتا ہے کہ (حضرت تحریفیں نہ کرتے تھے) امام بخاری اور مسلم ابن عباس سے روایت کرتے ہین جو ابن عباس نے فرمایا مین نماز عید الفطر مین آنحضرت کے ساتھ تھا پس جناب رسالت مآب عورتون کے پاس تشریف لیگئے اور آیہ اذا جاءك المومنات یبایعنك علی ان لا یشرکن باللہ اخیر تک پڑھکر سنائی اور فرمایا کہ تم بھی اس عہد پر بیعت کرو گے ایک عورت نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ دیکھو اس سے زیادہ کیا ترغیب ہو گی کہ آنحضرت چلکر گئے اور بیعت کی درخواست کی۔ اور روایت اُم علیہ جسکو ہم بضمن ہدایہ نمبر ۲۵ نقل کر چکے ہین درخواست و طلب بیعت کے لئے کامل ثبوت ہے۔ مثلاً عورتون کو ایک جگہہ پر جمع کرنا اور اپنی جگہہ نائب بھیجکر بیعت لینا اہتمام کی علامت ہے اور سب سے بڑھکر نسائی کی روایت مین تصریح کہ آنحضرت نے مردون کو ارشاد کیا کیا تم مجھہ سے اس طرح کی بیعت نہین کرتی جیسے عورتون نے کی ہے۔

مغالطہ ۸۱ اور کاف خطاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے

ہدایہ قصوری صاحب اِس بات سے مزہ لیتے ہین اور بار بار کہکر دل خوش کرتے ہین۔ لو ہم بھی آپ کی اقتدا کر کے واسطے یاددہانی ناظرین کے اون احادیث کا اعادہ کرتے ہین جنکو ہم بضمن ہدایہ (۲۴) و (۲۵) تحریر کر چکے ہین صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے ہاتھہ پر بیعت کی اور بیعت کرتے وقت یہ بھی کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر آپ سے بیعت کرتے ہین دیکھو صحیح بخاری اور مسند امام احمد بن حنبل مین قصۂ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ بروز فتح مکہ کوہ صفا پر آنحضرت مردون سے بیعت لیتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہاڑ سے نیچے عورتون سے بیعت کرتے تھے اور ابوداؤد اور بیہقی اور طبرانی

ہدایہ ۸

[illegible handwritten marginal note]

اور ابو یعلی وغیرہم راوی ہین ام عطیہ سے کہ جب حضرت رسالت مدینہ مین
قدوم فرما ہوئے انصار کی عورتون کو ایک مکان مین جمع ہونیکا حکمدیا اور
عمر کو اپنی جگہہ بیعت لینے کے واسطے بہیجا - دیکھو اگر کاف خطاب سے خصوصیت
آنحضرت کی مراد ہوتی تو آنحضرت عمر فاروق کو ہرگز نائب نہ کرتے اور صحابہ کبار
خلفاء سے بیعت کرنیکو جایز نہ سمجھتے - ان روایتون سے صاف ثابت ہے کہ بیعت
توبہ اور بیعت خلافت کوئی بہی خاص آنحضرت نہین **مغالطہ ۸۲** باقی رہی
حدیث مجاشع بن مسعود سلمی قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابایعہ علی
الھجرۃ فقال ان البیعۃ قد مضت لاھلھا ولکن علی الاسلام والخیر
وفی روایۃ قلت فبای شیٔ تبایعہ قال علی الاسلام والجھاد والخیر
اول تو یہ حدیث مختلف ہے **ہدایہ** مجاشع کی حدیث نے منکر کا کوئی عذر
باقی نہین چہوڑا - اگر کہے بعد ہجرت کے آنحضرت نے مردون سے بیعت نہین
کی تو یہہ بہی رد ہوتا ہے اور اگر خاص بیعت توبہ کا انکار کرے تو وہ بہی غلط ٹہرتا ہے،
آخرالامر اوس نے نیا عذر اور بہانہ ایجاد کیا - ناظرین انصاف پسند غور کرین
مغالطہ نمبر (۳۸) مین مصنف نے مسئلہ بیعت کو جو آیات واحادیث سے ثابت ہے
اس عذر سے رد کیا تہا کہ اجماع نے اوس کو منسوخ کر دیا ہے حالانکہ وہ اجماع بہی اون کا
خیالی پلاؤ ہے یہان حدیث مجاشع کو جو باتفاق واجماع ائمہ حدیث صحیح ہے صرف
اپنی رائے سے رد کرتے ہین یا اجماع کے ایسے معتقد تہے کہ نصوص کو اوس سے
منسوخ کرتے تہے اب ایسے منکر ہوئے کہ امام بخاری اور مسلم کی احادیث کو جسکی صحت
پر اجماع امت ہے آپ ادہر ادہر کی باتین بنا کر خلاف اجماع ضعیف بتلاتے ہین -
چہ خوش بہ این شوراشوری یا باین بے نمکی اب ہم مصنف کے اعتراضات اور
اون کے جوابات مفصل لکہتے ہین - اول اس حدیث مین یہہ اختلاف ثابت کیا ہے

کہ ایک روایت مین راوی کا بیان ہے مین آنحضرت کے پاس آیا تہا کہ ہجرت پہ
بیعت کرون اور دوسری روایت مین ہے مین اپنے بہائی کو آنحضرت کی خدمت
مین لایا تاکہ ہجرت پہ بیعت کرے۔ اور تیسری روایت مین ہے کہ مین اپنے
بہتیجے کو لیکر آیا۔ دوم یہہ اختلاف ظاہر کیا ہے کہ ایک جگہہ اسلام اور جہاد اور خیر
تینون کا ذکر ہے اور دوسرے مقام مین لفظ علی الخیر نہین کہا۔ اور بعض موقعہ
پر لفظ (علی الایمان) بڑہایا گیا ہے۔ پہلے اعتراض کا یہہ جواب ہے کہ اگر حدیث
صحیح الاسناد مین ایسا اختلاف ہو کہ اوسمین تطبیق کر سکین تو اوس اختلاف
کو کالعدم سمجہا جاویگا اور اُس حدیث کو پایہ صحت اور اعتبار سے ساقط نکرینگے
یہ قاعدہ تمام محدثون کے نزدیک بالاتفاق مسلم ہے نووی رحمہ اللہ فرماتے ہین۔
اگر احادیث مختلف مین تطبیق ممکن ہو تو دونون روایتون پر عمل واجب ہوگا اور حافظ
ابن حجر نے نخبۃ الفکر اور اوسکی شرح مین لکہا ہے کہ حدیث مختلف ممکن الجمع مقبول
ہوتی ہے اور جو شخص صحیح بخاری کے الفاظ پر غور کرے وہ ان روایات کے جمع اور
تطبیق بخوبی کر سکتا ہے۔ مگر مصنف تحقیق الکلام قصور فہم کے سبب معذور ہے
صحیح بخاری مین ہے عن مجاشع اتیت النبي صلی اللہ علیہ وسلم باخي فقلت
بایعنا علی الهجرة الحدیث مجاشع کہتے ہین مین اپنی بہائی کو لیکر آنحضرت کے پاس
آیا پس مینے عرض کیا کہ آپ ہم دونون سے بیعت کیجیے ہجرت پر درحقیقت مجاشع رضی اللہ عنہ
اور اونکا بہائی دونون حاضر خدمت ہوئے تہے اور دونون بیعت کیواسطے
آئے تہے مگر جب آپ قصہ بیان کرتے تو کبہی فقط اپنا ذکر کرتے اور کبہی صرف اپنے
بہائی کا حال بیان کرتے اور کبہی اپنا اور اپنے بہائی کا اکٹہا ذکر فرماتے چنانچہ اس
روایت مین لفظ بایعنا سے دونون کی بیعت صاف ظاہر ہوتی ہے اب تین اختلاف
تو نکل گئے صرف ایک اختلاف باقی رہا یعنی (ابن اخی) کا نسخہ ہم کہتے ہین یہ نسخہ

صحیح نہین بلکہ نسخہ صحیحہ (انا واخی) ہے اور اسی سبب سے شارحون نے اس نسخہ پر صحیح لکہا ہے جو کل روایات صحیحین کے مطابق یہی نسخہ ہے۔ اعتراض ثانی کا یہہ جواب ہے کہ اگر ثقہ اور معتبر راوی اپنے روایت مین ایسا زاید لفظ بیان کرے جو دوسرے لوگون کی روایت مین نہو اور وہ زیادتی باعث خلاف بہی نہ ہو تو وہ روایت ایمہ حدیث کے نزدیک مقبول ہوگی جسکو شک ہو وہ مقدمہ نووی شرح صحیح مسلم اور شرح نخبۃ الفکر حافظ ابن حجر کا مطالعہ کرے **مغالطہ ۳۸** دوم یہہ کہ پہلے حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے لیکن علی الجہاد والاسلام والخیر یہ جملہ مستانفہ ہے اور علی کا متعلق بتقدیم اسم نکلیگا تو معنے یہ ہوئے کہ اب بیعت نہین رہی لیکن قایم رہو تو اوپر اسلام اور جہاد اور خیر کے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ علی کا متعلق ابایعک علی الاسلام والجہاد نکلے جیسا کہ نووی نے نکالا ہے لیکن اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **ہدایۃ** مصنف صاحب آپ مولوی اور موحد کہلاتے ہین آپ کو ایسی جرأت مناسب نہین۔ اسکو احتمال نہین کہتے اسکا نام تحریف ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ کے کیا معنی ہین آپ کا بناوٹی متعلق کون مانیگا متعلق علی صحیح بخاری مین ابایعہ کا لفظ موجود ہے جب حدیث مین شارع کیطرف سے صراحت آچکی تو دوسری روایتون کے بحکم یفسر بعضہ بعضاً کی وہی تشریح سمجھنی چاہیے اگر آیات و احادیث کے ایکدوسرے سے تفسیر نہ کرین اور ایسے مقدرات اور متعلقات نکالنے کی اجازت دین تو تمام کارخانہ دین برباد ہوجائیگا۔ مثلاً فرعون نے کہا انا ربکم الاعلیٰ اگر یہان لفظ عبد مضاف مقدر نکالین تو معنی یہ ہون گے مین تمہارے بڑے رب کا بندہ ہون پروردگار ہم سب کو تحریف سے بچادے **مغالطہ ۴۸**۔ بعد تسلیم یہ نہین صریح معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے اوس سے بیعت کی ہو اور دوسری روایات سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے بیعت نہین کی الیٰ قولہ کیونکہ اگر بیعت

کرتے تو راوی کو ضرور تہا کہ بیان کرتا **ہدایہ** کیون صاحب وہ دوسرے
روایات کہان ہین شاید اون کو کتب خانہ سے باہر نکلنے کی اجازت نہین کاش
آپ نقل کر دیتے تو ہمین بھی زیارت نصیب ہو جاتی - اچہا یہ تو فرمایئے کہ ایک
وقت کے تمام وقائع کا بیان کرنا راوی کے ذمہ کیون واجب تہا اور کس نے
فرض کر دیا تہا ہان جس مطلب کے اظہار کے واسطے کلام شروع کیجاے
اوسکا پورا کرنا البتہ لازم ہوتا ہے - اس راوی کا مقصود یہ ہے کہ بعد فتح مکہ
ہجرت کا حکم منسوخ ہو گیا تہا اتنا ہی بیان کر دیا اگر بیعت کا ذکر مقصود بالذات
ہوتا تو بیشک اس کے وقوع کی خبر بہی دیتا اور واضح رہے کہ لفظ ابایعہ سے ثابت
ہوتا ہے کہ آنحضرت نے اون سے بیعت کی تہی مجاشع اور اوس کے بہائی
نے درخواست کی اور آپ نے اون کی عرض کو پذیرا فرمایا کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت
کسی سے وعدہ فرماوین اور وفا نہ کرین - یا آنحضرت کسی یار جان نثار سے بیعت
چاہین اور وہ ٹلا جاوے - بلکہ حق تو یہ ہے کہ لفظ ابایعہ کا ایسے موقع پر لانا (یعنے
مجاشع اور اس کے بہائی نے درخواست کی یا رسول اللہ آپ مجہہ سے بیعت کرین
آپ نے فرمایا ہم بیعت کرتے ہین) انعقاد بیعت کے لئے کافی ہے جو شخص ایسے
ظاہر واقعہ کا انکار کرے سواے تکذیب نصوص کے اوس کے پاس اور کیا دلیل
ہو گی - بالفرض اس روایت مین ہم منکر کا عذر مان لین تو روایت صحیحین اور روایت
نسائی سنکر کیا عذر کریگا **مغالطہ ۸۵** جواب اسکا کئی طرح پر ہے **ہدایہ**
پہلے ہم اصل قصہ کو نقل کرتے ہین پہر مصنف کی بے اصل توجیہات کا ذکر کرینگے
صحیح بخاری مین ہے جسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے
واپس تشریف لائے جنہون نے تخلف کیا تہا اور شامل غزوہ نہ ہوے تہے آنحضرت
کی خدمت مین حاضر ہو کر عذر کرنے لگے اور اظہار صداقت کے لئے حلف کی آنحضرت

نے اون کے ظاہری عذر قبول فرماکر اون سے بیعت کی اور دعاے مغفرت فرمائی اور معاملہ باطنی اون کا خدا کے سپرد کیا چونکہ اس قصہ سے ثابت ہوتا تھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت و فتح مکہ لوگون سے بیعت توبہ لی اسلئے مصنف نے دو وجہ سے اس بیعت کی بیعت التوبہ ہونیسے انکار کیا ہے۔ وجہ اول یہ بیان کی ہے کہ جنکا عذر آنحضرت نے قبول فرمالیا اون کے ذمہ تو گناہ ثابت نہ ہوا اور جس کے خطا نہین اوس کی توبہ کیسی پس یہہ بیعت بیعت توبہ نہ تھی بلکہ اون کی تالیف قلوب کے لئے اور لوگون مین اُن کی برأت ثابت کرنیکے واسطے اور اون کے سمجہانے کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون سے ظاہرا وباطنا راضی ہین بیعت کی تہی اور آیت یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیہم قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم (وہ تمہارے سامنے عذر کرینگے جب تم لوٹکر جاؤ گے توکہہ بہانے مت بناؤ ہم ہرگز تمہارا اعتبار نہ کرینگے) کے (جس سے اون کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے) یہہ تاویل کے ہے کہ وہ اور ہی لوگ تہے منافق مجاہر جنکا نہ عذر قبول ہوا اور نہ عذر کرنا اون کا ثابت ہے جو خود اپنا نفاق ظاہر کیا کرتے تہے۔ پس جنکا اس آیت مین ذکر ہے وہ گنہگار تہے مگر اونہون نے توبہ نہین کی اور جو لوگ تائب ہوئے وہ گنہگار نہ تہے۔ دوسری وجہ لکہتے وقت ایسی ٹہوکر کہائی ہے جوسر پاؤن کی تمیز نہین رہی پہلے ایک بات کو لکہکر آگے جاکر جہٹلادیا ہے فرماتے ہین کہ اس بیعت کو بیعت توبہ نہین کہہ سکتے توبہ کا بیان کیا ذکر ہے اگر کہین تو اسکو بیعت اسلام کہہ سکتے ہین کیونکہ مخلفین پر آنحضرت نے حکم کفر جاری کرکے زمرہ اہل اسلام کو اون کے ساتہہ بات چیت کرنے سے منع کردیا تہا اور پہر کہتے ہین یہ لوگ تو عذر اور سوگند سے بری الذمہ ہوگئے تہے اون سے بیعت توبہ اور بیعت اسلام کا لینا بے موقع ہے واہ اب بیعت اسلام کہنے کو

بے موقع کہتے ہو پہلے اسکا نام بعیت اسلام کسنے رکہا تہا اچہا اسکا قصور معاف
آئندہ تصنیف کا نام نہ لینا تصنیف بڑا مشکل کام ہے الغرض یہ ایسا کلام ہے
کہ اسکے معنی درلطن قائل ہی نہین وجہ اول کا جواب یہہ ہے کہ مخلفین چہار قسم
کے لوگ تہے ایک وہ لوگ جو قبل روانگی آنحضرت کے پاس آئے اور عذرین
سناکر اجازت چاہی رسول اللہ نے اون کا عذر قبول کرا اجازت دی آیہ وجاء
المعذرون من الاعراب و لیس علی الضعفا ولا علی المرضی مین اونکا
ذکر ہے دوسرے دغاباز منافق جنہون نے لڑائی کے وقت ساتہہ نہ دیا اور جب پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم میدان سے لوٹ کر آئے تو جہوٹے حیلہ بہانے بناکر اور قسم سوگند
کہاکر اپنی صفائی کا اظہار کیا چنانچہ آیت یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیہم
اور آیت سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیہم اور آیت یحلفون لکم
لترضوا عنہم مین اون کا بیان ہے۔ تیسرے وہ لوگ جو دل کے سچے اور مخلص
تہے مگر کوچ کے وقت تیاری نہ کی اور آجکل کہتے ہوئے وقت کہو بیٹہے جب آنحضرت
تشریف لائے تو مارے ندامت کے سامنے نہ آسکے اور اپنے آپکو ستون سے جکڑ دیا
اس طایفہ کا اس آیت مین ذکر ہے واخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا
عملا صالحا واخر سیئا چوتہے وہ لوگ جو اخلاص مین تیسرے گروہ جیسے تہے
فقط سستی کے باعث شامل نہ ہوے اور جناب رسالتمآب کے روبرو حاضر ہوکر
قصور کا اقرار کیا آنحضرت نے مسلمانون کو اون کے ساتہہ کلام کرنیسے منع کر دیا اور
حکم الٰہی کے منتظر رہے چنانچہ آیت وآخرون مرجون لامر اللہ اون کے حق مین
نازل ہوئی ہے۔ ایک فرقہ بروقت روانگی عذر کرکے آنحضرت کی اجازت سے
پیچہے رہجانیوالی جنکو معذرون کہا گیا ہے اور تین گروہ بے اذن رہجانیوالے
جنکا نام مخلفین ہے قرآن مجید سے ثابت ہین بے اذن رہجانیوالون مین جو تہا

قسم جو مصنف نے نکالا ہے اوس کا قرآن وحدیث مین بلکہ کسی تفسیر مین بہی ذکر
نہین مخلفون مین سے وہ لوگ جنکا قسم دوم مین ہمنے ذکر کیا ہے منافق تہے
انہون نے آنحضرت کے روبرو جہوٹے عذر بناکر معافی چاہی اور بعیت کری اہل
نفاق کے ظاہر حال پر حکم کیا جاتا ہے باطن سے کچہہ تعرض نہین ہوتا اسلئے
بظاہر اون کا عذر پذیرا ہوا ہمارے بہولے مصنف کو یہہ وہم گذرا کہ اگر وہ منافق
ہوتے تو آنحضرت اون سے بعیت نہ کرتے اور نہ اونکا عذر قبول کرتے کیونکہ اللہ
عزوجل فرماتا ہے قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم ای نبی تو کہدے عذر مت کرو
ہم ہرگز یقین نہ کرینگے - پس باوجود اس حکم کے کسطرح اون کا عذر قبول کیا - اور
یہ نہین سمجہا کہ لن نؤمن لکم کا معنی تو یہ ہے کہ ہم تصدیق اور یقین نہ کرینگے تمہارے
عذر کی اور ظاہر اون کا قبول کرنا اور باطن اونکا سپرد خدا کردینا یہہ تو اعراض اور
درگذر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تصدیق اور سچا جاننے اون کے سے منع
ہوے نہ اعراض اور درگذر سے بلکہ اعراض پہ تو امر آیا تہا چنانچہ آیت سیحلفون
لکم اذا انقلبتم الیہم لتعرضوا عنہم فاعرضوا عنہم فانہم رجس مین
یہی ارشاد ہے اسیواسطے اون سے درگذر کیا اور حسب نرحم وعادت اپنی کے اون
کے لئے مغفرت مانگی اور آن سے بعیت توبہ لی مصنف بمقتضاے نفسانیت
یا سفاہت کہتا ہے کہ آیت یعتذرون الیکم سے مراد منافق مجاہرین جنکا عذر کرنا
بہی ثابت نہین (م) استغفر اللہ ایسی تاویلات سے تکذیب آیات تک نوبت پہنچتی ہے
خدا محفوظ رکہے اللہ تو فرماوے کہ یہہ لوگ عذر کرینگے قسمین کہاوینگے اور آپ
کہتے ہین اس آیت سے مراد منافق مجاہر ہین جنکا عذر کرنا ہی ثابت نہین - پہلی
حدیث مجاشع مین بہی اسی قسم کی توجیہین کرکے سنت صحیحہ کا انکار کیا تہا یہان
آیات کو جہٹلایا - دیکہو نہی کا یہہ حال ہے کہ تفتیعین کو جمع کردیا ہے منافق کبہی مجاہر

نہین ہوسکتا منافق ہمیشہ اپنا حال چھپایا کرتے ہین اور بظاہر حال مومن کہلائے دیتے ہین۔ مصنف کا ایک اعتراض یہہ بہی ہے کہ اگر یہ لوگ جنکا عذر بظاہر رسول اللہ نے قبول کیا منافق ہوتے تو اون پر تو حکم کفر اور جہنم کا ہے اون کے لئے استغفار اور ترحم کیا معنے مین کہتا ہون کہ رسول اللہ ہمیشہ اون کا نفاق دیکھتے تہے اور آیتین بہی اون کے حق مین اوترتی تہین مگر آنحضرت بمقتضای کرم اونکے لئے دعاے مغفرت فرماتے رہے یہانتک کہ پروردگار نے فرمایا اگر تو ستر بار انکی لئے دعاے مغفرت کرے تو بہی پروردگار اون کو نہ بخشے گا پہر بھی آپ دعا کرتے تہے عمر فاروق نے منافقون کی شرارتین دیکہکر عرض کیا کہ آپ اُن کے لئے دعا نکرین آپ نے ارشاد کیا ہم ستر دفعہ سے زیادہ دعا کرینگے کُل مفسرین وشارحین حدیث سلف سے لیکر خلف تک اون لوگون کو (جنکا عُذر بظاہر قبول کر لیا اور باطن اون کا سپرد خدا کیا) منافق کہتے ہین مصنف سب سے برخلاف بلا دلیل اون کو مسلمان بتلاتے ہین۔ وجہ ثانی آپ اپنا رد و جواب ہے البتہ ایک بات یہان قابل ذکر ہے ہم سُنا کرتے تہے کہ قصوری صاحب مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہین اِس حکم کفر سے جو آپنے مخلفین کے حق مین لگایا ہے اور خاصکر صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین تک جس کا اثر پہنچتا ہے ہمین یقین آگیا اور اِس فتوے پر دلیل کیا لائے ہین کہ آنحضرت نے لوگون کو اون کے ساتہہ بات چیت کرنے سے منع کر دیا تہا یہ عجب دلیری ہے اگر انصاف مد نظر ہوتا تو اس بات کی طرف بہی خیال کرتا کہ حضرت نے اون کو طلاق کا حکم نہین دیا بلکہ ہلال بن امیہ کے بیوی کو پاس رہنے کی اور خدمت کرنے کی اجازت دی معاذ اللہ مومنہ اور کافر مین کیا علاقہ تہا کبرت کلمة تخرج من افواههم بیعت کی بحث کرتے کرتے منافقون کو مومن اور مومنون کو کافر بنا دیا **مغالطہ ۸۶** اور نواب صدیق حسن خانصاحب

تفسیر فتح البیان میں لکھتے ہیں والتی احدثتہ الصوفیۃ والمشایخ وجہلۃ المتصوفۃ
فلا یثبت بدلیل شرعی ولا اعتداد بہا بل ہی متصادفۃ لما ثبت من الکتاب
والسنۃ کما تری **ہدایہ** افسوس مصنف نے نقل عبارت میں خیانت
کی زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ بیچارہ چور کہلایا بدنام ہوا اور مطلب کچھ
نہ نکلا جتنی عبارت چھانٹ کر نقل کی ہے اوس کے اخیر میں ایک ایسا فقرہ ہے
جس سے سب کیا کرایا برباد ہوتا ہے نواب صاحب نے اول آنحضرت کی بیعت کا طریقہ
نقل کیا ہے اور پھر فرمایا وہذا ہو البیعۃ الثابتۃ بالسنۃ فی دین الاسلام
والتی احدثتہا الصوفیۃ والمشایخ وجہلۃ المتصوفۃ فلا یثبت بدلیل شرعی
ولا اعتداد بہا بل ہی متصادفۃ لما ثبت من الکتاب والسنۃ ترجمہ
اس طرح کی بیعت دین اسلام میں سنت نبوی سے ثابت ہے اور جو کچھ کہ صوفیوں
اور مشایخ اور زاہدان خشک نے ایجاد کیا ہے پس وہ دلیل شرعی سے ثابت نہیں
اور نہ کچھ اوسکا اعتبار ہے بلکہ اون کی بیعتیں مقابل ہیں اوس بیعت کے جو کتاب
اور سنت سے ثابت ہے ۔ اس عبارت سے جو کہ مصنف نے اپنے مفید مطلب سمجھکر
سند میں پیش کیا ہے ہمارا مدعی ثابت ہوتا ہے اسمیں بیعت کی دو قسم بیان کی
گئی ہیں ایک بیعت مسنونہ دوسری بدعی اور یہی ہمارا مقصود ہے اور سورہ فتح
کی تفسیر میں نواب صاحب فرماتے ہیں وہذہ الآیۃ فیہا دلالۃ علی مشروعیۃ
البیعۃ وقد صدرت منہ صلعم مبایعات کثیرۃ اشتملت علیہا
الاحادیث الواردۃ فی الصحیحین وغیرہما من دواوین الاسلام ومما لا
شک فیہ ولا شبہۃ انہ اذا ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی
سبیل العادۃ والاہتمام بشانہ فانہ لا ینزل عن کونہ سنۃ فی الدین وان
الذی اعتادہ الصوفیۃ من مبایعۃ المتصوفین ففیہ ما یقبل وما یرد

ویظهر ذالك بعرضها على الكتاب والسنة فما وافقها فهو السنة والصواب
وما خالفها فهو الخطاء والتباب اس مین مشروعیت بیعت کا ثبوت ہے
اور آنحضرت نے بہت بار بیعتین کی ہین جنکا بخاری مسلم وغیرہ کتب حدیث کے
روایتون سے ثبوت ملتا ہے۔ بے شبہ یہہ قاعدہ ٹہیک ہے کہ جب آنحضرت سے
کسی فعل کا صدور بطریق عادت اور اہتمام ثابت ہو جائے تو کم از کم وہ فعل سنت
فی الدین ضرور سمجہا جائیگا اور جو صوفیون مین رواج ہے کہ صوفیون کے ہاتہہ پر بیعت
کرتے ہین اوس کے بعض اقسام مقبول ہین اور بعض مردود اور کتاب اللہ اور
سنت رسول اللہ کی تطبیق سے یہہ فرق معلوم ہوسکتا ہے پس جو مطابق سنت کے
ہو وہ بیعت سنت اور صحیح ہے اور جو برخلاف ہے وہ خطا اور ہلاکت ہے مصنف
نے ایسی کتاب کا حوالہ دیا اور ایسی عبارت نقل کی جس سے ہمین اس مشہور مثل کا
مصداق ملگیا۔ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد **مغالطہ ۸۷** اس

۸۷

سب بیان سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ علماء محققین جو اس بلا سے محفوظ رہے تشنیع اس
طریق کے کرتے رہے ہین **ہدایہ** بیعت کے بحث ختم ہونے پرائی اور آپ نے
کسی عالم کا نام نہ لیا ابتک یہی سُننے مین آتا ہے کہ اکثر ائمہ میرے ساتھہ ہین اجماع اُمّت
سے بیعت منسوخ ہے ہم بھی اس کے سند اور حوالہ کا شوق رکہتے ہین اگر ہو تو بتا دیجیے
مغالطہ ۸۸ - آپنے تمنے یہ مثل نہین سُنی ملان اور فقیر کا ہمیشہ سے جنگ چلا

۸۸

آیا ہے **ہدایہ** کیا جناب نے یہ نہین سُنا وكذالك جعلنا لكل نبي
عدوا من المجرمين وكفى بربك هاديا ونصيرا **مغالطہ ۸۹** پانچوان

۸۹

استدلال بہت بڑا استدلال حرمت بیعت پر یہہ ہے کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی
سے اتنے فتور اسلام مین پڑے ہین جنکا تعداد حصر امکان مین نہین الی قولہ جس قدر
اقسام شرک کے ہین اسی سے پیدا ہوئی **ہدایہ** یک نشد دو نشد بیعت کو اس

دلیل ہے کہ وسیلہ شرک کا ہے خاصہ نبوی اور حرام ٹہرانا معاذ اللہ موجب بے ادبی اور تخفیف
رسول اللہ کا ہے کیا خاصہ رسول اللہ کا ایسی چیز بہی ہے جو ذریعہ شرک کا ہو ملا صاحب
جیسا شرک و بدعت سے بچنا ضرور ہے ویسا ہی کتاب و سنت کے پیروی بہی فرض
ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جاہلوں کی پیری مریدی میں بہت سی قباحتیں ہیں مگر
برائی سے بچنے کے لیے سنت سے انکار کرنا اور اسکو حرام اور بدعت کہنا ہرگز جائز
نہیں بیعت نہ باب شرک کا ذریعہ ہے اور اسیواسطے مشروع ہوئی ہے رب العالمین
فرماتا ہے اذا جاءك المؤمنات يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئا جب آویں
تیرے پاس عورتیں بیعت کرنے کو اس بات پر کہ وہ کسی چیز کو خدا کا شریک
نہ ٹہراوینگی یہی بیعت کا نمونہ ہے اور رسول اللہ فرماتے تہے بایعونی علی ان لا
تشرکوا باللہ شیئا [illegible] اور [illegible] عمل اور اطمینان خاطر اور فتح [illegible]
بیعت کا ثمرہ اس سے حاصل ہوتا ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك
تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا خوشنود
ہوا بیشک اللہ ان مومنوں سے جنہوں نے تجہ سے بیعت کی درخت کے نیچے
پہر جانا جو ان کے جی میں تہا پس اتاری تسکین اوپر ان کے اور انعام دی
ان کو فتح نزدیک اور فرمایا ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ الی قولہ
فسیؤتیہ اجرا عظیما جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجہ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ کی
آخر آیت تک ہے اللہ دیگا اوسکو ثواب بڑا خدا پاک نے تو بیعت کی یہ خوبیاں ذکر فرمائیں
اور مصنف اسکو اعظم وسائل شرک سے شمار کرتے ہیں۔ راقم اس مقام پر بفحوای
کل العتاب لا یستحق الجواب بحکم آیت کریمہ فاصفح الصفح الجمیل کا ہوتا ہے اور
دعاء ہدایت اپنے رب سے اپنے واسطے اور مصنف کے لئے مانگتا ہے۔

مغالطہ ۹۰ [illegible] ہاتہہ کسی عورت سے نہیں ملاتے اور [illegible] ہاتہہ بہی

ملانا زاید بات ہے بعیت کے معنون مین داخل نہین **ھل ایہ** بیشک عورت
کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لینا منع ہے تمام اہل حق اوسکو برا جانتے ہین مگر یہ جو آپ لکہتے
ہین ہاتہہ ملانا زاید بات ہے یہہ بات فضول ہے انعقاد بعیت کے دو جز ہین ایک عہد
لسانی دوسرا عہد فعلی جب تک دونون اجزا جمع نہ ہون گے بعیت کا انعقاد نہ ہوگا
آنحضرت بعیت کے وقت مردون کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین پکڑتے اگر بعیت کرنیوالا
حاضر نہ ہوتا تو جناب رسالت اپنی بائین ہاتہہ کو دائین پر مار کر فرماتے یہہ فلان
شخص بعیت کرنیوالے کا ہاتہہ ہے۔ معاذ اللہ فضول امر کے لئے آنحضرت اتنا
اہتمام کرتے تہے۔ ایسے ہی جب عورتون سے بعیت لیتے تو واسطے اتمام عقد
بعیت کے اون کے طرف ہاتہہ پہیلاتے اور بعیت کرنے والیان آنجناب کیطرف
ہاتہہ بڑہاتین چونکہ نامحرم کے بدن کو مس نہ کر سکتے تہے اشارہ پر اکتفا کرتے اسکی
مثال یہ ہے جیسے حاجی لوگ انبوہی کے وقت حجر اسود تک نہین پہنچ سکتے
تو دور سے اشارہ کرتے ہین۔ اب وہ روایتین سنو جنمین ہاتہہ پہیلانے اور اشارہ
کرنیکا ذکر ہے۔ بخاری اور مسلم مین ام عطیہ سے روایت ہے قالت بایعنا
رسول اللہ صلعم فقرا علینا ان لا یشرکن باللہ شیئا ونہانا عن النیاحۃ
فقبضت منا امراۃ یدہا الحدیث ہمنے آنحضرت سے بعیت کی پس آپ نے
ہمین یہہ آیت پڑہکر سنائی (لا یشرکن باللہ شیئا) اور بین کرنے سے منع کیا پس
ایک عورت نے اپنا ہاتہہ بند کر لیا اور عرض کیا کہ فلانی عورت نے میرے مردہ
پر بین کی تہی مین اوسکا بدلہ دینا چاہتی ہون اور ابو داؤد مین ہے ان ہندا بنت
عتبۃ قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا ابایعک حتی تغایر کفیک فکانہما
کفا سبع ہندہ بنت عتبہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ مجہہ سے بعیت کرین پس فرمایا
ہم تجہہ سے بعیت نہین کرتے جب تک تو ان کا رنگ نہ بدلے تیرے ہاتہہ ایسے ہین

جیسے درندسے کے پنجے۔ اور ابوداؤد اور نسائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین اومت امراۃ من وراء الستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری اید رجل ام ید امراۃ الحدیث ایک عورت نے پردہ مین سے (بیعت کے لئے) آنحضرت کی طرف اپنے ہاتھہ سے اشارہ کیا اور مکتوب اُسکے ہاتھہ مین تہا آپ نے ہاتھہ پہیر ہٹا لیا اور فرمایا مین نہین جانتا کہ یہہ ہاتھہ مرد کا ہے یا عورت کا اور عبد بن حمید ابوداؤد ابو یعلی طبرانی ابن مردویہ بیہقی ام عطیہ سے روایت کرتے ہین کہ عمر فاروق نے ہمسے بیعت لی اور عمر نے ہماری طرف ہاتھہ پہیلایا اور ہم نے اُدس کیطرف حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین حدیث ہاتھہ پہیلانے رسول اللہ اور عورتون کی حالت بیعت مین صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان سے نقل کی ہے ان روایات کی شرح مین علماء کے دو قول ہین بعض کہتے ہین کہ یہ فقط دور کا اشارہ تہا اور بعض کہتے ہین کہ عورتین آپ کی آستین پکڑتی تہین اور سعید بن منصور اور ابن سعد اور ابوداؤد مراسیل مین اور عبد الرزاق بہی مرسلا شعبی سے روایت کرتے ہین کہ حضرت ہاتھہ پر کپڑا لپیٹ کر عورتون سے بیعت کیا کرتے تہے ایسے ضروری کام کو رد کہنا زیادتی عقل کا مقتضا ہے **مغالطہ ۹۱** مگر معالم التنزیل مین نقل بلاسند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا کے اوپر تہے اور عمر صفا کے نیچے حضرت نے امر کیا کہ عورتون سے بیعت کر۔ بیعت کرنیوالی جب مہر سے شبہ کا کہ یہ امر معمول نہین جواب نہین پاتی تو ناچار ناواقفون کو اس قصہ مجہول بے اسناد سے شبہ ڈالتے ہین علاوہ برین اول اس حدیث کا معارض ہے اسکے آخر کا **ہدایہ** مصنف اگر بیعت کو غیر معمول بہ اپنا بتلاتا ہے تو صحیح ہے ہم بھی جانتے ہین کہ اوسکو توفیق اس سعادت کی نصیب نہین ہوئی اور اگر اوسکی یہ نیت ہے

۹۱ م

۹۲

کہ امت محمدیہ مین کسی نے اس پر عمل نہین کیا تو ہدایت نمبر (۲۴) کا ملاحظہ کرے۔
صحابہ و دیگر مقبولان امت کا تعامل ہمنے بخوبی ثابت کر دکھلایا ہے اور معالم التنزیل
کی روایت اگر قابل اعتماد نہین تو چشم انصاف سے روایت ابن جریر و ابن کثیر
و ابن ابی حاتم اور روایت ابن سعد اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ابو یعلی
اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی کیطرف نظر کرے **مغالطہ** اور
ایک آدمی کو گدی پر بٹھانا اور اوسی کو بیعت کے واسطے مقرر کرنا اور اوسکا
حق موروثی سمجھنا یہ سنت ہنود اور مہنتون کی ہے کیا معنی کہ ایک آدمی کو
بلا ترجیح مرجح کر لینا اور وہ خود تو معصوم نہین گنہگار ہے الی قولہ شرعی بات نہین
محض سنت ہنود ہے جسکے پاس کوئی دلیل ہو پیش کرے **ہدایہ** جسکو
آپ ہنود کی رسم کہتے ہو وہ سنت انبیاء ہے جب موسی علیہ السلام کوہ طور کو جانے
لگے تو ہارون علیہ السلام سے فرمایا اخلفني في قومي واصلح ولا تتبع
سبيل المفسدين تو میرا نائب رہیو میری قوم مین اور لوگون مین اصلاح
رکہنا اور مفسدون کے پیروی نکرنا حضرت خاتم المرسلین نے جب غزوہ تبوک
کی تیاری کی تو علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا انت مني بمنزلة هارون
من موسی تو مدینہ مین رہ تو ہمارا جانشین ہے جیسا ہارون اپنے بہائی موسی کا
(بحالت سفر) جانشین تہا۔ انبیاء عظام دعا کرتے کہ اے پروردگار ایسی
اولاد دے جو ہماری نائب اور لوگون کے پیشوا ہووین فهب لي من لدنك
وليا يرثني ويرث من آل يعقوب زکریا علیہ السلام نے دعا کی تو مجہے
کام سنبہالنے والا دے جو وارث ہو میرا اور خاندان یعقوب کا اور اللہ جل شانہ
خبر دیتا ہے وورث سليمان داود سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد
کے وارث ہوے۔ واضح رہے کہ مراد اس ورثہ سے نبوت اور امامت ہے

کہین روافض کیطرح مال و متاع سے تاویل نہ کرنا اور صحابہ کرام نے بعد
انتقال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق کو گدی پر بٹھلایا اور
ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زندگانی مین عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر
فرما گئے۔ ایسے ہی عثمان و علی رض باتفاق صحابہ جانشین ہو گئے۔ ایسے ہی مشایخ
کرام کی اولاد یا مرید ونمین سے جو تقوی اور دیانت سے موصوف ہوتا ہے
وہ اپنے بزرگون کا جانشین اور نائب قرار پاتا ہے اور لوگ اوسکی خداداد
خوبیون کے سبب اوسکو ہمعصرون مین سے ممتاز جانکر پیشوا پکڑتے ہین۔
کہو یہ انبیاء اور صدیقین سے مشابہت ہے یا ہنودون کے متابعت اور بزرگان
خدا مین سے ایک ایسے بھی گذرے ہین نہ اون کو کسی نے گدی پر بٹھلایا
اور نہ اونہون نے لوگون کو اپنے طرف بلایا غیب الغیب سے خلعت امامت
اون کو عطا ہوا۔ خلق اللہ کے دلون مین اون کی ارادت اور محبت بھر گئی۔
ہزارون آدمی دور دور ملکون سے آکر اون کی صحبت اختیار کرتے رہے اور
علی رغم الحاسدین اون کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہے۔ چنانچہ ہمارے مرشد
اور امام عبد اللہ صاحب غزنوی تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جناتہ ابھی گذرے
ہین جبتک تھے مجمع الخلایق تھے کیا یہان ترجیح بلا مرجح کا اعتراض خدا پر کروگے
اور یہ جواب لکھتے ہین (وہ خود معصوم نہین گنہگار ہے) کیا آپ کے نزدیک عصمت
(گناہون سے پاک ہونا) امامت کی شرط ہے کوئی اہلسنت مین سے اس شرط
کا قایل نہین۔ البتہ رافضیون کا مذہب ہے۔ معلوم ہوا کہ مجادلہ کیخاطر آپ طریقہ
روافض بھی اختیار کر لیا کرتے ہین ملا صاحب ایسے خبط مین پڑوگے تو امامت انبیاء
کا انکار لازم آئیگا۔ بہول چوک سے پیغمبر بھی معصوم نہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بھی دعا کیا کرتے تھے اللھم اغفرلی جدی وھزلی وخطائی وعمدی

وکل ذلک عندی متفق علیہ اے خدا تو مجھے معاف کر جو مینے کوشش سے کام کیا یا ہنسی سے اور جو بھول چوک سے کیا یا ارادہ سے اور یہ سب باتین مجھہ مین ہین - یہہ اعتراض خاص مشایخ پر نہین بلکہ خاتم النبیین پر بھی ہے مصنف کے یہہ دعوی سُنکر جب اوسکی حالت کو دیکھتے ہین تو مقام عبرت نظر آتا ہے - دعوی تو یہہ کہ خلافت حرام ہے گدی پر بٹھلانا مہنتون کے سنت ہے اور خود اپنے لڑکے کو واسطے قیام گدی کے نماز جمعہ اور عیدین مین اُن لوگون کے ہوتے ہوے امام کرتا ہے جو اوس سے علم اور عمر مین زیادہ ہوتی ہین اور یہہ صریح خلاف سنت ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون **مغالطہ ۹۳**

علاوہ یہہ کہ جس کو ترجیح دی ہے وہ بھی گناہ کرتا ہے وہ کیون نہین اپنے گناہون سے کسی کے ہاتھہ پر توبہ کرتا **ھدایہ** مشایخ مین سے ایسا کوئی نہین جس نے دوسرے کے ہاتھہ پر توبہ نہ کی ہو اپنے شیخ کے ہاتھہ پر سب توبہ کیا کرتے ہین - اگر ایسا ہی اعتراض کا شوق ہے تو یہہ کہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے بعیت کرائی اور خود کسی کے ہاتھہ پر توبہ کیون نہ کی دیکھو ترک اور انکار سنت کا یہہ نتیجہ ہے جو آپ کے موہنہ سے ایسے کلمات نکلتے ہین - جن سے انبیاء علیہم السلام کی جناب مین بے ادبی لازم آتی ہے لئن لم یھدنا ربنا لنکونن من القوم الضالین **مغالطہ ۹۴** صرف ہاتھہ مین ہاتھہ ملانا مسنون ہے باقی لوازمات کل بدعت ہین **ھدایہ**

صفحہ ۲۹ مین آپ لکھتے ہین (ہاتھہ سے ہاتھہ ملانا امر زاید ہے بعیت کے معنون مین داخل نہین) یہان اقرار کرتے ہین کہ ہاتھہ سے ہاتھہ ملانا مسنون ہے اور اکثر مقامات مین کہین بعیت کو خاصہ اور کہین منسوخ بتلایا ہے اب کہو ہم بعیت

کو کنا سمجھین سنت یا بدعت خاصہ یا منسوخ الحمد للہ تعالیٰ وللہ یعلی خدا نے منکرون سے بہی اقرار کرا دیا والحمد للہ علی ذالک مگر افسوس آپنے حق کے ساتھ ایسا باطل ملایا ہے جسکا بطلان بدیہی ہے آپ فرماتے ہین (صرف ہاتہہ مین ہاتہہ ملانا سنون ہے باقی لوازمات کل بدعت ہین) لوازم کیا ہین شرک - زنا - سرقہ - قتل - بہتان عصیان - تہمت سے تائب ہونا گویا ان سب باتون سے توبہ کرنا ملا صاحب کے نزدیک بدعت ہے حالانکہ ہاتہہ مین ہاتہہ ملانا اور گنا ہون سے توبہ کرنا یہ دونون امر آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہین واللہ اعلم مصنف ا پہنے آپ کو اس آیت (نؤمن ببعض و نکفر ببعض) کا مصداق کیون بناتا ہے اور خدا جانے اختلال عقل ابتدا عمر سے ہی یا اب بڑہاپے مین شروع ہوا ہے ہمین خیال آتا ہے شاید کوئی کلام مصنف کی یون تاویل کرے کہ (کل لوازمات بدعت ہین) اس فقرہ کا یہ مطلب ہے کہ ملحدون اور جاہلون کی بیعت کے لوازم مراد ہین ہم اون کو پہلے ہی سمجہا دیتے ہین کہ یہان بیعت توبہ کی بحث ہے اور اوس کے لوازم یہی ہین جو ہمنے ذکر کئے — اور خاصکر لفظ کل تو جملہ لوازم کو شامل ہے بیعت مسنونہ کے ہون یا بدعیہ کے **مغالطہ ۹۵** - اور بعض طریق بیعت مروجہ قریب کفر کے ہین **ہدایہ** صاف صاف کہو کونسی بیعت قریب کفر کے ہے ملحدون کے بیعت یا سنت طریق کے طریقہ سنت کو کفر کہنا شان اسلام کے خلاف ہی اور ملحدون کے طریق سے یہان کچہہ بحث نہین اوس کے ذکر سے فایدہ کیا شاید کوئی شخص ہر دو قسم بیعت پہ یہی فتوی جاری کردے کیونکہ آپ کل لوازم کو بدعت کہہ چکے ہین اور اوسکا بوجہ آپ کے ذمہ ہو **مغالطہ ۹۶** بیعت مروجہ بیعت توبہ نہین ہے توبہ استغفار جو کراتے ہین یہ صرف رسم ہے رسم ہی مراد اور مقصود بالذات طریق مین داخل کرنا ہے اور اپنا طرفدار اور

مرید بنانا **ھدایہ** اللہ جلشانہ فرماتا ہے یاایّھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ای اہل ایمان بچو کثرت ظن سے بیشک کہین نہ کہین گمان کرنے سے گناہ لازم آتا ہے اور آنحضرت فرماتے ہین فان الظن اکذب الحدیث اٹکل سے بات کہنی پرلے درجہ کا جھوٹ ہے خدا کے بندے ایسے بھی ہین جو طریق مسنون کے موافق بیعت کرتے ہین اور اون کی غرض اشاعت اور رواج سنت کے سوا اور کچھ نہین۔ تم ناحق نیکون پر بدگمانی کرکے عوام کو راہ حق سے روکتے ہو اور اون کو عمل سنت سے محروم رکھتے ہو ولا تصدون عن سبیل اللہ پر غور کرو اور اللہ کے وعید سے ڈرو حضرت فرماتے ہین کہ جب بندہ اپنے پروردگار سے تقرب چاہتا ہے تو پروردگار اوس پر مہربان ہوتا ہے اور ملاء اعلیٰ اور اہل السموات والارضین مین منادی کیجاتی ہے کہ فلان شخص سے رب العالمین محبت رکھتا ہے تم بھی اُس سے محبت رکھو۔ لوگون کے دلون مین خود بخود عقیدت اور محبت پیدا ہوتی ہے گھربار اہل عیال کو چھوڑکر اون کی صحبت اختیار کرتے ہین اور محبان خدا کی ہمنشینی سے رتبہ انابت اور خشیت اور استقامت کو پہنچتے ہین اسی حالت کا نام احسان ہے جو اعلیٰ مرتبہ ایمان کا ہے اور ایسے بابرکت لوگ ہمیشہ ہوتے رہے ہین اور ہوتے رہین گے ہمین چاہئیے اون کی جستجو مین رہین اور اون کی خدمت اور اون کی بیعت کو غنیمت جانین۔ مصنف جو بیعت سے منع کرتا ہے اور اہل بیعت کو طالبان دنیا بتلاتا ہے کیا اوسکے نزدیک اہل احسان اور صاحبان تقرب کا خاتمہ ہوچکا۔ یا سوائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا اس رتبہ کو نہین پہنچا **مغالطہ ۹۷**۔ توبہ کرنی کسی کے ہاتھ پر مامور نہین ہے کیونکہ کلام اللہ شریف مین جہان حکم توبہ کا ہے مطلق ہے جیساکہ تصریح کرتے ہین اختیار کردم فلان طریق را اور حدیث مین بھی یہ کہین

دلیل نہیں کہ کسی کے ہاتہہ پر توبہ کرو **ھدایہ** دوسرے کے ہاتہہ پر توبہ کرنے کا
قرآن اور حدیث میں حکم ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا
اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا الرحیما پروردگار فرماتا ہے اگر یہ لوگ
جس وقت خطاوار ہوے تہے تیرے پاس آتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور پیغمبر خدا
بہی اون کے لئے دعا مغفرت کرتا پاتے وہ اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان اس آیت
میں گنہگاروں کو ارشاد ہے کہ نبی کے پاس حاضر ہوکر توبہ کرو تمہاری توبہ منظور ہوگی
اور جو لوگ آنحضرت کے ہاتہہ پر تائب نہ ہوئے تہے پروردگار نے اون کی مذمت
فرمائی ہے واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسھم جس وقت
کہا جاتا ہے اونکو آؤ پیغمبر خدا تمہارے لئے دعا مغفرت کریں وہ تکبر سے اعراض
کرتے ہیں اور یہ لوگ مغفرت سے محروم رہے اور خداوند کریم نے اپنے رسول کو حکم دیا
کہ جو عورت تیرے پاس بیعت کے لئے آوے اوس سے بیعت کر اور بخشش مانگ
اون کے لئے فبایعھن واستغفر لھن اللہ اور بہت احادیث ہیں جن سے
آنحضرت کا رغبت دلانا اور امر کرنا ثابت ہے غرض آیات اور احادیث سے یہ بات
بخوبی ثابت ہے کہ لوگوں کو آنحضرت کے ہاتہہ پر توبہ کرنیکا حکم تہا حدیث صحیح بایعونی
علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا الحدیث اثبات کی دلیل ہے اور بحکم آنحضرت عورتوں
نے عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتہہ پر توبہ کی اور آپ کے بعد خلفاء کے ہاتہہ پر بیعت کرتی رہیں
پس قصوری کا یہ کہنا (کہیں ذکر نہیں کسی کے ہاتہہ پر توبہ کرو) محض نادانی کی بات
ہے اور قول مصنف کا (جیسا کہ تصریح کرتے ہیں اختیار کردم فلان طریق را) سابق
لاحق سے کچہہ تعلق نہیں رکہتا مثال اور ممثل لہ میں کسی نوع کی مناسبت نہیں
بالکل لغو و بے ربط کلام ہے **مغالطہ ۹۸** - اگر بیعت کے بعد پہر مرتکب صغایر
و کبایر کا ہو تو عند اللہ ماخوذ ہوگا کیونکہ آیات اور احادیث میں ایفاء عہد کی نسبت

بہت تاکید ہے **ھدایہ** جو شخص بغیر بیعت کے توبہ کرے اور پھر مرتکب گناہ
کا ہووہ بھی ماخوذ ہوگا توبہ کرنے والا آئندہ کے واسطے خدا سے عہد کرتا ہے
کہ پھر گناہ نہ کرونگا جب کریگا تو ضرور بازپرس ہوگی اللہ جل شانہ فرماتا ہے و
اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا اگر اس دلیل سے بیعت کی رد کرتا ہے پس مُلّا

مغالطہ ۹۹ صاحب کو چاہئے لوگون کو توبہ سے بھی منع کردین **مغالطہ ۹۹** جس
امر کی صحابہ نے رسول اللہ سے بیعت کی ہے پھر اُسکو نہین توڑا **ھدایہ**
یہہ تمہارا دعویٰ غلط ہے حدیث کا علم نہین جو چاہتے ہو سو کہتے ہو اکثر اصحاب
آن حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور پھر ان سے خلاف عہد وقوع مین آتا
چنانچہ صحیحین مین ثابت ہے کہ بیعت الرضوان کے دن اصحاب نے اس بات
پر بیعت کی تھی جو ہم معرکہ سے نہ بھاگین گے اور بروز غزوہ حنین انہین مین
سے اکثر بھاگ نکلے اور صحیحین مین ام عطیہ سے روائت ہے بایعنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا ننوح فما وفت امراۃ منا الا ام سلیم و ام
العلاء و بنت ابی سبرۃ امراۃ معاذ او بنت ابی سبرۃ و امراۃ معاذ ہم نے
رسول خدا سے بیعت کی جو ہم مُردہ پر بین نہ کرینگے پس ہم مین سے کسی نے وعدہ
پورا نہ کیا سوائے ام سلیم اور ام علاء اور ابو سبرہ کی بیٹی کے جو معاذ کی بیوی
ہے یا شائد یون کہا ایک ابو سبرہ کی بیٹی نے دوسرے معاذ کی بیوی نے ۔
راوی کو شک ہے کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی ایک ہے یا دو عورتین

مغالطہ ۱۰۰ ہین جو شخص بے علم ہوکر اپنے آپکو مجتہد سمجھے اُسکا خدا حافظ **مغالطہ ۱۰۰**
تتبع سے دریافت ہوتا ہے کہ کل گناہ صغائر و کبائر سے ترک کرنیکی بیعت کسی
صحابی نے کبھی رسول اللہ صلعم سے نہین کی بعض بعض خاص کامون مین بیعت
کی ہے **ھدایہ** تمہاری ایسی تلاش کو کیا کہون حدیث تو در کنار قرآن سے

بہی واقفیت نہین اللہ جل شانہٗ فرماتاہے ولا یعصینک فی معروف فبایعھن جب عورتین تجہہ سے یہہ عہد کرین جو ہم کسی حکم شرعی مین مخالفت نکرینگے پس تو اُن سے بیعت کر۔ لفظ معروف عام ہے کوئی امر شرعی اِس سے خارج نہین رہتا کیونکہ لفظ معروف نکرہ ہے نفی کے حیز مین واقع ہوا عموم کا فائدہ دیتا ہے کمالا یخفی فتدبر **مغالطہ ۱۰۱**۔ اور یہہ لوگ کُل کا عہد لیتے ہین اور تکلیف مالایطاق محال ہے **ہدایہ** جناب رسول خدا صلعم نے حق فرمایا کہ اِس اُمت کے لوگ یہود کی روش اختیار کرینگے جب یہودیون نے احکام الٰہی جو توراۃ مین نازل ہوئے تہے سُنے تو گہبراکر انکار کردیا اور کہنے لگے سمعنا و عصینا ہم نے سُنا اور اطاعت نہین کرتے۔ ایسے ہی مُنکرین بیعت لوگون کو تعلیم کرتے ہین جو کہین ہر امر کی اطاعت کا عہد نہ کرنا سبادا کہین فرمانبرداری مین قصور ہوجائے اور تم پکڑے جاؤ یہہ سنت یہود ابتک جاری نہوئی تہی ہمارے بہادرون نے آج اسکو بھی جاری کردیا مصنف کی تقریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ استغفراللہ من کل ذنب واتوب الیہ یعنے معافی چاہتا ہون مین اللہ سے تمام گناہون کی اور توبہ کرتا ہون مین طرف اُسکے کہنا درست نہین کیونکہ تکلیف مالایطاق ہے۔ آنحضرت کا بیعت لینا اور آیہ ولا یعصینک فی معروف بہی معاذاللہ ظلم اور افراط ہے عدل کا رستہ یہہ ہے کہ سب امرونہی سنکر یون کہے نومن ببعض و نکفر ببعض ہم کچہہ تہوڑا مانتے ہین اور کچہہ نہین مانتے۔ اگرچہ مُلا صاحب نے عہد کلی کی ممانعت خاصکر بیعت مین کی ہے مگر چونکہ بیعت اور توبہ مین سوائے ہاتہہ پکڑنے کے کوئی فرق نہین اِس واسطے توبہ مین بھی یہی قباحت پائی جاویگی **مغالطہ ۱۰۲**۔ ایسی بیعت مصداق آیہ کریمہ ہے ولا تتخذوا ایات اللہ ھزوا الی قولہ توبہ کنندہ اور جسکے ہاتہہ پر ایسی توبہ کیا جاوے مستہزے

باٰیات اللہ ہین **ھدایہ** بیعت کرنیوالا تین حال سے خالی نہین ہوتا یا بقصد
چھوڑ دینے گناہ کے بیعت کرتا ہے یا اس ارادہ سے کہ شائد اِس شخص کی بیعت
کی برکت سے گناہون سے ہٹ جاؤنگا یا خوف حاکم سے حاکم کا خوف تو اس زمانہ
مین نہین بغیر اُن دونون باتون دل کے اُسپر کوئی باعث نہین ہوتا اور نہ اسکو کوئی فائدہ
ملتا ہے اگر مصنف کو بیعت کرنیوالی کا دلی حال معلوم ہے کہ اُسکو کسی اور ہی فائدہ
کا لحاظ ہے توہمین بھی بتلاوے کہ وہ فائدہ دینی ہے یا دُنیوی اگر دینی ہے
مصنف کا اعتراض اسپر بیجا ہے اور اگر دُنیوی ہے تو بیعت کرنیوالا مستہزئی
باٰیات اللہ ہوگا شیخ کا کیا قصور علم قلوب کے مدعی تو آپ ہو شیخ کو حالت بیعت
مین کیا خبر ہے کہ مخلص ہے یا منافق اگرچہ بیعت کے بعد عدم وفا اُس سے
معلوم کرے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نظر کرو آپکے پاس منافق
آتے اور اخلاص ظاہر کرتے آنحضرت اُنکے لئے دعاے مغفرت کرتے توبہ
کراتے اور بیعت لیتے پھر وحی سے معلوم ہوجاتا کہ یہہ انکا محض فریب تھا۔
مصنف کے نزدیک معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستہزئی ٹھہرے
دراصل ایمان اور اسلام ہی ایک عہد اطاعت مابین خالق اور مخلوق کے ہے
پس جو شخص صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے بچنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ بحکم مصنف
اسلام نہ لاوے کیونکہ عہد شکنی کے سبب استہزا لازم آئیگا گویا مُلا قصوری
بمقتضاے قصور علم وفہم یہہ فتوی دیتا ہے کہ مسلمان ہوکر گناہ کرنے سے
یہی بہتر ہے کہ آدمی بحالت کفر مرجاوے **مغالطہ ۱۰۳**۔ اور ایک آدمی
عورت کو طلاق دیتا تھا اور غلام کو آزاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین نے ٹھٹھے
سے کیا ہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی **ھدایہ** مصنف نے وعدہ کیا تھا
جو ہم ہر مسئلہ کی سند مین حدیث صحیح یا حسن ضرور لاوینگے اب ہم سوال کرتے

ہین کہ اس آئیت کا شان نزول جو اُس نے بیان کیا ہے حسب وعدہ حدیث
صحیح یا حسن سے ثابت کرے ورنہ بہ سبب وعدہ خلافی کے خود اِس آئت کا
مصداق ٹھہرے گا **مغالطہ ۴۰** اِسمین کچھ شک نہین کہ جو اوراد متصوفہ مین
مروج ہین بعض شرعی بعض اختراعی جو اختراعی ہین اُنکی حرمت کا کسیکو شک
نہین **جواب** ورد وظیفہ اور دعائین جن مین کلمات شرک ہون یا مہمل
الفاظ جنکے معانی معلوم نہ ہون یا اپنی شان اور مرتبہ سے بڑہ کر درخواست کرے
اِس قسم کے اذکار اور دُعائین سب ناجائز ہین اور اگر اِس قسم کی کوئی قباحت
نہ پائی جاوے تو اوراد غیر ماثورہ بے شُبہ جائز ہین اللہ فرماتا ہے یا ایہا الذین
امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا اے ایمان والو یاد کرو اللہ کو بہت سی یادگاری
سے اور فرمایا ادعونی استجب لکم مجھہ سے دعا کرو مین قبول کرونگا اور
فرمایا فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا یہ حکم عام ہے
کوئی جس طرح کی دعا چاہے کرے کیفیت خاص نہین فرمائی بلکہ صحیح حدیثون
سے ثابت ہے کہ دُعا کرنیوالے کو اختیار ہے جونسی دعا اُسکو خوش آوے او
جو وہ چاہے مانگے۔ صحیحین مین ہے ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ الیہ نمازی
سلام پہیرنے سے پہلے وہ دعا پڑہے جو اُسکو زیادہ پسند ہو اور نسائے مین
ہے ثم لیتخیر من الکلام ما شاء قبل از سلام پسند کرے جو بات کہ چاہے حسب
حاجت اور موافق اوقات کے آدمی دُعا کرنی چاہتا ہے اگر بقول مُلا صاحب دعائیں
توقیفی ہون (یعنے بجز اُن الفاظ کے جو حدیث مین آچکے ہین اور الفاظ سے
دُعا جائز نہ ہو) تو سوا خاص حاجتون اور خاص وقتون کے مانگنا حرام ہوگا جاہل تو
کیا بڑے بڑے عالم بہی اگر ہر ہر حاجت کے لئے دُعا ماثورہ تلاش کرین تو ملنا
ممکن نہین مُلا صاحب کا یہہ قاعدہ بالکل غلط اور خلاف کتاب اور سنت کے ہے

حضرت رسالت مآب تو نماز مین اجازت دیتے ہین کہ جو چاہو سو مانگو یہ شخص رامت مرحومہ پر تنگی کرنیوالا اور مشقت ڈالنے والا) منع کرتا ہے۔ اور یہہ طرفہ بات ہے کہ آپ خطبات عید وجمعہ اور ابتداء رسائل مین الفاظ غیر ماثورہ سے دعا اور حمد اور ثنا کرتے ہین اور اس وعید کا مصداق بنتے ہین لم تقولون مالا تفعلون الآیہ اور یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یؤمرون سلف صالحین کی تصنیفات کو ملاحظہ کرو دیباجہ کتاب مین حمد اور ثنا اور دعائین نئی ڈھنگ سے لکھتے ہین دعا اور ثنا سے مقصود صرف اپنی حاجتمندی اور عاجزی اور اسکی بزرگی اور نعمت کا اظہار ہے وقت اور زمان کا خصوصیت نہین صحابہ کرام بحالت نماز ودیگر اوقات نئی نئی طرز کی دعائین پڑہتے آنحضرت سنکر کچھہ اعتراض نہ کرتے بلکہ بعض اوقات پسند فرماتے۔ سنن ابوداؤد مین حضرت انس رضی الله عنہ سے روایت ہے ان رجلا جاء فدخل الصف وقد حفزہ النفس فقال الحمد لله حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه فلما قضی رسول الله صلعم صلوته قال ایکم المتکلم بالکلمات فارم القوم فقال ایکم المتکلم بها فانه لم یقل باسا فقال رجل جئت وقد حفزنی النفس فقلتها فقال لقد رایت اثنا عشر ملکا یبتدرونها ایهم یرفعها ایک شخص آیا اور صف مین شامل ہوا اور اسوقت اسکا دم ٹہکانے نہ تہا پس اس نے کہا الحمد لله حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کس نے یہہ کلمات کہے تہے پس سب لوگ خاموش رہے پہر فرمایا کون تہا کہنے والا اسنے کچھہ بیجا نہین کہا پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول الله مین آیا اور میرا دم ٹہکانے نہ تہا اسوقت مین نے یہہ کلمات کہے تہے پس فرمایا ہم نے دیکھے بارہ فرشتے جہپٹتے تہے جوان کو پہلے کون اٹھاتا ہے اور ابوداؤد مین عامر رضی الله عنہ سے روایت ہے قال عطس شاب من الانصار خلف رسول الله

صلعم وھو فی الصلوۃ فقال الحمد للہ حمد الکثیرا طیبا مبارکا فیہ حتی یرضی
ولبعد ما یرضی من امر الدنیا والآخرۃ فلما انصرف رسول اللہ صلعم قال
من القائل الکلمۃ فانہ لم یقل باسا فقال یارسول اللہ انا قلتھا لم ارد بھا الاخیرا
قال ما تناھت دون عرش الرحمن کہا ابو عامر نے ایک جوان انصاری نے چھینک
لی آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے پس کہا اُس انصاری نے الحمد للہ حمدا
کثیرا طیبا مبارکا فیہ آخر تک پس جب نماز سے فارغ ہوئے رسول اللہ صلعم فرمایا
کسنے کہی تھی یہہ بات ابو عامر کہتے ہین پس چپکا ہورہا وہ جوان پہر فرمایا کون تھا
کہنے والا اس بات کا اس نے کچھہ بُری بات نہین کہی پس اُس نے عرض کیا
یارسول اللہ مین نے کہا تہا وہ کلمہ اور سوائے خیر کے میرا کچھہ مقصود نہ تھا فرمایا
اس کلمہ نے عرش پر پہنچکر دم لیا ہے اور بخاری وغیرہ مین ہے عن رفاعۃ
قال کنا نصلی وراء النبی صلعم فلما رفع راسہ من الرکعۃ قال سمع اللہ
لمن حمدہ قال رجل وراءہ ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ
فلما انصرف قال من المتکلم قال انا قال رایت بضعۃ وثلاثین ملکا یبتدرونھا
ایھم یکتبھا اول روائیت ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک روز ہم آنحضرت کے
مقتدی تھے پس جب آنجناب نے رکوع سے سر مبارک اُٹھایا سمع اللہ لمن حمدہ
کہا۔ ایک شخص نے پیچھے کہڑے کہدیا ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ پس
جب آپ نے سلام پہیرا فرمایا کون تہا کہنے والا اُس شخص نے عرض کیا مین ہون
یارسول اللہ فرمایا ہم نے دیکھے کچھہ اوپر تیس فرشتے جھپٹتے تھے جو کون انکو پہلے
لکھتا ہے اور ابوداؤد اور ترمذی مین بریدہ رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے سُنا کہ ایک شخص اپنی دعا مین کہتا تہا اللھم انی اسالک بانک انت
اللہ لا الٰہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا

احد فقال دعا الله باسمه الاعظم الذی اذا سئل به اعطی واذا دعی به اجاب
اے اللہ مین تجھہ سے سوال کرتا ہون بسبب اس کے جو تو ہی معبود برحق
نہین کوئی معبود مگر تو جو اکیلا اور پاک ہے وہ ذات ہے تیری جس نے نہ جنا نہ خود جنا
گیا اور جسکے برابر کا کوئی نہین پس فرمایا اُس نے پکارا ہے اللہ کو ساتھہ ایسے اسم
عظمت والے کے جسوقت سوال کیا جاتا ہے اُسکے واسطہ سے عطا کرتا ہے اور
جسوقت پکارا جاتا ہے ساتھہ اُسکے اجابت کرتا ہے اور رزین کی روائیت مین ہے
عن بریدۃ قال دخلت المسجد عشاء فاذا ابو موسی یدعوا فقال اللھم
انی اشھد انک انت اللہ لا الہ الا انت احدا صمد الم یلد ولم یولد ولم
یکن لہ کفوا احد فقال رسول اللہ صلعم لقد سال باسمہ الذی اذا سئل بہ
اعطی واذا دعی بہ اجاب قلت یارسول اللہ اخبرہ بما سمعت منک قال
نعم فاخبرتہ لقول رسول اللہ صلعم فقال لی انت الیوم لی اخ صدیق حدثتنی
بحدیث رسول اللہ صلعم کہا بریدہ رضی اللہ عنہ نے مین عشا کے وقت مسجد
مین داخل ہوا کیا دیکھتا ہون کہ ابو موسی رضی اللہ عنہ دعا مانگ رہے ہین
پس کہا ابو موسی نے اللھم انی اشھد کفوا احد تک پس حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے سُنکر فرمایا بیشک اِس نے پروردگار کو اُسکے ایسے اِسم اعظم
کے ساتھہ پکارا ہے جسوقت سوال کیا جاتا ہے اُس اسم کے ساتھہ عطا کرتا ہے
اور جسوقت پکارا جاتا ہے ساتھہ اُسکے قبول فرماتا ہے مین نے عرض کیا یا
رسول اللہ مین ابو موسی کو تبلادون جو آپ سے سُنا ہے فرمایا ہان پس مین نے
ابو موسی کو خبر دی آن حضرت کے ارشاد سے پس اُنہون نے مجھہ سے کہا تو
آج سے میرا مہربان بھائی ہے تو نے مجھے رسول اللہ صلعم کی حدیث سُنائی
اور موطا مالک مین ہے کہ جب ابو الدرداء رضی اللہ عنہ تہجد کے لئے اُٹھتے

توکہتے نامت العیون وھدات الجفون ولم یبق الا انت یا حی یا قیوم آنکہیں سوگیئن اور پلکون نے آرام کیا اور کوئی باقی نہین مگر تواے زندہ رہنے والے قایم رہنے والے ناظرین ان روائیتون کو شتی نمونہ از خروار سمجہین ورنہ اس قسم کی صدہا روائیتین ہین اور واضح ہوکہ یہہ دعائین اور اذکار جنکا ہم نے ذکر کیا ہے صحابہ کرام اپنے دل سے بناکر پڑہا کرتے تہے اور یہہ احتمال ہرگز نہین ہوسکتا کہ صحابہ آنحضرت سے سُنکر اور دیکہہ کر پڑہتے ہونگے کیونکہ ان روائیتون مین تصریح ہے کہ آن حضرت نے کہنے والون کا نام دریافت فرمایا اور کہنے والا مارے خوف کے دبکر چُپ ہورہا جب آپ نے تسلی فرمائی تب اقرار کیا اور بریدہ ابوموسی کو مژدہ سنانے کے لئے دوڑے ان چار قرینون سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ نے وقت اور حاجت کے موافق جن الفاظ سے چاہا اپنے رب کو پُکارا اور اگر یہہ کہین کہ تمام اقوال وافعال جو صحابہ سے وقوع مین آئے ہین سب آنحضرت سے دیکہہ کر اور سُنکر اُنہون نے کئے ہین تو حدیث موقوف کی نفی لازم آئیگی حالانکہ جملہ محدثین حدیث کے دو قسم لکہتے ہین ایک مرفوع (جسکا ثبوت صراحتہ یا حکماً آنحضرت سے ہو) دویم موقوف (جسکا ثبوت صحابی سے ہو) غرض تعلیم نبوی کے سوا صحابہ کرام سے ادعیہ اور اذکار ثابت ہین۔ البتہ اس بات مین شک نہین کہ دعاے غیر ماثورہ دعاے ماثورہ کو نہین پُہنچ سکتی **مغالطہ ۱۰۵** اور جو شرعی ہین اُنکو تغیر اوقات تغیر اوضاع تغیر عادات تغیر تقدیم وتاخیر اور تغیر التزام وغیر ذلک سے عمل مین لاتے ہین اور تغیر مرویات کا بدعت ہے کل بدعۃ ضلالۃ **ھدایہ** بیشک دعاے ماثورہ کے لفظون کو بدلنا منع ہے چنانچہ ثابت ہے کہ ایک شخص دعامین بجاے لفظ نبی کے رسول پڑہتا تہا آپ نے اُسکو منع فرمایا۔ اور اگر ایک امر آنحضرت سے ثابت ہوجاے مگر اُسکی مداومت اور اُسکا شمار اور

ع ۱۰۵

اُسکے وقتون کی خصوصیت ہمین ثابت ہو تو اُسکو خاص اوقات مین معین عدد کے موافق ہمیشہ عمل مین لانا بدعت نہ ہوگا آنحضرت فرماتے ہین احب الاعمال الی اللہ ادومہا پروردگار کے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ کام ہے جسپر ہمیشگی کیجائے بموجب اس حدیث کے یہہ سب التزام جائز ہین صحیح بخاری مین روایت ہے کہ ایک صحابی (جو اپنی قوم مین امام تہا) اوقات پنجگانہ مین ہر رکعت کے اندر (جب فاتحہ سے سورت ضم کرتا) تو پہلے قل ہو اللہ پڑہتا پہر اور سورت ملاتا مقتدیون نے کہا آپ ہمیشہ قل ہو اللہ احد کیون پڑہتے ہین اسکی کیا ضرورت ہے امام نے کہا اگر تم میری امامت پر راضی ہو تو مین قل ہو اللہ ضرور پڑہونگا ورنہ تمہارا اختیار ہے کسی دوسرے شخص کو امام مقرر کرو مقتدیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اس بات کی شکایت کی آنحضرت نے فرمایا اے شخص تبلا کیا باعث ہے جو تو اس سورہ کو ہمیشہ پڑہتا ہے اور اسکے ترک سے تجھے کون مانع ہے اُس نے عرض کیا مجھے اس سورت سے محبت ہے آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت تجھے جنت مین داخل کریگی اور صحیحین مین ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ ہر ایک وضو کے بعد دوگانہ پڑہتے جب آنحضرت کو اطلاع ہوئی تو آپ نے کچھہ اعتراض اور انکار نہ کیا اور ابوداود مین ہے کہ اذان فجر سے پہلے ہمیشہ بلال رضی اللہ عنہ یہہ دعا پڑہتے اللھم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموا دینک اے اللہ مین تیری حمد کرتا ہون اور تجھہ سے مدد چاہتا ہون قریش پر اس بات کی جو وہ قایم کرین دین تیرا امور ثلثہ کی مداومت تو کیا انکا ایک دفعہ کا وقوع بہی آنحضرت سے ثابت نہین اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا چاشت کی نماز ہمیشہ پڑہتین اور فرماتین اگر میری ما اور باپ دونون زندہ ہوجادین تو اِس نماز کو نہ چہوڑون (یعنے نماز چہوڑ کر انکی زیارت کو نجاون)

چاشت کی نماز باتفاق علماء آنحضرت سے ثابت نہین ہوتی مختلف فیہ ہے مداومت
کا تو ذکر کیا ہے اور بعض اوقات کی فضیلت شارع سے ثابت ہے اگر کوئی
شخص واسطے ذکر اور حمد اور تسبیح کے اُن وقتون کو مقرر کرے تو بیشک افضل
ہوگا اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب
پس پاکی بیان کر ساتھہ حمد رب اپنے کے پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے
چھپنے کے ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود اور رات کو پس تسبیح کر اُسکی اور بعد
نمازون کے اِس قسم کی بہت آئیتین اور حدیثین ہین اگر کوئی شخص ان وقتون
کو افضل اوقات سمجھہ کر کوئی ورد یا ذکر پڑھیگا تو کہو اُس نے کونسی بُرائی کری
شارع کی طرف سے مطلق ذکر الہی کی ہدائت ہے اور یہہ شخص بھی ذکر کرتا ہے۔

مغالطہ ۱۰۶ اور ایک اصحاب کا بیٹا وضو مین دعا پڑہ رہا تہا اللہم انی
اسالک قصرا ابیض فی یمین الجنۃ اصحاب نے کہا اے بیٹی زیادتی مت کر
کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے پیچھے ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ ادعیات مین
زیادتیان کرینگے ہمکو رسول اللہ صلعم اتنی دعا سکہاتے تہے اللہم انی اسالک
الجنۃ اِس سے معلوم ہوا کہ سب ادعیات واذکار توفیقی ہین **ھدایہ**
مُلا صاحب نے اس حدیث مین اسقدر الفاظ بڑہا دیئے ہین کہ جس سے افترا
کی حد تک پہنچگیا ہے حدیث کے الفاظ یہ ہین۔ ان عبد اللہ بن مغفل سمع
ابنہ یقول اللہم انی اسالک القصر الابیض عن یمین الجنۃ اذا دخلتہا
فقال ای بنی سل اللہ الجنۃ وتعوذ بہ من النار فانی سمعت رسول اللہ
صلعم یقول سیکون فی ھذہ الامۃ قوم یعتدون فی الطھور والدعا
عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو یہہ کہتے ہوئے سُنا اے اللہ تحقیق
مین مانگتا ہون تجھہ سے سفید محل جو جنت کے بائین طرف ہو پس عبد اللہ نے

کہا اے لڑکے میرے مانگ الله سے بہشت اور اُسکی پناہ لے دوزخ سے پس
تحقیق مین نے سُنا ہے رسول خدا صلعم سے فرماتے تھے قریب ہے ہوگی بیچ اِس
امت کے ایک قوم جو زیادتی کرینگے وضو اور دعا مین یہہ دو جملہ مُلا صاحب نے
گھڑ کے بڑھا دیئے ہین (وضو مین دعا پڑھ رہا تہا) اور (ہمکو رسول الله نے اتنی دُعا
سکھلائی ہے اللہم انی اسالک الجنة) اگرچہ احتمال ہے کہ مُلا صاحب نے دانستہ یہہ
[illegible] بڑھائے ہون بلکہ بیماری اور بڑہاپے کے باعث کچھہ کمی بیشی ہوگئی ہو مگر
بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عمداً واسطے اثبات مدعا کے ازکہ ماثور پر زیادتی
[illegible] اس امر ناجائز کا ارتکاب کیا ہے انا الله وانا الیه راجعون در اصل
حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ دعا مین غلو اور افراط نہ کرو یعنے اپنے منصب سے بڑہکر
سوال نہ کرو قصرا بیض عن یمین الجنة انبیا کا مقام ہے مُلا نے اتنا جملہ (ہمکو
رسول الله نے اتنی دعا سکھائی ہے اللهم انی اسالك الجنة) بڑہا کر تحریف
کا حق ادا کر دیا اور مطلب کو بالکل بدل دیا اب ماحصل کیا ٹھہرا کہ دعاے ماثور
مین اور الفاظ نہ ملاؤ اب ہم پوچھتے ہین کہ دعا کی کمی بیشی سے تو آپ منع کرتے
ہین اور روایت مین خیانت کرنے سے اور تحریف مضامین اور پیغمبر پر بہتان
باندہنے سے کیون نہین ڈرتے آپ نے یہہ وعید نہین سُنا من کذب علی
متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار صحابہ کرام دعائے ماثورہ مین الفاظ بڑہا کر پڑہا
کرتے اور حضرت کچھہ انکار نہ فرماتے تھے صحیحین مین عبد الله بن عمر رضی الله عنہ
سے روایت ہے کہ رسول الله صلعم اس طرح لبیک پکارتے تھے لبیک اللهم
لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملك لاشریک لک اور
خود جناب عبد الله اِس مسنون تلبیہ پر یہہ الفاظ زیادہ کرتے لبیک لبیک و
سعدیک والخیر بیدیک والرغباء الیک اور ابو داؤد مین ہے کہ لوگ آنحضرت

کی تلبیہ پر لفظ ذا المعارج وامثال ذلک زیادہ کرتے اور آپ سُنتے اور کچھ نہ فرماتے ۔
صحابی کی جگہہ اصحاب کہنا اور دعا کی جمع جو دعوات اور ادعیہ ہین ادعیات بنانا مصنف
کی لیاقت کی دلیل ہے **مغالطہ** فقہا بھی والدرجۃ الرفیعہ سے جو دعا اذان
مین داخل ہے منع کرتے ہین جیسا کہ ردالمحتار مین ہے اور انت السلام ومنک السلام
مین جو زیادہ بڑہائی گئی ہے علماء نے اُس سے منع کیا ہے چنانچہ ملا علی قاری نے
رسالہ مصنوع فی احادیث الموضوع مین لکھا ہے **ہدایہ** ملا صاحب نے
فقہا کی عبارتون کو نقل نہین کیا ہم بغیر دیکھے آپکی روائیت اور درایت کا اعتبار
نہین کرسکتے غالباً فقہا نے اِس طرح لکھا ہوگا جو یہہ الفاظ ماثور نہین ہین آپنے اُسکا ترجمہ کیا ان
الفاظ سے منع کیتے ہین اور بالفرض اگر کسی عالم نے ایسا کہا ہو تو کیا ہم اسکی مقلد ہوکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کا طریق چھوڑ دینگے مین کہتا ہون جو کوئی اہل علم سنت صحابہ چھوڑ کر ایسی بیجا تقلید نہ کریگا صاحب ردالمحتار
نے والدرجۃ الرفیعۃ پڑہنے سے منع نہین کیا بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے صرف یہہ بات
نقل کی ہے کہ یہ الفاظ بے اصل ہین چنانچہ اُنکی عبارت یہہ ہے قال ابن
حجر وزیادۃ والدرجۃ الرفیعۃ وختمہ بیا ارحم الراحمین لا اصل لھما ۔ کہا
ابن حجر نے زیادتی (والدرجۃ الرفیعۃ) کے اور بس دعا کو ختم کرنا ساتھ (یا ارحم الراحمین)
کے انکا کچھہ اصل نہین ۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ شیخ جزری سے نقل کرتے ہین
واما ما یزاد بعد قولہ اللھم انت السلام من نحو والیک یرجع السلام
حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام فلا اصل لہ بل مختلق بعض القصاص
اور جو کچھہ بڑہا دیتے ہین اللھم انت السلام کے پیچھے مثلاً کہتے ہین (والیک یرجع السلام
حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام) اِسکا کچھہ اصل نہین یہہ بعض قصہ خوانون کا ایجاد
ہے ۔ اِن عالمون نے تو الفاظ ماثورہ اور غیر ماثورہ کو علحدہ کرکے تبلا یا ہے اِنکے پڑہنے
سے منع نہین کیا ۔ اور ملا صاحب نے عدم ثبوت اور حرمت کو ایک ٹہراکر ممانعت کا فتوی

۱۰۸

جاری کر دیا - طرفہ تو یہہ ہے کہ سلام کا ترجمہ اسلام کے ساتھہ کیا **مغالطہ** ۱۰۸ اگر ادعیات اور اوراد توفیقی نہ ہوتے تو صحابہ کو صلوۃ کی کیفیت دریافت کرنے کی کیا ضرور تہی **ہدایہ** اگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلعم سے نماز کا طریقہ سیکہا تو اس سے یہ نہین پایا جاتا کہ سب اذکار آنحضرت کی تعلیم پر موقوف ہین۔ البتہ یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ذکر ماثور غیر ماثور سے افضل ہے - اسی واسطے تشہد مین علما کا اختلاف ہے اور جن کلمات کو جس نے ماثور جانا اُنہین کے پڑہنے کا فتوی دیا اور افضل سمجہا - تمام علما اور محدثین بلکہ تمام امت محمدی کا قاعدہ ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک زبان پر لاتے ہین تو یہہ درود صلی اللہ علیہ وسلم پڑہتے ہین اور اپنی کتابون مین جا بجا لکہتے ہین اور ملا صاحب نے بہی اپنے اس رسالہ مین جہان آنحضرت کا ذکر آیا ہے وہین یہہ درود لکہا ہے بلکہ اس رسالہ کے اخیر مین جہان ہنڈوی کا مسئلہ لکہا ہے لکہتے ہین وصلی اللہ علی رسولہ وآلہ واصحابہ اجمعین حالانکہ یہہ الفاظ آنحضرت سے منقول نہین پس آپ بہی اہل بدعت ٹہرے اور تمام بزرگان امت کو بہی معاذ اللہ بدعتی ٹہرایا - درود اور دُعا جسمین کلمہ شرک نہ ہو اگرچہ غیر ماثور ہو اُسکا پڑہنا بے شُبہ جائز ہے -

۱۰۹

مغالطہ ۱۰۹ التشہد جو صحابہ کرام اپنے طور سے پڑہتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ایک التحیات اُن کے واسطے خاص فرمایا **ہدایہ** اُس تشہد مین ناجائز الفاظ اور غیر جامع دعائین پڑہتے تہے مثلاً کہتے تہے السلام علی اللہ آنحضرت نے فرمایا اللہ خود سلام ہے اُسپر سلامتی بہیجنے کے کیا معنے - اور کہتے السلام علی جبرائیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان و فلان آپ نے بجاے اُسکے کلام جامع تلقین فرمائی السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اسمین تمام بندگان خدا اہل السموات والارض سب آ گئے غرض پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے تشہد

مین قباحت اور نقصان دیکھ کر اصلاح فرمائی یہ نہین کہ سوا اُن ادعیہ ماثورہ کے
اور دعاؤن سے منع فرما دیا - اور اماموں کا اختلاف بھی بعض الفاظ کی فضیلت
مین ہے اور جائز و ناجائز ہونے کی بات نہین - چنانچہ شیخ ابن تیمیہ اور شاہ
ولی اللہ نے اس بات کو بصراحت بیان کیا ہے - **مغالطہ** ۱۱۰ - ابن ماجہ
مین حدیث ہے جسکے راوی سب صحیح ہین - **ھدایہ** - حدیث کا یہ منصب نہین
کہ روایات پر ضعف اور صحت کا حکم لگاوے ملا صاحب کو لازم تھا کہ کسی معتبر کسی
محدث سے نقل کرین - بلکہ یہ روایت مجروح ہے [illegible] اعمش ہے
جو مدلس ہے اور عن کہکر روایت کرتا ہے اور محدثین [illegible] مدلس جو
عن کہکر روایت کرے اُسکی روایت صحیح نہین سمجھی جاتی - [illegible] سوا راوی ہین
اُنکا رتبہ پہچاننا ہمارا کام نہین ائمہ حدیث اُنکی شناخت کرسکتے ہین - ہمارے ملّا
صاحب شاید راویون کی مزاج پرسی کو گئے تھے آکر خبر دیتے ہین (بفضلہ تعالے
سب راوی صحیح وسلامت تندرست ہین -) محدثین کی اصطلاح مین تو صحت اور ضعف
روایت کی صفت ہے راویون کی صفت نہین **مغالطہ** ۱۱۱ - اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اذکار نماز کے توفیقی ہین **ھدایہ** ہم اس حدیث کو بالفاظہ
نقل کرتے ہین تاکہ طالبانِ حق بنظر انصاف دیکھین جو اس حدیث سے یہ معلوم
ہوتا ہے جواذکار آنحضرت کی تعلیم پر موقوف ہین یا کہ اسکا خلاف ثابت ہوتا ہے
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم
لرجل ما تقول فی صلوتک قال اتشھد ثم اسال اللہ جنۃ واعوذ بہ من النار
اما واللہ ما احسن دندنتک ولا دندنۃ معاذ فقال حولھما ندندن روایت
ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے ہین رسول خدا صلعم نے ایک شخص کو فرمایا تو اپنی
نماز مین کیا کہا کرتا ہے اُس نے کہا مین تشہد پڑہتا ہون پھر (التحیات کے بعد)

سوال کرتا ہون اللہ سے جنت کا اور اُسکی پناہ چاہتا ہون دوزخ سے اور قسم
ہے پروردگار کی آپ کی غنغناہٹ (جو آپ ہلکی آواز سے چُپکے چُپکے پڑہتے ہین)
اور معاذ کی غنغناہٹ اچھی طرح ہمیں سمجھہ مین نہین آتی آپ نے فرمایا ان دو کلمات (سوال جنت
اور پناہ از دوزخ) کے گرد مین ہم غنغناہٹ کیا کرتے ہین اِس حدیث سے
صاف ثابت ہے جو کوئی دعا نماز مین پڑہی جائے یا خارج از نماز تعلیم نبوی پر
موقوف نہین آنحضرت کی جناب مین اُس نے شکایت بھی کی جو مین آپکی دُعا
نہین سمجھتا تاہم آپ نے اُسکو کچھہ نہین سکھلایا اور یہہ بھی نہین فرمایا کہ تو نے
دل سے دعا بناکر پڑہنے کے سبب بدعتی ہوگیا ہے اگر دعا اور ذکر توفیقی ہوتے
تو آپ اُسکے یہہ کلمات سُنکر (ثم اسئل اللہ الجنۃ واعوذ بہ من النار) ضرور
فرماتے کہ اِس طرح جنت کا سوال کر اور ان الفاظ کے ساتھہ جہنم سے خدا کی پناہ
مانگ حق ظاہر ہے مگر جنکو بصیرت نہ ہو وہ نہین دیکھہ سکتے **مغالطہ ۱۱۲**

۱۱۳ اور اُنکی آواز اپنے کانون تک بھی نہین پہنچتا اُنکی نماز جائز نہین کما حققہ الفقہا
ہدایہ آپ نماز کے ناجائز ہونے کی کیا اچھی دلیل لائے ہین وعدہ تو
کیا تھا کہ ہم آیت اور حدیث سے سند لاوینگے جب آیت و حدیث سے کوئی سند
نہ ملی تو فقہا کے مقلد بنگئے عدۃ المؤمن کاخذ الکف مگر خدا جانے ملّا صاحب
کیسے مؤمن ہین جنکو ایفا وعدہ کا کچھہ خیال نہین یہ ہین کتاب اور سنت کہین
ثابت کرو کہ جسکا آواز کانون تک نہ پہنچی اُسکی نماز جائز نہین **مغالطہ ۱۱۳**

۱۱۴ یہہ دلایل صحیحہ شرعیہ کرکے توفیقی ہونے پر اور ذکر معمولہ صوفیہ کی بدعت ہونے پر
لکھہ چکا ہون **ہدایہ** آپ نے ایک حدیث بھی مفید مدعا نہین لکھی اور
جو کچھہ بزعم خود لکھا ہے وہ بالکل نسج عنکبوت (مکڑی کا جالا) ہے چنانچہ ہم
ہر ایک بات کا جواب جس سے ملّا صاحب کی غلط فہمی ظاہر ہوتی ہے بتفصیل

لکھ چکے ہین **مغالطہ ۱۱۴** جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے وصیت نامہ
مین بیعت سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ درین زمان دست بدست کسے نباید داد
اور قول جمیل مین سنت لکھا ہے اور مولوی اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان
اور ایضاح الحق مین کس کس خوبی سے رد بدعت و شرک کیا ہے اور پھر صراط مستقیم
اور رسالہ امامت مین اُسکی مناقض اور خلاف لکھا ہے **ھدایہ** شاہ صاحب
کی کلام مین کچھہ تناقض نہین جو انہون نے لکھا ہے سب حق ہے قول الجمیل
مین لکھتے ہین کہ بیعت سنت ہے اور وصیت نامہ مین فرماتے ہین (دست درست
شائخ این زمان نباید داد) اسکا مطلب یہہ ہے کہ سوچ سمجھہ کر بیعت کرنی چاہئیے
اسوقت کے پیر اکثر مکار اور بدعتی ہین اگر کوئی متبع سنت اور اہل حق پیشوا ملجائے
تو سبحان اللہ نعمت عظمی ہے غنیمت سمجھے اور بیعت کرے کہو اسمین کیا تناقض
ہے تعصب کا اندھیرا آپکے راستہ مین چھا گیا ہے نشیب و فراز کچھہ نہین سوجھتا ناحق
بزرگون پر اعتراض کرتے ہو اور جو مولوی اسماعیل صاحب کی تحریر کو آپ متناقض
بتلاتے ہین غالبًا وہ بھی آپکی کج فہمی کا نتیجہ ہوگا اگر آپ عبارت نقل کر دیتے تو
البتہ ناظرین کو حال معلوم ہو جاتا **مغالطہ ۱۱۵** اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
وصیت نامہ مین لکھتے ہین وکلام شارع ہرگز برین معنے محمول نیست نہ صریحًا نہ اشارۃً
آرے قومی این مطالب راز کلام شارع فہمیدہ اند مثل آنکہ کسی قصہ لیلی و مجنون
شنود و ہر سخنی را بر سرگزشت خود حمل کند و آنرا در عرف ایشان اعتبار گویند۔
ھدیہ شاہ صاحب کی غرض یہہ ہے کہ صوفیون کے اعتبارات اور اشارات
جو وہ آیات اور حدیثون سے نکالتے ہین وہ اصل فن تفسیر نہین ہین بلکہ وہ ایک
جدا گانہ فن ہے جسکا نام اعتبار ہے۔ پھر فرماتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی فن اعتبار کو معتبر قرار دیا ہے اور خود اس روش کو اختیار

فرمایا ہے چنانچہ فوزالکبیر مین لکھتے ہین واما اشارات الصوفیۃ واعتبارا تھم فلیست فی الحقیقۃ من فن التفسیر الی ان قال وھھنا فائدۃ مھمۃ ینبغی الاطلاع علیھا وھی ان حضرۃ صلعم جعل فن الاعتبار معتبرا وسالک ذلک الطریق لتکون سنۃ لعلماء الامۃ ویکون ذلک فتحا لباب ما وھب لھم من العلوم اسیر صوفیون کے اشارے اور اُنکے اعتبارات در اصل فن تفسیر سے نہین ہین آخر لکھتے ہین کہ اس مقام مین ایک ضروری فائدہ ہے جسکی آگاہی مناسب ہے وہ یہہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فن اعتبار کو معتبر ٹھہرایا ہے اور خود اس روش کو اختیار فرمایا ہے تاکہ علمائے اُمت کے لئے سنت ہو جاوے - اور جو علم اُنکو عطا ہوئے ہین اُن علمون کا دروازہ کھل جائے - ملا صاحب کو اظہار حق منظور نہین تلبیس عوام کے لئے طرح طرحکے فریب کرتے صریح اور مفصل بات کو چھوڑ کر ایک مجمل قول لکھتے ہین تاکہ لوگ سمجھین کہ شاہ صاحب جیسے عالم بھی آپکے ساتھہ ہین - بالفرض والتقدیر اگر فرضا اور شاہ صاحب اور مولوی محمد اسمعیل صاحب طائفہ عالیہ کے منکر ہو جائین تو کیا انکا قول ہمپر حجت ہوگا اور کیا اقوال علما آپکے نزدیک نصوص شرعی ہین - چہ جاکہ یہ بزرگوار خود اس طائفہ مین داخل ہین - **مغالطہ ۱۱۶** راقم کہتا ہے کہ مولوی محمد اسمعیل نے بہی یہی لکھا ہے کہ اشغال صوفیہ امور شرعیہ نہین یہ آلہ احسان کے ہین مین کہتا ہون کہ آلہ دو قسم کا ہوتا ہے یا مروی شارع سے یا غیر مروی مروی جیسا کہ وضو واسطے نماز کے اور ہر قسم کے ہتھیار واسطے جنگ کے **ھدایہ** مولوی اسمعیل صاحب فرماتے ہین کہ صوفیون کے اشغال کو امور اصلی اور مقصود بالذات نہ سمجھنا چاہئے بلکہ یہہ اخلاص اور احسان کا آلہ اور وسیلہ ہین اور وسیلہ کا وہی حکم ہوتا ہے جو اصل شئے کا حکم ہو - ملا صاحب نے مختصر عبارت نقل کرکے اصل مطلب کو

۱۱۶

چھپایا ہے خدا اُنکو ہدائیت کرے - آپ لکھتے ہین وضو نماز کا آلہ ہے - چہ خوش خوب
سمجھے ایسی عقل تہی جو بعیت کے منکر ہوئے وضو شرط نماز ہے نماز کا آلہ نہین شرط
شئے اُس چیز کو کہتے ہین جسکے سوا دوسری چیز پائی نہ جاوے جیسے وضو واسطے نماز کے
جب تک وضو نہ کیا جائیگا تب تک نماز نہ ہوگی اور آلہ کہتے ہین اوزار کو جیسے درخت کا
اوزار سوئی اور کوٹھے پر چڑہنے کا اوزار سیڑہی - نماز کا آلہ تو خود نماز ہی ہے اور وضو
اُسکے لئے شرط اور خوبی دیکھئے آپ فرماتے ہین آلہ مروی (جسکی سند پیغمبر خدا سے
ہو) کی مثال جیسے ہر قسم کی لڑائی کے ہتیار شائید بندوق اور توپ بھی آپکے نزدیک
خیر القرون مین بنی ہوگی اور یہہ بات بالکل خلاف ہے **مغالطہ ۱۱۷**
اور یہہ اذکار و اشغال تو آلہ ہی نہین بن سکتے کیونکہ آلہ غیر ذی آلہ کا ہوتا ہے -
ھدایہ ذکر جو آلہ احسان ہے وہی آلہ کا عین کس طرح ہوگیا - ذکر الہی سے
تو اخلاص اور انابت پیدا ہوتی ہے اور اسی اخلاص کا نام احسان ہے آپ کس
عقل سے کہتے ہین (اشغال تو آلہ ہی نہین بن سکتے کیونکہ آلہ غیر ذی آلہ کا ہوتاہے)
کیا آپکے نزدیک ذکر اور رتبہ احسان کا ایک ہی چیز ہین - خدا کے لئے آپ
ایسی باتین نہ کیا کرین لوگ سنینگے تو آپکو جنون کی طرف نسبت کرینگے - **مغالطہ**
۱۱۸ - اور جو خوارق و احوال ایسے لوگون سے ظاہر ہوتے ہین کہ جو سنت کے
خلاف سے ثمرہ حاصل ہوتا ہے وہ سب شیطانی ہے پس یہہ خوارق شیطانی
ہین جیسا کہ تطہیر الاعتقاد مین ہے اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین
اور ابن تیمیہ فرقان مین کہتا ہے **ھدایہ** بیشک جو لوگ اسماء الہی کو
تغیر دیکر پڑہتے ہین یا مشائخ کے نام کا وظیفہ کرتے ہین یہہ لوگ مشرک ہین اور
اُنکے احوال اور خوارق سب شیطانی ہین تطہیر الاعتقاد اور شرح فقہ اکبر اور
فرقان مین اُن صوفیون کا ذکر ہے جو اقسام شرک مین مُبتلا ہین اور جنکا عقیدہ

ہے حلول - اتحاد - اتصال - انفصال اور ذات باری تعالی کو وجود مطلق سمجھتے ہین
ایسے گندے اعتقاد والون کے حق مین اُنہون نے یہہ فتوی لگائے ہین مصنف
نے کمال بے انصافی کی عوام الناس کو دہوکا دیا فقط اتنا لکھہ دیا کہ یہہ لوگ بُرے
ہین اُسکو چاہئے تہا مفصلًا لکہتا کہ جو اہل شرع اور اہل حق ہین وہ ملکی صفات رکہتے
ہین اور اُنکی خوارق کرامات ہین اور جو مشرک اور گمراہ ہین اِنکے حالات اور خوارق
شیطانی ہین ملا علی قاری نے لبدر وملحدین کے اہل حق صوفیون کا ذکر کیا ہے اور
اُنکی بڑی تعریف لکہی ہے چنانچہ فرماتے ہین وهذه طريقة السابقين الاولين
وهي طريقة التابعين ومن بعدهم من الايمة المجتهدين واكابر المفسرين و
اعاظم المحدثين وعمدة الصوفية المتقدمين كداؤد الطائي والمحاسبي والسري
السقطي والمعروف الكرخي وجنيد البغدادي والمتاخرين كابي النجيب السهر
وردي وعبد القادر الجيلاني وصاحب العوارف وابي القاسم القشيري
الى ان خلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات ترجمہ
یہہ طریقہ ہے آگے بڑہنے والے اول درجہ کے لوگون کا اور طریقہ ہے تابعین اور
ایمہ مجتہدین اور اکابر مفسرین اور محدثین اور اگلے زمانہ کے برگزیدہ صوفیون کا
جیسے داؤد طائی اور محاسبی اور سری سقطی اور معروف کرخی اور جنید بغدادی رحمہم اللہ
اور پچہلے زمانہ کے اہل تصوف کا مانند ابونجیب سہروردی اور عبد القادر جیلانی و صاحب
عوارف اور ابو القاسم قشیری کی یہانتک نوبت پُہنچی کہ اُنکے پیچہے رہے ناخلف
جنہون نے نماز کو ضایع کیا اور شہوتون کے پیچہے لگے اور محمد بن اسمٰعیل نے بہی اُنہین
کو بُرا کہا ہے جنکو تصوف کا دعوے ہے اور ذکر الہی اور عبادات چھوڑ کر لذات
نفسانی کے درپے ہورہے ہین چنانچہ لکہتے ہین او تزعم ان هذه كرامات
لهولاء المجاذيب الضلال المشركين الذين لا يسجدون لله سجدة ولا

يذكرون الله وحده ان زعمت هذا فقد اثبت الكرامات للمشركين وهدمت بذلك قواعد الدين واذا عرفت بطلان الامرين علمت ان هذه احوال شيطانية الى آخر ما نقله المصنف کیا تو گمان کرتا ہے تحقیق یہہ شعبدہ ان مجذوبون گمراہون مشرکون کی کرامتین ہین جو لوگ اللہ کو کبھی سجدہ نہین کرتے اور الہ واحد کا کبھی ذکر نہین کرتے اگر تو ایسا اعتقاد رکھتا ہے پس گویا تو نے مشرکون کے لئے کرامات کا درجہ ثابت کیا اور ایسے اعتقاد سے دین کے قواعد کو برباد کردیا اور جبوقت تو نے پہچان لیا باطل ہونا دونون امرون کا تو نے جان لیا اس بات کو تحقیق یہہ حالات شیطانی ہین۔ اور شیخ ابن تیمیہ فرقان مین لکھتے ہین فان ابن عربی وامثاله وان ادعوا انهم من الصوفية فهم من الصوفية الملاحدة الفلاسفة ليسوا من صوفية اهل الكلام فضلا عن ان يكونوا من مشائخ اهل الكتاب والسنة كالفضيل بن عياض وابراهيم بن الادهم وابى سليمان الدارانى ومعروف الكرخى والجنيد ابن محمد وسهل بن عبد الله التسترى وامثاله تحقیق ابن عربی اور اسکی امثال اگرچہ دعوی کرین کہ وہ لوگ صوفی ہین پس وہ ہین ملحد فلسفی صوفی نہین ہین اہل کلام صوفیون مین سے چہ جائے کہ وہ ہووین ان مشائخ مین سے جو صاحب کتاب اور سنت ہین جیسے فضیل بیٹے عیاض کے اور ابراہیم ادہم اور ابو سلیمان دارانی اور معروف کرخی اور جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ تستری اور امثال انکے اور پہر اس کے قریب فرماتے ہین فان الجنيد كان من ايمة الهدى بیشک جنید تہے پیشوایان ہدایت مین سے ملا صاحب نے ان عبارتون کو (جن مین طریقہ تصوف کا اقرار ہے اور صوفیہ کی خوبیون کا نام بنام ذکر ہے) حذف کردیا اور خلق خدا کے بہکانے کو ناقص عبارتین جن مین ملحدون کا ذکر ہے نقل کردین۔ یہ انکار سنت کا وبال ہے جو تم خیانت اور تحریف کرنے لگے یاد رہے کہ پروردگار دغابازون کو کامیاب نہین کرتا ان اللہ

لایھدی کید الخائنین ہم کہتے ہین کہ جب بیعت کا سنت ہونا صحیح سندون سے
ثابت ہے پس بالفرض اگر ابن تیمیہ اور ملا علی قاری صوفیون کے منکر ہو جائین تو
اُنکے کہنے سے سنت منسوخ ہو جائیگی اور آپ پر تو اُنکا قول حجت نہ ہو مگر لوگون کے
حق مین حجت ہو جائیگا **مغالطہ ۱۱۹** جیسا کہ تطہیر الاعتقاد مین ہے فان قلت

غ ۱۱۹

قد تیتفق من ھولاء الذین یلوکون الجلالۃ ویضیفون الیہ اھل الخلاعۃ
والبطالۃ خوارق پس اگر تو کہے کبھی اتّفاق ہوتا ہے ان لوگون سے جو بولتے
ہین اسم اللہ کو اور نسبت کرتے ہین طرف اُنکی صاحب فریب اور بطال کرامتون کو
ھدایہ واہ کیا ہی ترجمہ کیا ہے۔ تیتفق فعل اسکا فاعل ندارد۔ ویضیفون
جو کہ مع معطوف علیہ اپنی کے صلہ ہے موصول کا موصول صلہ ملکر اور مجرور ہو کر جار کا تیتفق
سے متعلّق تھا جدا جملہ بنا دیا خوارق (جو در اصل تیتفق کا فاعل ہے) یضیفون کا
مفعول ٹھہرا دیا اہل الخلاعۃ والبطالۃ جو یضیفون کا مفعول تھا فاعل اُسکا بنا دیا۔ اور
یلوکون جسکے معنے ہین چبانا آپ اُسکا ترجمہ کرتے ہین بولنا۔ اور یضیفون جس کے
معنے اس جگہہ مین ملانا ہے آپ اُسکا ترجمہ نسبت کرنا بتلاتے ہین کہین فعل کو بےفاعل
کر دیا اور کہین فاعل کو مفعول اور مفعول کو فاعل بنایا ترکیب اور معنے اور ترجمہ الفاظ
سبکا ناس کر دیا اور سب سے عجیبہ یہہ ہے کہ عباد (جو بمعنے بندون کے ہے) کا
ترجمہ افواج سے کیا۔ صحیح ترجمہ یہہ ہے اگر تو کہے کبھی اتفاقاً وقوع مین آتے ہین ان
لوگون سے جو چبا کر (بگاڑ کر) پڑھتے ہین) اسماء الٰہی کو اور ملاتے ہین ساتھہ اُسکے (اسماء
بیدینون اور گمراہون کے امور خوارق عادت (جو کرامات سے مشابہ ہوتے ہین)
مجھے اسوقت یہہ مثال یاد آئی اونٹ کی کونسی کل سیدھی ملا صاحب کے مسائل
اجتہادی اور عبارتون کے ترجمے اور انشا اور املا بجائے خود سب عجیب ہین۔

غ ۱۲۰

مغالطہ ۱۲۰ اُسی مقام مین لکھا ہے کہ ذکر اللہ کا (جو مروج طریقہ

نقشبندی ہے) ذکر نہین ہے جو اس ذکر سے حاصل ہوتا ہے سب شیطانی ہے

ھدایہ ملا صاحب تطہیر الاعتقاد کے حوالہ سے بیان کرتے ہین کہ طریقہ نقشبندی کے ذکر اور شغل اور اُنکے حالات سب شیطانی ہین یہہ رسالہ دو دفعہ چھپ چکا ہے غالباً اکثر لوگون کے پاس موجود ہوگا لوگ دیکھین اور ملا صاحب کی راست گوئی کا اندازہ کرین صاحب تطہیر الاعتقاد فرماتے ہین فالعلت قد تیفق من ھولاء الذین یلوکون الجلالۃ ولیضیفون الیھا اھل الخلاعۃ والبطالۃ خوارق لطعن انفسھم وحملھم لمثل الخنش والحیۃ واکلھم النار قلت ھذہ احوال شیطانیۃ وانک لملبوس علیک ان ظننتھا کرامات للاموات لما ھتف ھذ الضال۔ باسماء ھم جعلھم انداداو شرکاالی ان قال اوتزعم ان ھذہ کرامات لھؤلاء المجاذیب الضلال المشرکین التابعین لکل باطل المنغمسین بین بحار الرذائل الذین لایسجدون للہ سجدۃ ولا یذکرون اللہ وحدہ پس اگر تو کہے کبھی اتفاقاً وقوع مین آتے ہین ان لوگون سے جو چبا کر پڑہتے ہین اسماء الٰہی کو اور ملاتے ہین اُنکے ساتھ بیدینون اور گمراہون کے نامون کو کام خرق عادت جیسا کہ اپنے جسم مین نیزہ مارنا اور حشرات الارض اور سانپ کو اُٹھالینا اور آگ کو کھا جانا مین جواب مین کہونگا یہہ حالات شیطانی ہین اور اگر تو انکو مردون کی کرامات سمجھے تو (امر دین) تجھپر پوشیدہ ہے جب کہ یہہ گمراہ اُنکے نام لیکر پکارتا ہے اُنکو خدا کا مثل اور شریک ٹھراتا ہے۔ آگے چلکر فرماتے ہین کیا تو گمان کرتا ہے کہ یہہ افعال کرامتین ہین ان مجذوب لوگون کے جو گمراہ شرک کرنیوالے ہر باطل کام کے پیروی کرنیوالے بدعادتون کے دریاؤن مین غوطہ کہانے والے ہین۔ ایسے لوگ جو اللہ کو ایک سجدہ نہین کرتے اور اُس اکیلے کا نام نہین لیتے ناظرین غور کرین جو اِس عبارت اور مضمون کا (جو ذکر نقشبندی سے پیدا ہوتا ہے وہ سب شیطانی ہے)

کہین پتہ نہین - ملا صاحب نے ایک مشہور رسالہ پر افترا کر کے اپنے آپکو اس
مثل کا مصداق بنایا ہے - دروغ گویم بر روے تو - اور واضح ہو کہ مصنف رسالہ
تطہیر الاعتقاد نے اس مقام مین ایک بڑی بھاری غلطی کھائی ہے وہ لکھتے ہین کہ بغیر
طلب اور دعا کے صرف اللہ اللہ کرنا داخل ذکر نہین ہم کہتے ہین یہہ محض غلط ہے قرآن
اور حدیث سے اسکا خلاف ثابت ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے قل ادعوا اللہ او ادعو
الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی کہہ تو پکارو تم اللہ کو یا پکارو تم رحمن کو جسکو
تم پکارو (سو بہتر ہے) پس اُسی کے واسطے ہین اچھے نام اور فرمایا فاذکرونی اذکر
کم پس تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا ان آیتون مین ارشاد ہے کہ خدا کو یاد کرو
یا اللہ یا رحمٰن اور اللہ اللہ رحمن رحمن کہو غرض اسماء حسنی سے یاد کرو اور پکارو یاد الہی
کے سبب رحمت نازل ہوتی ہے اور یہہ مستقل عبادت ہے اور دعا و استغفار علیحدہ
چیز ہے حدیث شریف مین ہے کہ خدا کے ایک کم سو نام ہین جو شخص اُنکو یاد کریگا
داخل ہوگا جنت مین اور صحیح مسلم مین ہے لا تقوم الساعۃ علی احد یقول اللہ
اللہ اُن لوگون پر قیامت نہ آئیگی جو اللہ کہتے ہین اگر محض خدا کا نام لینا اور اُسکو یاد
کرنا ذکر نہ ہوتا تو اسپر جنت کا وعدہ کیون ملتا اور قیامت جو عذاب الہی ہے اُن پر
سے کیون ٹلائی جاتی و صاحب التطہیر محبوب والحق احب الینا منہ **مغالطہ**
۱۴۱ - اور دوسری جگہہ رسالہ مین لکھتے ہین کہ جو شخص یہہ اعتقاد کرے کہ اولیاء
اللہ کے طریق ہین سواے طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (جیسے کہ نقشبندیہ
وغیرہ کہتے ہین) وہ کافر ہے اور اولیاء شیطان سے ہے **ھدایہ** بیشک
ایسے اعتقاد والا شخص گمراہ ہے مگر صوفیہ کرام کا یہہ عقیدہ ہرگز نہین اُن کے
محققین کی تصانیف کو دیکھو کہ کسقدر اتباع سنت مین تاکید فرماتے ہین اور مخالفین
طریقہ نبویہ کو گمراہ تبلاتے ہین - میرزا مظہر صاحب اور مجدد صاحب اور شاہ ولی اللہ

۱۴۱

صاحب اور مولینا محمد اسماعیل صاحب اسی زمرہ کے ہین ان بزرگون نے طریقۂ
خلاف سنت کو کیبار رد کیا ہے اور ملا صاحب نے خود انکی عبارتون کو بطور سند ذکر
کیا ہے بالفرض اگر ایسا کلمہ کسی جاہل یا ملحد نے مونہ سے نکالا ہو تو کیا ایک شخص
کے گناہ کے بدلے ہم سب کو برا کہینگے اور تمام قوم پر مواخذہ کرینگے یہہ انصاف سے
بعید ہے **مغالطہ ۱۲۲** - اور جگہہ فرماتے ہین اور کرامات مین استعانت ۱۲۲
لیجاتے ہین ذکر اللہ اور قراءت قرآن سے اور صلوۃ اور دعا سے اور یہہ لوگ استعانت
پکڑتے ہین سماع اور تالیان بجانے سے **ھدایہ** رسالہ فرقان کی عبارت
جسکا ملا صاحب نے حوالہ دیا ہے ہم یہان لفظ بلفظ نقل کر کے ملا صاحب کی لیاقت
اور دیانت کا ایک نیا نمونہ دکھلاتے ہین صاحب فرقان لکھتے ہین فاذا کانت لا
تحصل بالصلوۃ والذکر وقراءۃ القرآن والدعاء بل تحصل بما یحبہ الشیطان
کالاستغاثۃ بالمخلوقات او کانت مما یستعان بہا علی ظلم الخلق وفعل الفواحش
فہی من احوال الشیطانیۃ لا من الکرامات الرحمانیۃ پس جبکہ خوارق عادت
کسی شخص کو نماز اور ذکر اور تلاوت قرآن اور دعا سے حاصل نہ ہون بلکہ ایسی چیزون سے
حاصل ہون جنکو شیطان پسند کرتا ہے جیسے کہ مخلوقات کو پکارنا یا اُس قسم کی چیز ہو جس
کے ذریعہ سے خلق اللہ پر ظلم کیا جائے اور بیحیائی وقوع مین آئے پس یہہ خرق عادت
حالات شیطانی سے ہے کرامات رحمانی سے نہین ہم افسوس کرتے ہین کہ رد بعیت کے
لیئے ملا صاحب ہر خیر و شر کے ارتکاب کے واسطے تیار ہین کسی چیز سے پرہیز نہین نوبت
با ینجا رسید کہ تحریف اور افترا جو سنت الیہود ہے اختیار کی - شاید اس ہدایہ کے مطالعہ
سے کوئی وہم کرے کہ راقم کے نزدیک سماع اور تالیان بجانے سے استعانت حالات
اور کرامات پر جائز ہے لا واللہ ہرگز ہرگز یہہ بات نہین بلکہ فقط مصنف کی تحریف اور افترا
ظاہر کرنا مراد ہے - در اصل مجوز سماع اور راگ تو خود ہی مصنف ہے جیسا کہ صفحہ ۲۲ مین

۱۴۴

مغالطہ ۱۴۳ - اور اپنی جان اور مال اُسپر قربان کرے اور مال وجان سے اُسکا تقرب حاصل کرے اور اُس کی خفگی کو خدا کی خفگی خیال کرے الی قولہ اور کوسون سے اُسکی زیارت کو آوے الی ان قال یہہ محبت بیشک شرک جلی ہے حافظ ابن قیم پر حرمت راگ مین طعن کیا ہے

ھدایہ جان اور مال سے نیکون کی خدمت کرنی اور بہ نیت رضامندی الہی کے اُنکی رضا جوئی کرنی اور اُنکی ایذا رسانی کو باعث غضب الہی سمجھنا عین ایمان ہے حدیث قُدسی ہے من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحارب جس نے میرے دوست سے دشمنی کی پس تحقیق نکلا وہ میری لڑائی کو اور آن حضرت فرماتے تھے ان من امن الناس علی فی مالہ ولنفسہ ابابکر تحقیق لوگون مین سے مجھہ پر بہت احسان کرنیوالا اپنے مال اور جان سے ابوبکر ہے اور دارمی مین ہے کہ ابوبکر صدیق نے آن حضرت کی خدمت مین عرض کیا بل نفدیک بآبائنا وامھاتنا وانفسنا واموالنا ہم اپنا مال جان باپ دادے آپ پر قربان کرتے ہین اور ایکدفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کو ابوسفیان مع اصحابیون نے اُسکو دیکھہ کر کہا کیا خدا کی تلوارون نے نہین لیا دشمنان خدا کی گردنون کو ابوبکر صدیق نے یہہ بات سُنکر کہا تم قریش کے سردار کو ایسی سخت بات کہتے ہو پہر ابوبکر آن حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہہ سب قصہ سُنایا آنحضرت نے سُنکر فرمایا لعلک اغضبتھم لئن کنت اغضبتھم لقد اغضبت ربک شاید تو نے اُنکو غصہ دلایا ہے اگر تو نے اُنکو غصہ دلایا ہے تحقیق تو نے اپنے پروردگار کو غصہ دلایا ہے پس ابوبکر اُنکے پاس آئے اور کہا اے بھائیو کیا مین تمپر خفا ہوا تہا اُنہون نے کہا نہین - خدا تجھہ کو مغفرت کرے - اِن روائتون سے صاف ثابت ہے کہ اولیاء اللہ کی خدمت مین سعادت ہے اور اُنکے رنج کرنے مین دین اور دنیا کی بربادی مصنف صاحب اب کہو صحابہ کرام کے حق مین رجوع مال وجان

رسول اللہ پر قربان کرتے تھے) کیا فتویٰ دو گے اور رسول اللہ کے باب مین (جو فقراء صحابہ کے حق مین فرماتے تھے انکو غصہ دلانا پروردگار کو غصہ دلانا ہے) کیا حکم جاری کرو گے آپکی تحریک رہے تو معاذاللہ وہ بھی مشرک ٹھہرے۔ کاش آپ یہہ رسالہ نہ بناتے اور اہل بصیرت جو صدہا کوس سے اہل اللہ کی خدمت مین آتے ہین اُن کی یہہ غرض ہے کہ طریقہ انابت اور خشیت اور احسان کا سیکھین اور علم باللہ حاصل کرین اور طلب علم کے لئے سفر کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے **مغالطہ ۱۲۴** ظاہر ہی ہے کہ شد رحال کسی جگہہ تین مکانون کے سوا نہ کرو مگر جو شد رحال صریح مجاز ہے اور شرع نے اجازت دی ہے جیسا سفر حج وتجارت وطلب علم **ہدایہ** قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ علم دو قسم پر ہے۔ علم باللہ۔ اور علم بالاحکام۔ علم باللہ (خوف وخشیت الہی) انسان کو فائدہ بخشتا ہے۔ اور محض علم احکام (فرض واجب حرام وحلال کی واقفی بغیر پہچاننے عظمت الہی کے) خدا کی حجت ہے بنی آدم پر۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا خدا کے بندون مین سے خدا کا خوف وہی کرتے ہین جو علم والے (معرفت والے) ہین۔ امن ھو قانت آناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الآخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون بھلا جو بندگی مین لگا ہے اوقات شب مین سجدے کرتا ہے کھڑا رہتا ہے خوف کرتا ہے آخرت کا اور امیدوار ہے اپنے رب کی رحمت کا تو کہہ بھلا برابر ہو جائینگے سمجھہ والے اور بے سمجھہ۔ پروردگار نے اُن لوگون کو عالم اور سمجھہ والے کہا ہے جو شب خیز عابد متقی ہین اور جن مین یہہ صفتین نہین وہ اِس زمرہ مین شمار نہین ہوتے اُنکے حق مین فرمایا وہ گدھے ہین کتابون سے لدے ہوئے کمثل الحمار یحمل اسفارا چارپائے بروکتابے چند۔ گدھا کتابون کا بوجھہ اُٹھا کر عالم نہین بنتا ایسے ہی عالم بے عمل جسکو پڑھہ گُن کر خوف وخشیت نصیب نہ ہو وہ عند اللہ

عالم نہین کہلاتا احکام شریعت سے واقف ہوکر جو سگ کی طرح نفس کی پیروی
کرتے ہین اُنکے حق مین فرمایا وہ کُتّے کی مانند ہین جیسا کتا اپنی مقتضاے طبیعت
کے سبب ہر وقت ہانپتا ہے ایسے ہی یہہ لوگ اپنی بد عادت کے سبب ہردم نافرمانی
کرتے ہین فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث اصل علم
معرفت خوف خشیت الٰہی ہے جو اس مین کامل ہین وہ اس فن کے اوستاد اور
معلم ہین جیسا علم احکام (حدیث و فقہ) پڑہنے کے لئے سفر کرنا ضروری ہے ویسے
تحصیل معرفت اور خشیت کے واسطے سفر کرنا لازم ہے۔ ابو الدرداء[۱] رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ ہم آنحضرت کے ہمراہ تہے آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور فرمایا ایسا وقت
آنیوالا ہے جو لوگون مین سے علم اُٹہایا جائیگا یہانتک جو کچہہ بہی اُنکے قبضہ مین نہ رہیگا
زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح علم جاتا رہیگا ہم نے
قرآن پڑہا ہے اور آئندہ اپنے بال بچون کو پڑہائینگے (یہہ سلسلہ جاری رہیگا) آپ
نے فرمایا تجہہ کو روئی تیری ماں اے زیاد ہم تجہے مدینہ والون مین سے دانشمند جانتے
تہے (پہر تو ہماری بات نہ سمجہا) یہہ ہین توریت و انجیل یہود اور نصاری کے پاس
پس اُنکو اِن کتابون سے کیا نفع ہے حدیث کا راوی کہتا ہے پہر مجہے عبادہ بن
صامت رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا اتفاق ہوا اُن سے مین نے ذکر کیا ابو الدرداء ایسا
فرماتے ہین عبادہ نے کہا ابو الدرداء سچ کہتے ہین اگر تو چاہے تو مین تجہے بتلادون
وہ علم جو لوگون مین سے پہلے پہل اُٹہایا جائیگا وہ خشوع (خوف الٰہی) ہے اور قریب
ہے وہ حالت کہ تو جامع مسجد مین جاوے اور کسی شخص کو حالت خشوع مین نہ دیکہے
اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ الفاظ اور معانی کی واقفیت علم نہین خوف
خدا و معرفت الٰہی کو علم مقبول کہا جاتا ہے ملا صاحب اس علم سے بے بہرہ مین اِس
واسطے فرماتے ہین کہ بزرگون کے پاس جانے سے رجو کچہہ ہم سے زیادہ پڑہے

[۱] رواہ الدارمی و رواہ احمد بن ماجہ والترمذی مختصراً

ہوئے نہین) کیا فائدہ بلکہ یہہ کفر اور شرک ہے - مین کہتا ہون اگر آپ ظاہر کتاب
اللہ اور سنت رسول اللہ سے بہی خبردار ہوتے تو اس علم کے منکر ہو کر آیات اور احادیث
کا مقابلہ نہ کرتے **مغالطہ ۱۲۵** اور موطا مین جو حدیث ہے ابوہریرہ ابوسعید
خدری کو ملا **ھدایہ** ملا صاحب کے حواس خمسہ مین خلل آگیا ہے ایک چہوٹا
سا فقرہ اور اسمین بہی غلطی کہائی آپ فرماتے ہین ابوہریرہ ابوسعید کو ملا اور حوالہ بنا
پر کرتے ہین - حالانکہ موطا مین یون ہے کہ ابوہریرۃ بصرۃ بن ابی بصرہ کو ملا ابوسعید
کا نام ونشان اس جگہہ مین نہین مصنف کا عجب حال ہے نقل اور حوالہ اور نسبت اور
املا یاد رون غلط اور اس لیاقت پہ اجتہاد کا دعوی **مغالطہ ۱۲۶** اور فی الاحیاء
ذہب بعض اہل العلم الی الاستدلال بہ علی المنع من الرحلۃ لزیارۃ
المشاہد وقبور العلماء والصالحین میرے مطلب کو اتنی عبارت ہی کفایت
کرتی ہے کہ بعض علما میرے موافق ہین اور اس حدیث سے استدلال پکڑتے
ہین اوپر سفر کرنے زیارت قبور اور زیارت صلحا کے کہ مشاہد کے لفظ مین جو جمع
ہے مشہد کے اور قاموس مین مشہد کے معنے محضر الناس لکہا ہے اسمین
داخل ہے **ھدایہ** ہمنے تسلیم کیا جو صاحب قاموس نے لفظ مشہد کے
معنے محضر الناس لکہے ہین اور محضر ظرف مکان ہے یعنے ایسی جگہہ جہان لوگ جمع
ہوان پس جس مکان کو لوگ متبرک سمجہہ کر زیارت کو آوین جیسے کسی پیر کی درگاہ
یا کسی شیخ کا چلہ وغیرہ وہان سفر کرنا بیشک بعض علما منع لکہتے ہین مگر کسی عالم یا شیخ
کی ملاقات کے واسطے سفر کرنا کسی کے نزدیک ناجائز نہین شیخ اور صوفی کوئی مکان
نہین ہے جنکی زیارت کی ممانعت لفظ مشاہد سے آپ نکالتے ہین - دیکہو شہر
طوس بسبب قبر امام علی رضا کے مشہد کہلاتا ہے آجتک کسی زندہ شخص کو کسی
نے مشہد نہین کہا واللہ اعلم آپ تعصب سے ایسی باتین کرتے ہین یا مقتضائے

اجتہاد یہی ہے اور علاوہ یہہ بات ہے کہ جنکے قول سے آپ سند پکڑتے ہین اُنہون نے
بصراحت تمام قبور اور مواضع فاضلہ کی زیارت کو مکروہ کہا ہے چنانچہ مجمع البحار اور
فتح الباری مین ہے واختلف فی شدھا الی قبور الصالحین والی المواضع الفاضلة
فمحرم و مبیح قال الشیخ ابو محمد الجوینی یحرم عملا بظاهر الحدیث واشار القاضی
حسین الی اختیارہ وبه قال عیاض وطائفة قبور صالحین اور مواضع فاضلہ کی
طرف سفر کرنے مین اختلاف ہے بعض علما اسکو حرام بتلاتے ہین اور بعض مباح ابو
محمد جوینی کہتے ہین کہ نظر بظاہر حدیث کے یہہ سفر حرام معلوم ہوتا ہے اور قاضی
حسین نے اسی مذہب کے پسند ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور قاضی عیاض اور
ایک طائفہ عُلما کا اسی مذہب کا قائل ہے اس عبارت سے امام غزالی رحمہ اللہ کے قول
کا مقصود صاف ظاہر ہوا کہ مراد مشاہد سے مکانات متبرکہ ہین یعنے کسی مکان کو
متبرک سمجہہ کر وہان جانا منع ہے علما اور صلحا کی زیارت کا وہان ذکر نہین - مانعین سفر
کے امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہین هذا الحدیث لا یتناول السفر الی
الاسکنة التی فیها الوالدان والعلماء والمشائخ والاخوان او بعض المقاصد
من الامور الدنیویة المباحة - اِس حدیث مین وہ سفر داخل نہین جہان اپنے
والدین یا علما اور مشائخ اور اپنے بہائی ہون یا جس جگہہ اپنی دُنیاوی غرضین ہون
جنکا حاصل کرنا مباح ہے - دیکھیئے یہہ بزرگ تو زیارت علماء اور صلحا کے واسطے سفر
کے اجازت دیتے ہین اور آپ لفظ مشاہد کے غلط معنے بتلا کر لوگون کو روکتے ہین
اور ناحق ان آیمہ دین پر افترا کرتے ہین - ستکتب شہادتہم ویسئلون **مغالطہ ۱۴۷**
۱۴۷ - اور وہ حدیث جو مسلم مین مروی ہے کہ ایک شخص دوسرے قریہ مین اپنے
بہائی کی ملاقات کو گیا تھا فرشتہ نے اسکو کہا کہ اللہ تجہہ کو دوست رکہتا ہے اِس حدیث
سے تو اول سفر ہے نہین معلوم ہوتا جائز ہے کہ قریہ قریب قریب ہون جیسا کہ ہم

دیکھتے ہین- **ھدایہ** بالفرض بستیان قریب قریب ہون تاہم اِس آمدورفت کو سفر کہنیگے کیونکہ آپکے نزدیک تو سفر کی حد مقرر نہین قریب بعید یکسان ہے اور امام ابن قیم کہتے ہین کہ بہت سلف کا یہی مذہب ہے اور صحیح حدیثون سے بہی کوئی حد ثابت نہین ہوتی پس آپکا یہہ عذر بالکل فضول ہے- **مغالطہ ۱۲۸** دوم یہہ کہ بہائی اُسکا حقیقی تہا ظاہر یہی ہے ظاہر سے عدول کیون کیا جاوے اور صلہ رحم کا واجب ہے اگرچہ شد الرحال سے ہی ہو- **ھدایہ** اگر وہ شخص حقیقی بہائی کی مُلاقات کو جاتا (واصلہ) کہتا یعنے مین صلہ رحم کے لئے جاتا ہون حالانکہ اُسنے راجتہ فی اللہ) کہا یعنے مین اُس سے حب للہ رکہتا ہون اِس لئے زیارۃ کو جاتا ہون- اور فرشتہ اُسکو اس عمل کی خوشخبری دینے نہ آتا انسان کو اپنے رشتہ دارون سے طبعی محبت ہوتی ہے چنانچہ اکثر فاسق وفاجر اپنے اقربا سے محبت طبعی رکہتے ہین اس جہت سے وہ ایسی جزا کے مستحق نہین ہوتے- بالفرض ہم نے تسلیم کیا کہ وہ دونون حقیقی بہائی تہے مگر ملاقات کی علت تو صلہ رحم بیان نہین کی بلکہ حب للہ سُنایا اور فرشتہ نے بہی حبب خوشخبری دی تو یہہ وجہ بتلائی کہ حب للہ کے سبب خدا راضی ہے اسکے سوا اور کوئی وجہ بیان نہین کی اور حب للہ مین خویش اور بیگانہ سب برابر ہین- غرض بہرطور اس حدیث سے بہائی مسلمان کی ملاقات کے واسطے سفر کرکے جانا ثابت ہوتا ہے اپنے بیگانے کا کچہہ فرق نہین- **مغالطہ ۱۲۹**- اور لعض لوگ جو حدیث شد الرحال پر کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قاعدہ نحو کا ہے کہ مستثنیٰ منہ جنس قریب نکالنی چاہئے اور جنس قریب سیاق کلام مین مسجد ہے معنے حدیث کے یہہ ہوئی کہ کسی مسجد کی طرف شد رحال نہ کرو الا ان تین مسجدون کی طرف اِسکا جواب یہہ ہے کہ قاعدہ غلط ہے **ھدایہ** قاعدہ کو غلط بتلاکر فارغ ہو بیٹہے دیکہئے اِس حدیث کا کیا جواب دیتے ہین جس مین مستثنیٰ منہ (لفظ مسجد)

موجود ہے - امام احمد بن حنبل باسناد حسن اپنی مسند مین روائت کرتے ہین لا ینبغی للمطی ان تشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والاقصی ومسجدی ھذا نہین لایق سواریون کے زین کسی جائین طرف کسی مسجد کے ہر غرض سے کہ اُسین جاکر نماز پڑہین سواے مسجد حرام اور مسجد اقصی اور اس میری مسجد کے - بالفرض اگر ہم ملا صاحب کا طریقہ اختیار کرین اور مستثنی منہ لفظ مکان نکالین تاہم علما اور مشائخ اسمین داخل نہ ہونگے - اور بموجب قاعدہ نحویون کے جنس لعید اگر مراد لین توبہی لفظ مکان مستثنی منہ ہوگا اور لفظ شیا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ رعائیت جنس کی واجب ہے - مطلب بر تقدیرین علما اور مشائخ داخل نہ ہونگے کیونکہ وہ غیر ہین مسجد اور مکان سے **مغالطہ ۱۲۰** کئی مکانون مین کلام الہ مین مستثنی منہ اگر جنس قریب نکالین تو معنی صحیح نہین ہوتے جیسا کہ لا یعلم الغیب الا اللہ

ھدایہ ملا صاحب آئت قرآنی تو اس طرح پر نہین کچہہ تو الہ سے خوف کرو روسیت کے واسطے کسقدر بڑے بڑے گناہون کے مرتکب ہوگئے کبہی غلط حوالہ علما پر دیتے ہوئے اسپر بہی قناعت نہین کی از خود حدیث بنا کر رسول الہ کی طرف منسوب کر لیا اُسپر بہی آپ سے صبر نہ ہوا قرآن مجید مین کمی و بیشی کرنے لگے اعوذ بک من علم لا ینفع وقلب لا یخشع ودعاء لا یسمع آیت قرآنی یہہ ہے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور یہہ آئت اس بحث سے تعلق نہین رکہتے کیونکہ اسمین مستثنی منہ مذکور ہے اور ہمارا گفتگو مستثنی مفرغ مین ہے **مغالطہ ۱۳۱** دوسری آئت وما ینظر ہولاء الا صیحۃ واحدۃ یہان جنس قریب صیحہ ہے مگر اُسکے معنے کچہہ نہین بنتے ضرور شیا ہے مقدر کرنا پڑیگا

ھدایہ الہ جل شانہ نے بہت سے معجزے اور نشانیان دکہلائین اور کفار پہر بہی ایمان نہ لائے تب پروردگار نے یہہ آئیت نازل فرمائی ما ینظر ہولاء

الاصیحۃ واحدۃ یعنے یہہ لوگ معجزات اور آیات دیکھہ چکے اب اور کچہہ باقی نہین سوائے ایک سخت آواز کے جو بیچ مین دم نہ لیگی (اس سے مراد ہے نفخ صور) پس معلوم ہوا کہ مستثنیٰ منہ آیات ہین جو جنس قریب ہے اگر آپ بھی نظر انصاف سے دیکھین تو ایسا سہل مسئلہ سمجھ سکتے ہین مگر تعصب نے آپکو بالکل کور دن بنا دیا **مغالطہ**

۱۲۳ جو شخص یہہ کہے کہ مین اس شخص کے پاس آیا ہون تاکہ اسکی عادات و اخلاق سیکھون اور اسپر عمل کرون وہ مشرک فی الرسالۃ ہے **ھدایہ** ستعلم بلی ای دین تدانیت وای غریم فی التقاضی غریمها اے اہل اسلام اللہ اور رسول کے مضمون کو دیکھو اور اس مغالطہ کو پڑہ کر قصوری صاحب کی دیانت اور علم کا اندازہ کرو اللہ جل شانہ فرماتا ہے واتبع سبیل من اناب الی تو پیروی کر اس شخص کی جو رجوع ہوا ہے طرف میری اور جامع ترمذی مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا واھتدوا بھدی عمار روش اختیار کرو تم روش عمار کی اور فرمایا اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر اقتدا کرو تم ان دو شخصون کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے ابوبکر اور عمر اگر کسی شخص کو صالح اور دیندار جانکر اسکی اقتدا اور پیروی کرنا شرک ہے تو کیا معاذ اللہ اللہ اور اسکے رسول نے ہمکو شرک سکھلایا ہے۔ تمہارا اعتراض یہہ ہے کہ جبکو ہم پیغمبر خدا کے سوا پیشوا پکڑینگے وہ شخص معصوم نہین اور جب اسکی عصمت کا یقین نہین تو یہہ غالب احتمال ہے کہ وہ کسی کام مین خطا کرے اور ہم اسکی پیروی کے باعث سے ناحق خطاوار اور گنہگار ٹہرین اسکا جواب یہہ ہے کہ پروردگار بندون کا حال خوب جانتا اور پیغمبر خدا تم سے زیادہ شریعت کو سمجھتے ہین جب اللہ اور رسول نے سوائے انبیا کے اور نیک بندون کے اقتدا کا حکم فرما دیا تو اب عذر کرنا اور شبہ ڈالنا شان اسلام سے بعید ہے دیکھو تم دیکھو جو خدا کے مقرب بندے ہین انکو اس درجہ تک ترقی نصیب ہوتی ہے کہ پروردگار انکے کان اور آنکھین اور ہاتھ اور پانون بنجاتا ہے وہ اسی سے

یہ روایت احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان ... حدیث ... [illegible]

سنتے ہین اور اُسی سے دیکھتے ہین اُسی سے پکڑتے ہین اور اُسی سے چلتے ہین۔
بہلا جنکو یہہ رتبہ نصیب ہو تمہین اُنکے اقتدا سے کیون انکار ہے اللہ جل شانہ فرماتا
ہے وحسن اولئک رفیقا اچہے ہین یہہ لوگ رفاقت کے لئے ۔ ایک وہ لوگ
ہین کہ سو کام مین سے اُنکا ایک کام غلط اور خطا ہوتا ہے اور ایک وہ ہین کہ
سو مین سے ایک بات اُنکی ٹہیک ہوتی ہے پس کچہہ شک نہین کہ زیادہ بہسلنے
والے ثابت قدمون کی پیروی کر کے اپنا آپ بچاوین اور اعتصام عروۃ
وثقی (قرآن وحدیث کو نجات کا اصلی ذریعہ سمجہین اور اگر کوئی کام خلاف شرع
بنا بر طبیعت بشری اہل اللہ سے پاوین تو اس سے اعراض کرین اور اُس کام
مین اُنکی تابعداری نہ کی جاوے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق اُن کے
باقی سب اخلاق وافعال مین تابعداری کرنی بحکم الٰہی ضروری ہے ۔ یہہ عام قاعدہ
ہے کہ اکثر کے واسطے حکم کل کا ہوتا ہے اور نادر کے واسطے حکم معدوم کا اسلئے
اللہ اور رسول نے کثیر الخطا گنہگارون کو صالحین کے اقتدا کا ارشاد فرمایا اور
اُنکی خطا کو جو بر سبیل ندرت ہے کالعدم سمجہا مطلق حکم اتباع فرمایا مگر افسوس کہ بداندیش
حاسد کو سوائے عیب کے کچہہ نظر نہ آیا **مغالطہ ۱۳۳** یہہ درجہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے نہ مطلق کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کئی جگہہ پر اعتراض
کئے **ہدایہ** ملا قصوری حضرت رسالت مآب کو ہر بات مین پیشوا نہین سمجہتا
کچہہ اپنا بہی اختیار رکہتا ہے اور ہم بموجب اس آیت کے ما کان لمؤمن ولا
مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم آنحضرت
کو امام مطلق اور پیشوائے برحق جانتے ہین ۔ اور آنحضرت کے حکم کی مخالفت
اور آپ پر اعتراض کرنا ناجائز سمجہتے ہین اور معاذ اللہ اِس بات کو صحابہ کبار کی
طرف نسبت کرتا ہے کہ وہ حضرت رسالت پر کئی جگہہ اعتراض کیا کرتے تہے ۔

۱۳۳

پیر جو مثالین لکھی ہین سوائے ایک مثال کے جسمین کچھہ نمونہ اعتراض کا ہے
اور کوئی مطابق نہین اُن مثالون مین یہہ ذکر ہے کہ بعض صحابہ نے بجاآوری
حکم مین دیر اور غفلت کی ملا صاحب کہتے ہین کہ اعتراض کیا معلوم ہوا کہ خود بدولت
تخلف اور اعتراض کو ایک جانتے ہین بالفرض جس نے اعتراض کیا اُس نے
بڑی بھاری خطا کی کسی کا منصب نہین کہ امتی ہوکر اپنے نبی پر اعتراض کرے

۱۳۴ **مغالطہ ۱۳۴** جیسا کہ رونے مین بیٹے کے مرنے پر یعنے ابراہیم **ہدایہ** کل کرامات اعتراض کی یہہ ایک مثال لائے آپ ایمان سے
کہو کہ اس اعتراض مین کس کی خطا تھی معترض کی یا آنحضرت کے صحابی نے
غلطی کھائی حضرت کو روتے دیکھہ کر آپکی نسبت بے صبری کا گمان کیا اور جو
شُبہ دل مین آیا بے تکلف عرض کر دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہہ بے صبری
نہین بلکہ (مصیبت زدہ کی مصیبت کو دیکھہ کر رونا) رحمت ہے جسکو پیدا کرتا ہے
اللہ اپنے بندون کے دلون مین اور بے شک پروردگار اپنے بندون مین
سے رحم دل بندون پر رحمت کرتا ہے صحابی کی غلطی سے دلیل پکڑنی
اور رسول اللہ پر جواز اعتراض کا فتوی دینا کسقدر بھاری غلطی ہے **مغالطہ**

۱۳۵ **۱۳۵**- اور بیقراری کرنے پر مرض موت مین **ہدایہ** یہہ آپکا قول
خلاف واقع ہے آن حضرت کو بیقرار دیکھہ کر کسی نے اعتراض نہین کیا اگر سچے
ہو کوئی کتاب کا حوالہ دو **مغالطہ ۱۳۶**- اور زینب نے انکار نکاح پر **ہدایہ** ۱۳۶

یہہ قصہ مفسرین نے تفاسیر مین نقل کیا ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ صحیح ہے یا
کیسا اگر صحیح بھی سمجھین تو یہہ پایا جاتا ہے کہ بی بی زینب نے حکم بجالانے مین
سستی کی اور یہہ نہین کہ آنحضرت پر اعتراض کیا اور اس سستی پر پروردگار نے
سخت وعید فرمایا اور یہہ آیت نازل کی وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا

قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا نہین لائق کسی ایماندار مرد یا عورت کو جسوقت حکم لگا چکین اللہ اور رسول یہہ کہ سمجھین اپنے کامون مین اپنا اختیار اور جو شخص نافرمان ہوا اللہ اور اُسکے رسول کا پس تحقیق گمراہ ہوا ظاہر گمراہی۔ پہر مفسرین لکھتے ہین کہ بی بی زینب نے بعد نزول اس آئت کے عرض کیا قد اطعتک فاصنع فیّ ما شئت فزوجھا زیدا مین آپکی اطاعت کرتی ہون پس آپ جو چاہین سو کرین۔ پس آپ نے زینب کا نکاح زید سے کر دیا ایک تو وہ اہل ایمان تہے جنہون نے اپنا جان و مال سب اللہ اور رسول کے سُپرد کر دیا تہا اور ہر وقت ہر معاملہ مین منتظر حکم رہتے تہے ایک آپ ہی ہین جو لوگون کو غلط حوالہ دیکر مخالفت رسول کی رغبت دلاتے ہین **مغالطہ ۱۳۷** اور بریرہ نے

۱۳۷

بہی **ھدایہ** بریرہ کے معاملہ مین نہ آنحضرت نے حکم فرمایا اور نہ بریرہ نے انکار کیا صحیح بخاری کی روایت مین اسکا صریح ذکر ہے آنحضرت نے بریرہ کو فرمایا لو راجعتہ اگر تو اپنے شوہر کی طرف رجوع کرے (تو مناسب ہے) قالت یا رسول اللہ تامرنی اُس نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجہہ کو (اس بات پر) حکم کرتے ہین (اگر حکم ہو تو سر آنکہون پر مجہے منظور ہے) قال انما اشفع فرمایا نہین ہم صرف سفارش کرتے ہین قالت فلا حاجۃ لی فیہ بریرہ نے عرض کیا تو مجہے اس شوہر کی ضرورت نہین **مغالطہ** اور حدیبیہ مین قربانی پر اور صلح کرنے پر **ھدایہ** اس معاملہ مین کسی نے اعتراض اور مخالفت نہین کی بلکہ معاملہ شوری طلب تہا جیسا کسی کی رائے مین آیا ویسا عرض کیا اور مشورت مین اہل مجلس پر لازم ہے کہ جیسا خیال دل مین آوے ویسا ظاہر کرین ورنہ مشورت سے فایدہ کیا۔ جنگ بدر مین قیدیون کی بابت آنحضرت نے مشورت

کی سب نے یہہ رائے دی کہ فدیہ لیکر اُنکو چھوڑ دیا جاوے عمر فاروق نے سب
کے برخلاف عرض کیا کہ تمام قیدیون کو تہ تیغ کیا جاوے ایسا ہی مقام حدیبیہ
مین آنحضرت صلعم چاہتے تھے مگر عمر فاروق نے ناپسند رکہا اور اس مخالفت پر بڑا
زور دیا اس امید سے کہ شائد میری رائے کے موافق وحی آوے جیسا کہ بدر کے
قیدیون مین یہانتک کہ آنحضرت نے دشمنون سے عہد و پیمان کرلی اور ہدی کو
(قربانی کے جانورون کو جو بیت الله پہنچکر ذبح کئے جاتے ہین) وہین ذبح کرڈالا
تب اصحاب نے جانا کہ اب حکم نافذ ہو چکا مخالفت اور انکار کی گنجائش نہین فی الفور
اُٹھہ کہڑے ہوئے اور قربانیان کرنے لگے پہر کسی طرح کی مخالفت نہ کی۔ حضرت عمر کو
جب اپنی مخالفت اور اصرار کا خیال آتا تو بہت ڈرتے چنانچہ فرماتے مازلت
التصدق واصوم واصلی واعتق مخافة کلامی الذی تکلمت به مین ہمیشہ صدقہ
دیتا رہا ہون اور روزہ رکہتا ہون اور نفل پڑہتا ہون اور بردہ آزاد کرتا ہون اُس
بات سے ڈر کر جو مین نے موہنہ سے نکالی تہی تعجب ہے خود عمر رضی الله عنہ اپنی
بات کو گناہ سمجہہ کر کفارات دیتے رہین۔ اور ملا صاحب اُسی بات سے استدلال
کرکر آنحضرت پر اعتراض اور اُنکی نافرمانی کو جائز بتلاتے ہین۔ ناظرین اس ہماری
تقریر کو غور سے سمجہہ لین ایسے مغالطات سے بچنے کے لئے انشاالله بہت مفید

ہے **مغالطہ ۱۳۹**۔ اور بخاری مین ہے اسلم کی قوم ایک روز آپس مین ۱۳۹
تیراندازی کر رہے تہے رسول الله نے فرمایا کہ اے بنی اسمعیل تیراندازی کرو اور
مین فلانی طرف ہون فریقین نے تیراندازی چھوڑ دی آپ نے پوچھا کہ تم نے
تیراندازی کیون چھوڑ دی کہا یا رسول الله کیونکر تیراندازی کرین حالانکہ آپ اُن کے
ساتہہ ہو آپ نے فرمایا تیراندازی کرو مین دونون کے ساتہہ ہون امر مطلق وجوب
کا فائدہ دیتا ہے اُن صحابون نے باوجود امر کے تیراندازی ترک کردی اور عذر پیش

کیا اور آنحضرت صلعم نے اُنکے ترک کی تقریر کی تو معلوم ہوا کہ کُل فعل رسول اللہ کا
تشریعی نہین ہوتا **ھدایہ** تم جو کہتے ہو (فرلقین نے تیراندازی چہوڑدی)
یہہ قول تمہارا سراسر غلط ہے صحیح بخاری مین یہہ عبارت موجود ہے فامسک
احد الفرلقین پس تیراندازی سے رُک گیا دو گروہون مین سے ایک گروہ یعنی
جب آنحضرت ایک طرف شامل ہوگئے تو دوسری طرف والون نے دیکھا کہ اب
بظاہر صورت آنحضرت سے مقابلہ لازم آئیگا اور یہہ شان ادب سے بعید ہے۔
کمال ادب کے سبب رُک گئے آپ نے سبب دریافت فرمایا اُنہون نے عرض
کیا کہ آپ گروہ مقابل کے ساتہہ ہین ہم کس طرح تیر چلاوین آپ نے اُنکا عذر
سُنکر (جسکے حرف حرف سے اخلاص ٹپکتا ہے) فرمایا تم تیراندازی کرومین دونو
کے ساتہہ ہون۔ اصل قصہ اس طرح ہے جیسا ہم نے نقل کیا مولوی صاحب
نے اول تو دانستہ یہہ جہوٹ بولا (فرلقین نے تیراندازی چہوڑدی) جنکے ساتہہ حضرت
شامل ہوئے تہے اُنکو تو کوئی عذر نہ تہا ناحق اُن کا نام ہی لے دیا تاکہ صحابہ کا
بلا عُذر حکم نبی کو ردّ کرنا ثابت ہوجائے اور یہی اُسکا مقصود ہے چنانچہ صاف لکھا
ہے (تو معلوم ہوا کہ کُل فعل رسول اللہ صلعم کا تشریعی نہین ہوتا) دیکہو یہہ شخص
اپنی جان کا دشمن کیسا دلیر ہے۔ افترا ہو یا اللہ اور رسول کی بی ادبی کسی بات سے
نہین چوکتا۔ اور اس مقام مین جو آپ نے تیراندازی کا ارشاد کیا اگرچہ یہہ امر
وجوبی نہ تہا ایک سرسری بات تہی تاہم صحابہ کبہار کبہی بجا آوری مین دیر نہ کرتے
مگر چونکہ آنحضرت خود ایک فریق مین شامل ہوگئے تہے تو فریق مقابل عذر شرعی
کے سبب مجبور ہوگئے یہہ ایسا عُذر ہے کہ اگر امر واجب کو ایسے عُذر کے سبب
چہوڑدیا جائے تو عین ایمان ہے صدہا احکام عُذر کے باعث ترک کئے جاتے
ہین اور شارع کی طرف سے اجازت ہے مثلاً قیام فی الصلوۃ بیماری کی حالت

مین اور روزہ حالت سفر مین کیا اس سے یہہ لازم آئیگا کہ پیغمبر خدا صلعم کے
(یہہ احکام) یا تمام احکام مشروع نہین ہین معاذ اللہ من ذلک - بات
اتنی تہی کہ اس قصے سے معلوم ہوتا ہے شارع علیہ السلام کے تمام احکام واسطے
وجوب کے نہین ہوتے بعض حکم استحبابا اور استحسانا ہوتے ہین - یا یون کہتا
کہ عذر شرعی سے ترک کرنا حکم کا جایز معلوم ہوتا ہے مگر سچی بات سے اسکا
باطل مدعا حاصل نہ ہوتا تہا اس لیئے ناحق کلام کو طول دیتا چلا گیا اور خبط او
تناقص کلام مین پڑا ملا صاحب فرماتے ہین کہ چہوڑ دینا صحابہ کا تیر اندازی
بہ سبب عذر کے دلیل ہے اس بات کی کہ کل فعل رسول اللہ کا تشریعی نہین
ہوتا - مین کہتا ہون کہ اگر آپکے نزدیک چہوڑ دینا امر شرعی کا بہ سبب عذر جائز
نہین تو آپکا یہہ کہنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ و کل اہل اسلام سے برخلاف
ہے اور اگر جائز ہے تو آپکا استدلال غلط اور لغو ہوا کیونکہ انہون نے تو عذر سے
چہوڑ دیا تہا - طرفہ یہہ ہے کہ آپ نے لکہا ہے - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
کل فعل رسول اللہ کا تشریعی نہین - ملا صاحب یہان تو فعل کا ذکر نہین اگر یون
کہتے کہ کل امر رسول اللہ کا تشریعی نہین تو ایک بات تہی شاید مصنف امر اور فعل
کے درمیان فرق نہین کر سکتے منصف حق پسند اس مثال مین غور سے تامل
کرے کہ یہان اعتراض صحابہ کونسا ہے اور رسول اللہ کا نامحمود فعل کونسا -

مغالطہ ۱۴۰ فہم نصیب نہین ناحق پیغمبر پر اعتراض کرنیکا فتوی دے بیٹہا
اور مرض موت مین رسول اللہ صلعم نے کاغذ مانگا کسی نے نہ دیا اور کہنے لگے
حسبنا کتاب اللہ **ھدایہ** یہان کسی نے عدول حکمی اور اعتراض نہین
کیا بلکہ خطا اجتہادی (سمجہہ کی غلطی) ہے سرور کائنات بیمار تہے اور مرض کا غلبہ
تہا اس حالت مین آپ نے ارشاد فرمایا ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا

بعدہ ابدا تم میرے پاس لاؤ ر کاغذ و قلم) تاکہ مین لکھہ دون تمہین ایسی نوشت جسکے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے بعض صحابہ کو خیال آیا کہ دین پورہ ہو چکا ہے اور اللہ کریم نے اتمام نعمت کر دیا فقالوا ما شانہ اھجر استفھموہ فذھبوا یردون علیہ فقال دعونی وفی روایۃ قوموا عنی پس لوگ آپسین کہنے لگے اسوقت جناب کی کیا حالت ہے کہین عالم بیہوشی مین بہکتے تو نہین اچھی طرح آپ سے پوچھو اور سمجھو پس لوگ بات کو اُلٹا اُلٹا کرنے لگے دریافت کرنی پس آپ نے فرمایا چھوڑو مجھے اور ایک روائیت مین ہے میرے پاس سے اُٹھہ جاؤ۔ اور اُنکے اِس خیال کا منشا یہہ آئت تھی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا پروردگار فرماتا ہے آجکے دن مین پورا کر چکا واسطے تمہارے تمہارا دین اور کامل کر چکا تمپر اپنی نعمت اور مذہب اسلام کو تمہارے واسطے دین پسند کر چکا۔ یہہ آئت پہلے اُتر چکی تھی اگر نظر انصاف سے دیکھین تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ حکم خدا و رسول پر ایسے ثابت قدم تھے کہ ایک نیا حکم سنکر (جو بادی النظر مین اُنکو حکم سابق کے خلاف معلوم ہوا) اپنے دل کی تسلی کے سوا ایک قدم آگے نہ بڑہے اور شُبہ مٹانے کی خاطر دو بارہ پوچھنا چاہتے تھے کہ آن حضرت نے اُس حکم کو ملتوی رکہا اور حاضرین کو اُٹھہ جانے کا ارشاد کیا چنانچہ عمر فاروق کے دل مین بھی خدشہ پیدا ہوا اور بولے حسبنا کتاب اللہ قرآن مجید ہماری ہدایت کے واسطے کافی ہے اور حاضرین مجلس مین سے بعض اصحاب اِس خیال سے محفوظ رہے اور اس موقع کو یاد کر کے (جو دوسرون کے تکرار کے سبب اُنکے ہاتھہ سے نکل گیا) بہت افسوس کرتے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہا کہا کرتے ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین ان یکتب لہم ذلک الکتاب

بیشک رنج نہایت درجہ کا رنج اُس چیز کا ہے جس سے آنحضرت کو تحریر سے روکا
صحابہ کبار سے جب اس قسم کی خطا سرزد ہوتی تو کبھی رب العالمین کی طرف سے
اُنکو سخت عتاب ہوتا اور کبھی خود ہی اپنے قصور کو یاد کرکے نادم ہوتے اور
بارہا الٹی نماز و روزہ صدقہ و خیرات سے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرتے۔ تم عجب
مسلمان ہو جنکا یہ اعتقاد ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کے کل اخلاق اور افعال پسندیدہ
نہین اور رسول اللہ پر کوئی اعتراض کرے تو جائز ہے بیعت کے بحث مین سنت
کے معنے تم نے ایسے بیان کئے تھے جس سے سنت فعلی (جو کام آپ نے
کیا ہو) اور سنت تقریری (جو کام کسی نے آپکے روبرو کیا اور آپ نے دیکھہ
کر سکوت فرمایا) کا انکار پایا جاتا تھا یہان آکر مطلق سنت سے انکار کردیا
جب آپکے تمام اخلاق اور افعال پر دل کا اطمینان نہین تو اتباع کیسا۔ اصل مین
یہہ سب خرافات نیچریون کے ہین مگر اس تحریر سے ہمین معلوم ہوا کہ مصنف
نے بھی اُنکی شاگردی کی اسلئے حولہ بدمذن **مغالطہ ۱۴۱** رسول اللہ نے
خود فرمایا انتم اعلم باموردنیاکم اور حدیث تابیر مین ہے انما انا بشر اذا
امرتکم بشئی من امردینکم فخذوہ واذا امرتکم بشئی من رائی فانما انا بشر
ھدایہ ان روایتون کو تمہارے مدعا سے کچھہ تعلق نہین تمہارا مطلب
یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات کسی امر دینی کا حکم کرتے اور
اصحاب رضی اللہ عنہم اُسپر معترض ہوتے دیکھو مقام حدیبیہ مین قربانی پر انکار
کرنا اور کاغذ قلم لانے کا حکم نہ ماننا (جسکو تم بطریق مثال لائے ہو) دینی امر کا
انکار ہے قربانی۔ اور نصیحت لکھنی کوئی دُنیاوی یا طبعی کام نہین پس ثابت ہوا
معاذ اللہ اصحاب نبی ہر ایک حکم شرعی مین آپکے تابعدار نہ تھے اور یہی بات تم
سکھلانی چاہتے ہو حدیث انتم اعلم باموردنیاکم اور روائیت واذا امرتکم

لشیئ من رای مین صاف ذکر دُنیاوی کامون کا ہے ان روایتون سے یہہ نہین
ثابت ہوتا کہ آپکے جملہ عادات واخلاق پسندیدہ نہین ہین البتہ یہہ پایا جاتا ہے
کہ تجارت زراعت زرگری اور آہن گری اور اِسکے سوا جتنے دنیاوی کام ہین
اُنکو اہل حرفہ انبیا علیہم السلام سے زیادہ اپنے کامون سے واقف ہین انبیا ایسے
کامون مین دخل نہین دیتے اور کبھی دنیا کی طرف توجہ نہین فرماتے۔ وہ جس
کام کے واسطے مبعوث ہوئے ہین رات دن اُسی مین مشغول رہتے ہین۔ وہ
انجنیر نہ تھے جو ہمین عمارت کا ڈزینگ تبلاتے۔ ڈاکٹر نہ تھے جو ہمین جراحی سکھاتے
ہر فن مین جو زیادہ مشاق ہے وہی اُستاد ہے اگر کوئی اِس سے یہہ نتیجہ نکالے
جو بس دینی معاملات مین بہی لوگ اور انبیا برابر ہین تو کُفر اور اسلام مین کیا فرق
رہا **مغالطہ ۱۴۲** حبیب رسول الله کا یہہ حال ہے تو اور کون شخص ہے جسکا
اقوال وافعال واطوار سب محمود ہون **ہدایہ** جب تمہارا یہہ اعتقاد ہے کہ
پیغمبر خدا صلعم کے بعض اقوال وافعال کو اچھا جانتے ہو اور بعض کو ناپسند رکھتے
ہو تو پہر رسول کو رسول کہنے کی کیا حاجت ہے۔ جسکا تمام عمر مین چال چلن نیک
نہ ہوا اُسکی نبوّت کیا ہے۔ مصنف صاحب آپ ایمان سے کہو یہہ بحث آپکا ضد کے
روسے ہے یا سمجہہ ہی اتنی ہے ؎ فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ، و
ان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم، **مغالطہ ۱۴۳** اور کئی برس اور کئی مہینے
گھر بار چہوڑ کر اُسکے جوار مین رہین **ہدایہ** صحابہ کبار مین سے ایسے لوگ
بھی تھے جنھون نے تمام عمر گھر بار نہین بنایا۔ رسول رب العالمین کی مسجد مین
اوقات زندگی بسر کی لوگ اچھا کہاتے اچھا پہنتے اور یہہ معتکفان بارگاہ عالی سجات
فاقہ مستی دُنیا وما فیہا کو چہوڑ کر وہین پڑے رہتے تاکہ پیٹ بہر کر آپکی صحبت کا فیض
حاصل کرین اور معرفت الٰہی سے مستفیض ہون۔ ایسا ہی اِس آخر زمانہ مین اگر

کوئی اس سنت پر عمل کرے اور واسطے تحصیل علم باللہ کے کسی عالم حقانی کی
خدمت مین جا رہے تو بیشک عند اللہ مستحق اجر کا ہوگا البتہ جسکے ایمان مین ضعف ہے
وہ مہاجرت فی سبیل اللہ نہین کر سکتے چنانچہ رب العالمین نے منافقون کے
حالات نقل کئے ہین کبھی کہتے شغلتنا اموالنا واھلونا کبھی عذر کرتے ان بیوتنا
عورۃ وما ھی بعورۃ ہمین مال اور اہل وعیال کا فکر رہتا ہے۔ ہمارے گھر کھلے
پڑے ہین کوئی خبر گیران اور محافظ نہین افسوس ملا قصوری پیروان سنت پر اعتراض
کرتا ہے اور روش منافقین کی طرف رغبت دلاتا ہے **مغالطہ ۱۴۴**

۱۴۴

اور یہہ عذر انکا کہ ہم مسایل پوچھنے جاتے ہین حالانکہ وہ آپ بھی علم والے ہین
اور قرب وجوار مین بھی عالم ہین بہرانکا کہنا بہانہ ہے **ھدایہ** یہہ عذر انکا
اہل بصیرت کے نزدیک درست ہے جس علم کے وہ طالب ہین اس علم سے تم
اور ہم جیسے عالم بالکل بیخبر ہین وہ علم ہماری تمہاری صحبت سے ہاتھ نہین لگتا وہ اہل اللہ
کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے اس آخر زمانہ مین علم باللہ یعنے احسان اور اخلاص
خلق اللہ مین سے ایسا اٹھایا گیا ہے کہ اگر شاذونادر کوئی اس عالی رتبہ کو پہنچتا ہے لوگ
اسکو دیوانہ اور مجنون سمجھتے ہین خاصکر جنکو نیچر سے لگاوٹ ہے وہ تو مونہہ پھاڑ پھاڑ
کر اہل اللہ پر اعتراض کرتے ہین اب ہم ناظرین کو اس بات کی طرف توجہ دلاتے
ہین کہ ملا قصوری نے دیباچہ مین وعدہ کیا تھا کہ مین ہر بات مین قرآن اور حدیث
صحیح یا حسن سے تمسک کرونگا جوابات عشرہ اسکے ختم ہوچکے اور بجائے قرآن وحدیث
کے جو کچھہ اسنے لکھا ہے وہ ظاہر ہے۔ پروردگار اسکو ہدایت کرے اور ہمین صراط
مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔

بحث الہام کی

۱۴۵

مغالطہ ۱۴۵- الہام کے معنے لغت مین یہہ ہین الہام چیزے در دل انداختن و آنچہ خدا در دل انداز د- صراح- و یقال الہمہ اللہ خیر القنہ ایاہ قاموس- لغات مین بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ الہام دل کے خیال کو کہتے ہین **ھدایہ** آپ نے صراح اور قاموس کی عبارتین تو نقل کر دین مگر افسوس کہ مطلب نہ سمجھے- صراح مین لفظ (چیزے) اور (آنچہ) موجود ہے- پس عبارت کے کیا معنے ہوئے الہام کیا ہے کوئی چیز دل مین ڈالنی اور جو کچہہ خداوند کریم کسی کے دل مین ڈالے خواہ وہ خیال ہو یا کلام یا تحدیث واللہ اعلم آپ نے خیال کی خصوصیت کہان سے نکالی ہے قاموس کی عبارت کو دیکھو (یقال الہمہ اللہ خیرا) کہا جاتا ہے الہام کیا اللہ نے اُس شخص کو بہترائی کا (لقنہ ایاہ) سمجہا دیا یا سکہلا دیا یا کہہ سنایا اُس شخص کو وہ کام- صاحب قاموس نے الہام کے معنے کئے ہین تلقین کے اور غیاث اللغات مین ہے تلقین فہمانیدن و تعلیم کردن) سمجہانا اور سکہلانا (ماخوذ از تلقن بمعنے فہمیدن و گرفتن سخن از کسی) اور لفظ تلقین لیا گیا ہے تلقن سے جسکے معنے ہین سمجہہ لینا اور حاصل کرنا بات کا کسی سے- اور قاموس مین ہے التلقین التفہیم تلقین کے معنے ہین سمجہانا اور مجمع البحار مین ہے لقن ای فہم حسن التلقین لما لیسمعہ مرد لقن یعنے سمجہہ دار اچہی طرح پا جانے والا جس بات کو سُنے- حدیث شریف مین ہے لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ کہلوا دو تم یا سکہلاؤ تم اپنے قریب الموت لوگوں کو لا الہ الا اللہ اور ایک روایت مین ہے لقنوا موتاکم لیٰن سکہلاؤ تم اپنے مردوں کو سورہ یٰس اور ابو کبشہ کی حدیث مین ہے فذھب حسن الحفظ عنی حتی کنت القن فاتحۃ الکتاب پس جاتا رہا میرا حافظہ یہانتک کہ مجہے سورۃ فاتحہ

سکہلاتے اور کتب لغت مین لفظ القان کے معنے لکھے ہین سمجہانا - تعلیم کرنا - تلفظ کرنا
اور ان روایات مین جہان لفظ لقنوا یا القن کا آیا ہے پڑہانے یا سکہلانے کے
معنے بن سکتے ہین اگر یہان آپ کی طرح دل کے خیال معنے کرین تو کیا ترجمہ ہوگا مُردہ
کو کلمہ لا الہ الا اللہ اور سورہ لیسین کا خیال کراؤ - اور سورہ فاتحہ کا مجہے خیال کرایا جاتا تھا
ملا صاحب آپ نے کونسی کتابون کا تفحص کیا تہا - صراح اور قاموس کی عبارت تو ہمارے
مفید مطلب ہے کوئی اور کتاب بتلایئے جس مین الہام کے معنے دل کا خیال لکہے
ہون **مغالطہ ۱۴۶** الہام کے معنے مین دعا اور ندا ماخوذ نہین **ھدایہ** ۱۴۶
آپ نے قاموس کی عبارت کا حوالہ دیا ہے اور صاحب قاموس نے الہام کے معنے
کئے ہین تلقین اور تلقین مین تکلم اور کلام ہی ہوتی ہے اور تکلم اور کلام کو آواز و ندا لازم
ہے پس آپ کہان سے کہتے ہین کہ (الہام کے معنے مین دعا اور ندا ماخوذ نہین) الفاظ
کا ترجمہ اجتہادی بات نہین کہ آپ اپنے اجتہاد سے جو جا ہین لکہہ دین یہان کُتب
لغت اور محاورہ عرب کی سند درکار ہے - **مغالطہ ۱۴۷** اور کسی لغت مین ۱۴۷
نظر نہین آیا جو شخص یہہ کہے کہ مجہہ کو الہام ہوا کہ یہہ بات کر اور مین نے جواب دیا کہ
کس طرح کرون **ھدایہ** چشم بد دور کیا عجب عبارت ہے ہر چند فکر کیا کچہہ
سمجہہ مین نہین آتا جملہ اول (اور کسی لغت مین نظر نہین آیا) اگر اسکو پہلی عبارت سے
ربط دیتے ہین تو اگلی عبارت (جو شخص یہہ کہے کہ مجہہ کو الہام ہوا) ناتمام رہی جاتی
ہے لفظ (جو) موصول متضمن معنی شرط چاہتا ہے جزا کو اور یہان جزا کا پتہ نہین
اور اگر جملہ اول کو عبارت مابعد سے ملا کر کل مغالطہ کی عبارت کو ایک بنا دین تو یہہ معنے
ہوتے ہین (کسی لغت والے نے کسی صاحب الہام کا یہہ قصہ نہین لکہا کہ تو یہہ بات
کر اُس نے کہا مین کس طرح کرون) اور تمام عبارت بالکل لغو اور پوچ ہو جاتی ہے -
اہل لغت معانی الفاظ بیان کیا کرتے ہین قصہ خوانی اُنکا کام نہین - الہام کی

حکائیتین اور اسکے اقسام اور کیفیتین وہی لوگ تبلا سکتے ہین جو صاحب حال ہین۔ واضح ہو الہام کے چند اقسام ہین ایک تحدیث یعنے وہ کلام جو پروۂ غیب سے نازل ہوتی ہے پس اگر انبیا علیہم السلام پر نازل ہو تو اُسکو اصطلاح شرعی مین وحی کہتے ہین اور اگر اولیاالله پر نازل ہو اُسکو تحدیث کہتے ہین اور ایسے ہی لفظ وحی مورد کے اعتبار سے جداگانہ معنے رکھتا ہے اگر سوائے نبی کے اور کسی کی طرف وحی کی نسبت کیجائے تو اُس جگہ الہام مراد ہوگا چنانچہ اس آئیت مین واذا وحیت الی الحوارِیین ان امنوابي وبرسولي جبوقت الہام کیا ہمنے حواریون کی طرف کہ لقین لاؤ مجہہ پر اور میرے رسول پر اور اس آیت مین واوحینا الی ام موسی ہم نے الہام کیا موسی کی والدہ کو۔ چونکہ یہہ لوگ نبی نہ تہے اس واسطے اِن آئیتون مین وحی کا ترجمہ الہام کیا جاتا ہے۔ اور ابن عباسؓ کی قراءت مین ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدّث الآیۃ اور نہین بہیجا ہمنے تجہہ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اور نہ صاحب الہام آخر آیت تک اگرچہ لفظ محدث ہماری قراءت متواتر مین نہین مگر علماء کے نزدیک قراءت غیر متواتر خبر مشہور کا حکم رکہتی ہے اور حدیث صحیح مین ہے قد کان فیمن قبلکم من الامم محدّثون فان یک فی امتی احد فعمر بیشک پہلی امتون مین صاحب الہام تہے پس اگر میری اُمت مین کوئی ہوگا تو عمر ہوگا۔ اس آیت اور حدیث مین تحدیث کی قسم کا بیان ہے۔ تحدیث کے معنی ہین بات کرنی پر ثابت ہوا کہ صاحب الہام کو غیب سے کلام سُنائی دیتی ہے ملا صاحب جو الہام کو محض خیال تبلاتے ہین بالکل غلط ہے۔

قسم دویم۔ زبانی فرشتہ متشکل بشکل بشر کے کلام سُننا جیسا کہ مریم علیہا السلام کے حق مین فرمایا فارسلنا الیہا روحنا الآیات پس ہم نے بہیجا مریم کی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو آیتون کے اخیر تک واذ قالت الملائکۃ یمریم ان الله یبشرک

جسوقت کہا فرشتون نے تحقیق اللہ خوشخبری دیتا ہے تجہہ کو واذ قالت الملائکۃ
یمریم ان اللہ اصطفاک اور جسوقت کہا فرشتون نے اے مریم تحقیق اللہ نے
برگزیدہ کیا تجہہ کو اِس قسم کے الہام کو اصطلاح قوم مین خطاب ملکی بہی کہتے ہین
تیسری قسم الہام کا یہہ ہے کہ صاحب الہام کے دل سے خود بخود ایک بات جو حق
ہا ... ہے اُسکی زبان پر آتی ہے اکثر ایسی بات بہی مونہہ سے نکلتی ہے کہ پیشتر
اُسکو یاد نہی بلکہ اُسکا علم نہ تہا حقیقت مین وہ کلام غیبی ہوتی ہے خیالات نفسانی
نہین ہوتے قسم سوم کا الہام باعتبار مورد کے دو قسم ہے اور ہر ایک قسم کا جُدا جُدا
نام ہے اِس قسم کا الہام اگر نبی کو ہو تو اُسکو نفث فی الروع کہتے ہین حضرت فرماتے
ہین ان روح القدس نفث فی روعی تحقیق ہونکا جبرئیل نے میرے دل مین اگر
کسی اور شخص کو ہو تو اُسکا نام نطق سکینہ ہے چنانچہ صحابہ کرام کہتے ماکنا نبعد
ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر وقلبہ ہم بعید نہ سمجہتے اِس بات کو جو سکینہ گویا
ہوتا ہے عمر فاروق کی زبان اور دل پر یعنے عمر کی بات سُنکر ہم یون گمان کرتے تہے
کہ یہہ شخص اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ الہام ربانی سے کہتا ہے۔ شارحان حدیث
سید۔ طیبی۔ صاحب لمعات لکہتے ہین سکینہ اُس شئے کا نام ہے جو صاحب الہام
کی زبان پر ڈالی جاتی ہے یا فرشتے کا نام ہے جو الہام لیکر آتا ہے قسم چہارم
یہہ ہے کہ صاحب الہام کے دل مین محض خیال آوے جیساکہ ملا صاحب نے بیان
کیا ہے اور ان دو حدیثون مین بہی اسی کا ذکر ہے ان للملک لمۃ بقلب ابن آدم
وللشیطان لمۃ فلمۃ الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالوعد ولمۃ الشیطان ایعاد
بالشر وتکذیب بالوعد تحقیق فرشتہ کا لگاو ہے انسان کے دل سے اور شیطان
کا بہی لگاو ہے فرشتے کی لگاوٹ کیا ہے بہترائی کا وعدہ دینا اور خدا کے وعدون
کو سچ دکہلانا اور شیطان کی لگاوٹ بُرائی کا وعدہ دلانا اور خدا کے وعدون کو جُہٹلانا

والداعی فوق الصراط واعظ الله فی قلب کل مؤمن اور رستہ پر کھڑا ہوکر پکارنے والا۔ اللہ کا واعظ ہے جو ہر مومن کے دل مین ہے۔ حافظ ابن القیم مدارج مین فرماتے ہین والالھام ینقسم الی عام وخاص وعامه قد یقع کثیرا وخاصه قد یقع نادرا انتھی ملخصا اور الہام منقسم ہوتا ہے طرف عام اور خاص کے اور قسم عام اسکا اکثر واقع ہوتا ہے اور قسم خاص کبھی شاذونادر وقوع مین آتا ہے یہہ چارون قسم آیات اور احادیث سے ثابت ہین ملا صاحب نے چوتھا قسم بیان کرکے تینون قسمون کی نفی کردی اور برخلاف کتاب وسنت اور علماء امت کے ایک جدا رستہ نکالا ھداہ اللہ

۱۴۸ **مغالطہ ۱۴۸** لیکن شرع مین یہہ بات ثابت نہین کہ ایک شخص چلا جاتا تھا اور ہاتف نے آواز دیا قرآن مین ہی اسکا ذکر نہین پس معلوم ہوا کہ الہام صرف خیال دل کو کہتے ہین **ھدایہ** ہاتف۔ صائح۔ منادی تینون کے ایک ہی معنے ہین آواز دینے والا۔ چیخنے والا۔ پکارنے والا۔ اب ہم آیتون اور حدیثون سے ثابت کرتے ہین جو کئی شخصون کو صائح اور منادی نے پکارا اور آواز دی۔ صحیح بخاری مین ہے لما مات الحسن بن الحسن ضربت امرأته القبة علی قبره سنة ثم رفعت فسمعت صائحا یقول الا هل وجدوا ما فقدوا۔ فاجابه آخر۔ لا بل یئسوا فانقلبوا جبکہ انتقال کیا حسن بن حسن رضی اللہ عنہما نے اُنکی بیوی نے اُنکی قبر پر ایک سال خیمہ لگا رکھا پھر خیمہ اُٹھا لائی پس اُس نے سُنا ایک پکارنیوالا کہتا ہے کیا اُنہین پا گیا جو اُنہون نے کھویا تھا۔ دوسرے نے جواب دیا نہین بلکہ ناامید ہوگئی پس لوٹ چلی۔ ملا علی قاری نے صائح کا ترجمہ ہاتف سے کیا ہے۔ اور حدیث معراج مین ہے فلما جاوزت نادی مناد امضیت فریضتی وخففت عن عبادی پس جب مین گذرا ایک پکارنے والے نے پکارا مین نے اپنے فرض کا حکم جاری کردیا اور اپنے بندون

کے واسطے تخفیف کردی - اور ساریہ رضی اللہ عنہ کے قصہ مین ہے فاذا بصائح
یصیح یا ساری الجبل اچانک ایک چلانے والے نے چلاکر کہا اے ساریہ پہاڑ
کی طرف رہ اور حدیث صحیح مین ہے فسمع صوتا فی السحابۃ اسق حدیقۃ فلان
پس بادل مین سے ایک آواز سنی فلان شخص کی باغ کو پانی دے مجمع البحارین
ہے ہتف بالانصاری نادھم بأسماتیون کو ہتف یصیح دونون کے ایک
معنے ہین ایسا ہی ھتفت صاحت غرض حدیث کی شرحون اور لغت کی کتابون سے
ثابت ہوا کہ ہاتف اور صایح اور منادی کے ایک معنے ہین اور نیز صحیح روایتون سے
جن سے انکار کرنا پیروان سنت سے بعید ہے ثابت کیا گیا جو ہمارے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حسن بن حسن کی بیوی نے اور میدان جنگ مین
ساریہ رضی اللہ عنہ نے اور جنگل مین کسی مسافر نے ہاتف کی آواز سنی اور سمجھی
پس یہہ قول مصنف کا (ان معنون مین جو یہہ لوگ استعمال کرتے ہین کہین قرآن
وحدیث مین نہین آیا) باواز دہل منادی کرتا ہے کہ بیچارہ بالکل سادہ اور بے علم
ہے جس نے مشکوۃ دیکھی ہوگی وہ ان روایتون سے واقف ہوگا مصنف کو
قرآن وحدیث کے ممارست کا دعوی ہے مگر ان روایتون کی خبر نہین - اور پروردگار
فرماتا ہے ونادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا ہم نے پکارا اسکو اے
ابراہیم تو نے بیشک سچ کر دکھلایا خواب اذ ناداہ ربہ بالواد المقدس طوی جب
وقت پکارا موسی کو اسکے رب نے پاک جنگل مین جسکا نام طوی ہے - ملا صاحب
چند سطرین لکھکر فرماتے ہین (اور کئی نے آواز سنی) پہلے انکار سے توبہ کرتے
ہین پس ناظرین اس نتیجہ کو بھی منسوخ سمجھین جو انہون نے فرمایا تھا (پس معلوم
ہوا کہ الہام صرف خیال دل کو کہتے ہین) بلکہ باقرار ملا صاحب چارون اقسام صحیح
ہین **مغالطہ ۹۴** اوحی ربک الی النحل اور واوحینا الی موسی مین ۱۴۹

مفسرین الہام کے معنے کرتے ہین لیکن الہام کے معنے درست نہین ہے کیونکہ
الہام مین صرف القاہی ہوتا ہے وہان جواب وسوال نہین ہوتا **ھدایہ** یہہ
تو آپ مانتے ہین کہ وحی مین کلام اور سوال وجواب ہوتا ہے مگر الہام مین نہین ہوتا اب
ہم پوچھتے ہین کہ یہہ فرق آپ نے کہان سے نکالا اور اسپر کیا دلیل اور کونسی سند ہے
اہل لغت وحی کے معنے الہام ہی کرتے ہین جب اہل لغت کے نزدیک دونون ایک معنی
پر آتے ہین تو مفسرین کا قول صحیح ہوا۔ قاموس مین ہے الوحی الکتابة والاشارة
والمکتوب والرسالة والالهام والکلام الخفی وحی کے معنے ہین لکھنا اور اشارہ
کرنا او رمکتوب اور رسالہ اور الہام اور پوشیدہ کلام اور مجمع البحار مین ہے الوحی یقع علی
الکتابة والرسالة والالهام والکلام الخفی اور مجمع مین ہے الالهام ان
یلقی الله فی النفس امرا یبعثه علی الفعل والترک وهو نوع من الوحی یختص الله
به من یشاء من عباده لفظ وحی بولا جاتا ہے کتابت اور رسالت اور الہام اور
کلام پوشیدہ پر۔ الہام یہہ ہے کہ الله کسی کے دل مین کسی بات کا القا کرے جو اُس
شخص کو فعل یا ترک کا باعث ہووے۔ اور الہام ایک قسم ہے وحی کا خاص کرتا ہے
اُسکے ساتھہ پروردگار جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے اور یہہ بات ہم پہلے ثابت
کر چکے ہین کہ الہام بمعنے تحدیث وتلقین اور تکلیم بھی آتا ہے اور اس صفت والے شخص
کو ملہم اور محدث اور ملقن اور مکلم کہتے ہین بخاری مین ہے قد کان فیمن قبلکم من الامم
محدثون یعنی اُمتون مین غیب سے باتین سُننے والے لوگ تھے قد کان فیمن
قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی
امتی منهم احد فعمر تمہارے سے پہلے امت بنی اسرائیل مین ایسے لوگ تھے جنکے
ساتھہ غیب سے کلام کیجاتی تھی باوجودیکہ وہ نبی نہ تھے پس اگر میری امت مین سے کوئی
ویسا ہو تو عمر ہوگا اور صحیحین مین ہے ویلهمنی محامد احمده بها لا تحضرنی

الآن و فی روایۃ لیعلمنی اور الہام کریگا پروردگار مجھہ کو تعریفین جنکے ساتھہ مین اسکی حمد کرونگا جواب مجھہ کو یاد نہین اور ایک روایت مین ہے تعلیم کریگا مجھہ کو پروردگار آخر حدیث تک - ان سب روائیتون اور سندون سے ثابت ہوا کہ وحی کے معنے الہام ہی آتا ہے اور الہام مین آواز اور کلام ہی سنائی دیا کرتی ہے اور معلوم ہوا کہ ملا صاحب جیسے وضعی مسایل بناتے ہین ویسی ہی وضع لغت مین ہی دخل رکھتی ہے - خیر تیرہوین صدی کے مجتہد سے یہہ ہی غنیمت ہے کیون صاحب آپ نے صفحہ ۹۶ مین تصریح کیا ہے کہ اگر کسی آدمی سے فرشتہ کلام کرے تو اسکا نام وحی ہے نہ الہام یہہ تو بتلا دیجیے جو کوئی جھوٹا دعوی کرے کہ مجھہ کو وحی ہوتی ہے تو بموجب اس آیہ کریمہ کے و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیئ وہ شخص سردار ظالمون کا ہے یا نہین اگر ہے پس آپ اور آپکا وزیر مطیع اللہ صاحب رجواس رسالہ اور قصیدہ علیا کے اخیر مین لکھتے ہوئے سروش از غیب با من کرد ارشادے سروش گفت زغیبم بگوشم این تاریخ) تو پوری پوری اس آیت کی مصداق ہوگئی اور اگر کہو کہ یہہ کلام شاعرون کے طریق پر ہے پس بحکم آیہ کریمہ والشعراء یتبعھم الغاوون معاذ اللہ داخل زمرہ غاوین ہو جاؤ گے کیا اچھا کہا جسنے کہا ہے وزیرے چنین شہریارے چنان جہان چون نگیرد قرار چنان - افسوس آپ ملہمین صادقین پر طعن کرتے ہو اور خود بدولت ناحق مدعی وحی

مغالطہ ۱۵۰ جب یہہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کے معنون مین کلام اور تکلم ماخوذ نہین

ہدایہ ملا صاحب آپ بار بار یہی کہتے ہین کہ الہام مین کلام نہین ہوتی کیا یہہ مسئلہ آپکو الہام سے معلوم ہوا ہے یا کسی کتاب مین دیکھا ہے قرآن وحدیث اور لغت عرب سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ الہام مین کبھی کلام ہی ہوا کرتی ہے ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس پروردگار فرماتا ہے بعض لوگ اپنی اٹکل اور ہوائے نفس کے تابع ہین ایسا ہی آپکا حال نظر آتا ہے - خدا رحم

غ ۱۵۰

۱۵۱ فرماوے **مغالطہ ۱۵۱** اگر کوئی شخص دعوی کلام تکلم کا کرے اور پہر اُسپر
اطلاق الہام کا کرے ہم اُسکو صادق نہ جانینگے **ہدایہ** چونکہ آپ مقر ہین کہ وحی
مین کلام ہوا کرتی ہے اور وحی اور الہام کا مرادف ہونا لغت کی کتابون سے ثابت ہے
۱۵۲ پس آپکو اس شخص کا صادق جاننا اپنی تحریر کی رو سے ضرور ماننا پڑیگا **مغالطہ**
۱۵۲ - اللہ جل جلالہ نے صریح فرمایا ہے کہ فالھمہا فجورھا و تقوٰھا لفظ نفس عام
ہے فاسق کا ہو یا صالح کا کافر کا ہو یا مومن کا تقوی اور فجور کا الہام ہر ایک کو ممکن ہے
ہدایہ جیسا لفظ نفس عام ہے اسی طرح لفظ الہام بھی عام ہے بعضون کو بطریق
تحدیث غیبی (غیب سے ایک کلام کا سُنائی دینا) ہوتا ہے اور کسیکو بطریق خطاب ملکی (فرشتہ کا
متشکل بشکل انسان ہوکر کلام کرنا) اور کسیکو بطریق تعلیم روحی (خود بخود ایک کلام کا جو
اُسکو یاد نہ تہی یا اُسکو جانتا بھی نہ تہا زبان پر جاری ہونا) اور بہتون کو بطریق القا فی القلب
(ایک خیال دل مین آنا) اور جیسا کہ الہام تقوی مین الہام کا عام معنی لیا جاتا ہے
ویسا الہام فجور مین بہی عموم ہے مگر القاء خیر کو الہام رحمانی کہینگے اور القاء شر کو
الہام شیطانی چنانچہ اس حدیث مین (جسکو ہم پہلے نقل کرچکے ہین) دونون طرحکے
القا کا ذکر ہے - فرشتہ کا لگاؤ ہے ابنِ آدم کے دل سے اور شیطان کا فرشتہ
کی لگاوٹ خیر کی امید دلانی اور خدا کے وعدون کو سچا دکہلانا اور شیطانی لگاوٹ
بُرائی کا وعدہ دینا اور وعدہ الہی کو جہٹلانا - الہام خیر کے انواع راقم پہلے کتاب و
سنت سے ثابت کرچکا اب الہام شر کے انواع آیات بینہ و احادیث صحیحہ سے
بیان کرتا ہے - نوع اول تحدیث جو اس متفق علیہ روایت مین ذکر ہے تلک الکلمۃ
من الحق یحفظھا الجنی فیقرھا فی اذن ولیہ قر الدجاجۃ (کاہن کوئی سچی
بات بہی لوگون کو بتلا دیتے) آن حضرت نے فرمایا یہہ ایک سچی بات ہے جن
(فرشتون سے سُنکر) اُسے یاد کرلیتا ہے پس مرغی کیسی آواز کے ساتہہ بولکر

اپنے دوست کے کان مین کہہ دیتا ہے۔ نوع دویم خطاب جوان آیتون مین وارد ہے واذ زین لھم الشیطن اعمالھم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بریٓء منکم انی اری ما لا ترون ترجمہ۔ اور جسوقت سنوارنے لگا شیطان اُنکی نظر مین اُنکے کام اور بولا کوئی غالب نہ ہوگا تمپر آجکے دن اور مین رفیق ہون تمہارا پس جب سامنے ہوئین دو فوجین اُلٹا پھرا اپنی اڑیون پر اور بولا مین تمہارے ساتھ نہین مین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے۔ شیطان مجسم ہوکر لوگون کو نظر آیا اور لڑائی کے وقت جب مقابلہ مین فرشتہ دیکھے اپنے ساتھیون کو جواب دیکر بھاگ گیا۔ اور کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٓء منک جیسی کہاوت شیطان کی کہ جسوقت کہا اُسنے آدمی کو کفر کر پس جب کفر کیا کہا مین الگ ہون تجھہ سے۔ شیطان ایک زاہد کا دوست بنا اور اسکو فسق سکھلایا جب وہ پکڑا گیا تب کہنے لگا تو مجھے سجدہ کر مین تجھے بچاؤنگا۔ جب اُسنے سجدہ کرکے ایمان گنوالیا تو کہنے لگا مین تجھہ سے بیزار ہون۔ جیسے بی بی مریم سے جبرئیل نے بصورت انسانی ظاہر ہوکر کلام کیا تھا ویسے ہی ان کافرون سے شیطان نے جسم انسانی مین آکر فریب دیا۔ نوع سویم تعلیم روحانی جسکا بیان اس حدیث صحیح بخاری مین ہے فیسمع الکلمۃ فیاتی بہا الی من تحتہ ثم یلقیہا الاٰخر الی من تحتہ حتی یلقیہا علی لسان الساحر ترجمہ۔ پس سنتا ہے شیطان فرشتون سے ایک کلمہ پس اپنے سے نیچی جگہہ والے کو پہونچاتا ہے۔ پھر وہ اپنے سے نیچے رہنے والے کو سکھلاتا ہے یہانتک کہ جادوگر کی زبان پر (بذریعہ تعلیم روحانی کے) ڈالتا ہے اور ساحر ایک سچے فقرہ کے ساتھہ سو جھوٹ ملاکر لوگون مین فرشتے ظاہر کرتا ہے۔ نبوت کے جھوٹے مدعی اکثر اسی قسم کے شیطانی باتین سیکھہ کر لوگون کو فریب دیا کرتے تھے صاحب مجمع البحار لکھتے ہین

فالمروايات اشعار بان الوضع فى اذن الكهان تارة بلاصوت واخرى
به روائیون سے معلوم ہوتا ہے جو کاہن کے کان مین کبھی آواز سے بات پہنچتی
کبھی بدون آواز کے۔ نوع چہارم وسوسہ اور خطرہ جسکو مصنف خیال ولی لکھتے ہین
الشيطان يعدكم الفقر ويامركم بالفحشاء شیطان تمھین ڈراتا ہے محتاجی
سے اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا ان للملك لمة بقلب ابن ادم وللشيطان لمة
فلمة الملك ايعاد بالخير وتصديق بالوعد ولمة الشيطان ايعاد بالشر وتكذيب
بالوعد اس آیت اور حدیث مین نوع چہارم کا بیان ہے اور جیسا الہام کا معنی
آیہ کریمہ فالهمها فجورها وتقوىها مین عام ہے اسی طرح وحی اس آیت مین
وان الشياطين ليوحون الى اوليائهم (تحقیق شیطان وحی کرتا ہے طرف اپنے
دوستون کے) عموم پر محمول ہے یعنے مختلف طور پر القا کرتا ہے۔ الہام خیر اور الہام
شر مین یہہ فرق ہے کہ خیر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور شر شیطان کی طرف
سے جسکو خیر کا الہام ہوتا ہے اسکو محدث وملہم وملقن رحمانی کہتے ہین اور جسکو برائی
کا الہام ہوتا ہے اسکو محدث وملہم وملقن شیطانی بتلاتے ہین۔ آیہ کریمہ فالهمها
فجورها وتقوىها مین الہام کا ایک ہی معنے لینا اور باقی کو نہ ماننا یا سراسر تعصب ہے
یا محض بے علمی و بیخبری۔ ہم ناظرین کو ایک اور بات بتلاتے ہین ملا صاحب نے لفظ الهمها کا
ترجمہ الہام اصطلاحی سے کیا ہے اور ہم نے وہی معنے فرض کرکے اسی روش
پر یہہ جواب دیا ہے ورنہ اصل آیت فالهمها فجورها وتقوىها مین الہام کے
معنے ہین تعلیم اور تفہیم کے پس آیت کے معنے اس طرح کرنے چاہیے دلپس سکھلایا
اور سمجھایا بالنفس کو فجور اور تقوی اسکا یعنے پروردگار نے کتابین اوتار کر اور
رسول بھیجکر گمراہی اور ہدایت کا رستہ واضح کردیا اور سمجھا دیا۔ اب مصنف کا
استدلال بالکل بیجا اور باطل ہوگا۔ **مغالطہ ۱۵۳** پس یہہ لوگ جو ہمکو

الہام کا کرتے ہین اور اُنکے معتقد لوگ قرآن وحدیث سے زیادہ خیال کرتے ہین اور اُسکے منکر دن پر اشد انکار کرتے ہین بلکہ اُنکو کافر جانتے ہین یہہ باتین دین کی نہین **ھدایہ** جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہین وہ کسی چیز کو قرآن وحدیث پر مقدم نہین کرتے بلکہ الہامات کو شواہد اور مبشرات اور ترجیح اور اطمینان کا سبب سمجھتے ہین - اور جو شخص تاویل کے ساتھہ الہام کا انکار کرے اُسکو کافر نہین کہتے بلکہ شرع سے کہتے ہین چنانچہ سلف صالحین کا یہی طریقہ تہا **مغالطہ ۱۵۴** علماء عقائد نے لکہدیا ہے و الالہام لیس بحجة **ھدایہ** معلوم ہوا ملا صاحب بہت حیران ہین ہر طرف ہاتہہ مارتے ہین کوئی دلیل نہین ملتی جس سے الہام کی بے اعتباری ثابت کرین آخر اُنہین لوگون کا قول سند لاتے ہین جن کے آپ ہمیشہ سے منکر ہین اور اسی رسالہ کے اول و آخر مین جن پر اعتراض کئے ہین - اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ آپکا حافظہ اور فہم بالکل جاتا رہا ہے ورنہ آپ یہہ قول اہل کلام کا (و الالہام لیس بحجة) کبہی سند نہ لاتے آپ وجود الہام کے منکر ہین اور اس قول کے یہہ معنے ہین کہ الہام کا وجود تو ہے مگر کتاب وسنت کی طرح حجت نہین اگر اہل کلام آپکی طرح الہام کے منکر ہوتے تو یون لکہتے الہام کا وجود ہی نہین یا کہتے الہام دل کا خیال ہے جو مومن کافر صالح فاسق چہوٹے بڑے سب کے دل مین آتا ہے اور اسکی حجت ہونی نہ ہونی پر بحث نہ کرتے بلکہ علماء عقائد لکہتے ہین الہام کیا ہے القا ہونا علم کا دل مین جو ایک قسم ہے وحی کا - آپنے اتنی بات کو مان لیا کہ (حجت نہین) مگر حجت نہ ہونیوالی چیز کے وجود کو نہین مانا ایک جملہ مین خبر کا اقرار ہے اور مبتدا سے انکار یہہ بعینہ ملحدون کی سی بات ہے جو کہتے ہین کلام اللہ مین نماز کی ممانعت آئی ہے خدا فرماتا ہے لا تقربوا الصلوة **مغالطہ ۱۵۵** اور علماء عقائد نے لکہا ہے کہ اسباب علم کے تین ہین الی قولہ الہام کو کسی نے اسباب

علم سے نہین بنایا **ھدایہ** علم کلام فلسفہ کے مقابلہ مین اُسی کی ڈھنگ پر
بنایا گیا تھا اہل کلام کو منقول کی طرف توجہ نہ تھی صرف علم معقول اُنکا مبلغ علم تھا اسلئے
سلف صالحین نے متکلمین کو زمرۂ علما مین شمار نہین کیا اور آپ ہی ہمیشہ اُنکے منکر
رہے ہین مگر افسوس کہ ضد اور تعصب کے سبب بیان اُنکی تقلید کرتے ہین اگر متکلمین
برخلاف کتاب وسنت کے کسی مسئلہ کا انکار کرینگے تو بیشک اُنکا قول رد کیا جائیگا
اللہ جل شانُہ فرماتا ہے واذ اوحیت الی الحواریین ان امنوا بی وبرسولی قالوا
امنا اور جسوقت الہام کیا مین نے طرف حواریون کے یہہ کہ تم ایمان لاؤ ساتھ
میرے اور میرے رسول کے وہ بولے ہم ایمان لائے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے
شاگردون کو معرفت توحید الٰہی اور حقیت عیسیٰ علیہ السلام الہام سے حاصل ہوئی
اور اُسی کے موافق اُنہون نے اپنے عقاید کو مضبوط کرکے اللہ اور اُسکے رسول کے
برحق ہونے کا اقرار کیا معرفت توحید الٰہی کے برابر کوئی علم نہین سب علوم اس سے
ادنی ہین جب یہہ سب علمون کا سردار علم بہ سبب الہام کے حاصل ہوسکتا ہے تو اور
علمون کی کیا حقیقت ہے۔ اور فرمایا واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذ
خفت علیہ فالقیہ فی الیم ہم نے موسیٰ کی ماکی طرف الہام کیا کہ تو اُسکو دودھ
پلا پس جسوقت تجھے اسکی حالت پر خوف ہو پس ڈال اُسکو دریا مین۔ دیکھو الہام کے
ذریعہ سے کیسی مشکل حل ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی مان نے اس دور از عقل
بات پر کیسا اعتبار کیا کہ جیتے بچے کو بہتے پانی مین پھینک دیا آخر اللہ جل شانہ نے
اپنا وعدہ سچا کیا اور مان بیٹے کو ملا دیا لتعلم ان وعد اللہ حق تاکہ وہ جانے بیشک
اللہ کا وعدہ حق ہے۔ اور طالوت نے بذریعہ الہام معلوم کرکے بتلایا کہ میرے
ساتھیون مین سے جو نہر پر پانی پئیگا میری رفاقت سے رہ جاویگا۔ چنانچہ ایسا
ہی ہوا۔ اور عمر فاروق نے ایک لشکر روانہ کیا اور ساریہ نام شخص کو اُسپر امیر بنایا۔

جمعہ کے روز خطبہ پڑھتے ہوئے آپکو بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ مسلمانون کو شکست ہوتی ہے آپ اُسیوقت امیر لشکر کو پکار کر تدبیر بتانے لگے اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جا پروردگار نے یہی آواز انکو پہنچادی اور وہ پہاڑ کی طرف لپشت کر کے کھڑے ہو گئے۔ دشمنون کا داؤ نہ چلا آخر کفار مغلوب ہو کر بہاگ گئے۔ اور ایک شخص سے حضرت عمر نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا جمرہ آپ نے پوچھا باپ کا نام بولا شہاب آپنے دریافت کیا کس قبیلہ سے کہا حرقہ سے پوچھا کہان رہتا ہے کہا حرۃ النار مین پوچھا کونسی جگہہ کہا ذات لظی مین فرمایا جا اپنے گھروالون کی خبر لے وہ سب جل گئے۔ جب اُس شخص نے جا کر دیکھا تو یہی حال تہا جو حضرت عمر نے کہا تھا۔ یہہ حالات آپکو الہام سے معلوم ہوئے اور جیسے بتلائے ویسے ہی دیکھنے مین آئے۔ عمر فاروق کے ایسے ہی حالات دیکہہ کر صحابۂ کرام کہا کرتے ان الملک ینطق علی لسان عمر ملا صاحب کو محدثین کے عقاید کی خبر نہین ورنہ متکلمین کی تقلید نکرتے علامۂ زمان نواب سید محمد صدیق حسن خان لغیۃ الرائد فی شرح العقائد مین لکہتے ہین کہ کثیر از سلف صالحین الہام کو اسباب علم سے جانتے ہین۔ پس یہہ بات (کہ الہام علم کا ذریعہ اور سبب ہے) کتاب الٰہ اور آثر صحابہ سے بخوبی ثابت ہوئی اور ملا اور متکلمین کا بے سند قول رد ہوا **معالطہ**

١٥٦ بلکہ سب یہی کہتے ہین ان الالہام لیس من اسباب المعرفۃ لصحۃ الشیئ عند اہل الحق یعنے الہام اہل سنت و جماعت کے نزدیک کسی شے کی صحت معلوم کرنے کا اسباب نہین ہے

ھدایہ نسفی کی مراد اہل حق سے متکلمین ہے کیونکہ اہل فن اپنی اپنی فن کا ہمیشہ حوالہ دیا کرتے ہین ملا صاحب اگر راست گوئی کرتے عبارت نسفی کا ترجمہ اس طرح فرماتے (یعنے الہام اہل کلام کے نزدیک کسی شے کی صحت معلوم کرنے کا اسباب نہین ہے) تو عوام الناس فریب مین نہ آتے اور مخالفت متکلمین کی چندان پروا نہ کرتے انہون نے اہل کلام کی جگہہ اہل السنت والجماعت لکھہ دیا۔ مگر ایسی ابلہ فریبی سے کیا ہوتا ہے

لـه رواہ البیہقی قال ابن حجر اسنادہ حسن ۲ رواہ مالک فی الموطا ۳ رواہ البیہقی ۴ ابن مردویہ ... عن خالد بن ... ان الشرکین ... المسلمین ... حضرت عمر نے فرمایا ... شکست دیا سلمانون کو

١٥٦

اہل حق وہ ہین جنکے عقائد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق ہین۔ نسفی متکلمین
مین سے ایک شخص ہی سائل صفات مین اکثر غلطی کرتا ہے اور پہرا نہین مسائل
کو اہل حق کی طرف منسوب کرتا ہے اُنکے نزدیک اہل حق اہل کلام ہین **مغالطہ**

۱۵۷

۱۵۷۔ اور اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجہنا خطا ہے بلکہ ہر ایک مومن اولیاء اللہ
ہے اور الہام کسی کا خاصہ نہین ہے **ھدایہ** مومن مفرد اولیا جمع یہہ کونسا محاورہ
اور عربیت ہے نحو میر کے پڑہنے والے بہی جانتے ہین کہ مطابقت مبتدا اور خبر مین ضروری
ہے ملا صاحب بیشک ہر مومن ولی ہے مگر جیسے عمل ویسا درجہ ایک سابق بالخیرات ہین
اور ایک میانی روش والے اور ایک گناہون کے سبب اپنی جان پر ظلم کرنیوالے
مومنون کے درمیان فرق ہے بعضون کو بعضون پر فضیلت ہے ملا صاحب اگر مدعی
ساوات ہین تو اُسکا قول برخلاف قرآن کون مانیگا۔ آیت و احادیث سے ثابت ہے
کہ الہام متنازع فیہ ہر ایک شخص کو نہین ہوتا بلکہ وہ خاص لوگ ہین جو اس عالی رتبہ
کو پہنچتے ہین چنانچہ پروردگار نے انبیا اور رسل کے ساتہہ اہل الہام کا ذکر فرمایا
قراءت ابن عباس مین ہے وما ارسلنا من قبلک من نبی ولا رسول ولا
محدّث اور حدیث شریف مین ہے لقد کان فیمن قبلکم من الامم محدّثون
اور صاحب مجمع البحار لکہتا ہے ھو نوع من الوحی یختص اللہ بہ من یشاء
من عبادہ عمر فاروق جیسے مومنون کو الہام ہوتے تہے ہر شخص کا منہہ نہین
جو دعوی کرے جبکہ اہل اللہ کے ساتہہ الہام کی خصوصیت نقل اور عقل سے ثابت
ہے ملا کا بے دلیل قول کون سُنیگا۔ دراصل ملا صاحب اسکے فہم سے قاصر ہین جو
بات سمجہہ مین نہ آئی اُسکی تکذیب کے درپے ہوگئے بل کذبوا بما لم یحیطوا
بعلمہ دعوی تو یہہ ہے کہ ہم ہر بات کی سند کتاب و سنت سے لائینگے مگر خاص کر
بحث الہام مین سوائے اس بات کے (الہام ہمبنے خیال ہے) اور کوئی دلیل نہین

لائے عجب ناطقہ بند ہوا ہے - مجتہد صاحب کچھہ تو ارشاد کیجئے - الہام کا مسئلہ بدیہی
الثبوت ہے دیکھو الہام سے اکثر حالات گذشتہ اور آئندہ کہلجاتے ہین محض خیال
سے گو تمام عمر خیالی پلاؤ پکا ؤ مین مخفی حالات منکشف نہین ہوتے پہر دونون کو ایک
کہنا ایسا ہے جیسے کوئی نور اور ظلمت کو ایک کہے **مغالطہ ۱۵۸** الہام بموجب
اصلی معنون کے خیال ڈالا جانا کسی آیت کا اور دل مین آجانا اور بہولی ہوئی یاد کرائی
جانی یا کسی مقدمہ مین بحالت تردد آیت یاد دلائی جانی یہہ تو جائز ہے منع نہین **ہدیہ**
ملا صاحب یہان الہام کے معنے کرتے ہین (یاد دلانا اور یاد کرانا) غنیمت ہے آپکی
ضد تو ٹل گئی بار بار یہی کہتے تہے الہام دل کا خیال ہے اب یاد دلانا بہی الہام ہوگیا
مگر یہ امر ظاہر نہ ہوا ہو کسی انسان کا یاد دلانا مراد ہے یا غیب کی یاد دہانی - خیر اگر ملا
صاحب کسی بشر کی یاد دہانی کو الہام کہینگے تو غیب کی یاد دہانی بطریق اولی الہام تہی تو
کہی ہوگی - امر حق تہا بے اختیار زبان پر آگیا الحق یعلو ولا یعلی **فایدہ** اگر ہم
فرض کرین الہام کے ثبوت کی کوئی دلیل نہین اور کسی صحابی کو کشف حالات نہین ہوا
اور اس وقت ایک شخص صادق متقی خائف من اللہ دعوی کرے جو مجہے بعض اوقات
کشف ہوتا ہے اور اسکا نام الہام رکہے تو ہم بیشک اسکو سچا جانینگے - یہہ کوئی حل
و حرمت کا مسئلہ نہین ہے جسپر دلیل شرعی کا لانا ضروری ہو - مومن کو سچا جاننا اور
اسکے قول کو تصدیق کرنا اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور ہمارے رسول کریم کا طریقہ
ہے - پروردگار فرماتا ہے یومن باللہ ویومن للمومنین رسول خدا اللہ پر ایمان رکہتا
ہے اور مومنون کی بات پر یقین کرتا ہے - اگر کوئی اعتراض کرے کہ صحابہ کو جب یہہ
حالت حاصل نہ تہی تو اس شخص مدعی کو کس طرح حاصل ہوگئی اسکا جواب یہہ ہے کہ
کہ علماء امت کے نزدیک بہت ایسے قصہ اور واقعات مسلمات سے ہین جن سے
پایا جاتا ہے کہ ایک ادنی درجہ والے سے ایسا امر صادر ہوا جو اعلی درجہ والے سے

کبھی وقوع مین نہین آیا - چنانچہ بعض لوگ خوف خدا سے دفعتاً مر گئے اور انبیا او صحابہ کرام مین سے کوئی نہین مرا اللہ پاک کا عطا ہے اختیاری کام نہین جو اُسپر طعن کیا جاوے کہ تجھہ کو کیون الہام ہوا اور تو کیون مرگیا یا کیون مجذوب ہوا اصحابہ مین کوئی ایسا نہین ہوا **مغالطہ ۱۵۹** لیکن اس طور کہنا کہ اللہ تعالی نے مجھہ کو یہہ آیت الہام کی اور اُسکے تکلم اور کلام خیال کرنا کہ خدا نے مجھہ سے کلام کی اور اس آیت کو مجھے فرمایا ان معنون سے جائز نہین **هذا یه** المرعد ولما جهل آدمی جس چیز کو نہین جانتا اُسکا دشمن اور مخالف ہو بیٹھتا ہے آپ ملہمین صادقین کے حالات سے بے خبر ہین - صاحب الہام یہہ نہین کہتے کہ جو ہمین الہام ہوتا ہے وہ یقیناً پروردگار کی کلام ہے - بلکہ متردد رہتے ہین کہ یہہ کلام ربانی ہے یا خطاب ملکی بعض الہامات مین یہہ بہی خوف ہوتا ہے مبادا کہین شیطانی وسوسہ نہ ہو ملہمین صادقین کے امام امیر المومنین عمر رض نے اپنے منشی سے کچہہ لکھوانا چاہا - کاتب نے لکھا هذا ما اری الله عمر امیر المؤمنین فقال رضی الله عنه امحه اکتب هذا ما رای عمر فان کان صوابا فمن الله والکان خطا فمن نفسی والله ورسوله بری منه **ترجمہ** یہہ وہ چیز ہے جو اللہ نے دکھلائی امیر المؤمنین عمر کو پس آپ نے فرمایا مٹادے اسکو (جو تو نے اسکو یقیناً اللہ کی طرف منسوب کیا ہے) لکھہ یہہ وہ چیز ہے جو دیکھی عمر نے پس اگر درست ہے پس خدا کی طرف سے ہے اور اگر ہے خطا پس میرے نفس سے ہے اور اللہ اور اُسکا رسول اُس سے پاک ہین ہمارے امام اور پیشوا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب کی بابت جسمین بعض مسایل خلاف جمہور امت تھے بطریق الہام یہہ دیکھا من شذ شذ فی النار اور فرمایا واللہ اعلم یہہ الہام رحمانی ہے یا وسوسہ شیطانی اس کتاب کے دلایل دیکھنے چاہیئے کیونکہ دلیل پر اعتبار کر سکتے ہین دلیل کے مقابلہ مین الہام کا اعتبار نہین

ملا صاحب جو فرماتے ہین کہ صاحب الہام کا یہہ کہنا (کہ خدا نے مجھہ سے کلام کی
اور اس آئت کو مجھے فرمایا ان معنون سے جائز نہین) ہماری سمجھہ مین نہین آتا
کیون ناجائز ہے اگر آپ ان معنے کر کہتے ہین کہ صاحب الہام آئت یا کلام کو سنکر
یقیناً جانتا ہے کہ بلا واسطہ خدا نے مجھہ سے کلام کی تو بیشک یہہ دعوی باطل ہوگا
اور نہ کسی اہل حق نے آجتک ایسا کہا ہے اور اگر آپکی یہہ مراد ہے جو کوئی شخص
پروردگار سے ہمکلام ہو نہین سکتا اور جو آئیت یا کلام صاحب الہام سُننے اُسکے
منجانب اللہ ہونیکا احتمال وگمان ہی نہین کر سکتے تو یہہ آپکی خطا ہے پروردگار
فرماتا ہے ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل
رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء نہین منصب) واسطے کسی بشر کے (جو بے واسطہ
کلام کرے اُس سے اللہ مگر بطریق وحی کے یا پردہ کے اوٹ سے یا بھیجتا ہے
رسول (یعنے فرشتہ) کو پس وہ وحی کرتا ہے اللہ کے حکم سے اس آئیت مین صاف
ارشاد ہے کہ پروردگار اپنے بندون سے ہمکلام ہوتا ہے انبیا علیہم السلام سے
بطریق وحی اور اولیا اور صلحا سے بطور الہام کے اور اگر آپ خاص کر آیات قرانی
کے الہام اور القا سے منکر ہین اور اُسکو ممتنع مانتے ہین تو کسی دلیل نقلی یا عقلی
سے اسکا بطلان ثابت کیجئے **مغالطہ ۱۶۰** اگر کوئی شخص کسی کام مین متردد

۱۶۰

ہے اور کہتا ہے کہ مجھے یہہ حکم ہوا قوموا للہ قانتین پس اگر اس خطاب کو عام خیال
کرتا ہے تو اُسکے الہام ہونے کی کوئی خصوصیت نہ ہوئی بلکہ یہہ آئیت اول ہی سے
نازل ہے **ھدایہ** آئتین بیشک پہلے ہی نازل ہو چکی ہین اور اُنکے الفاظ
اور مورد بھی عام ہین مگر جب صاحب الہام پردۂ غیب سے سُنتے ہین یا خود بخود اُنکی
زبان پر آیات جاری ہوجاتی ہین تو وہ اپنے حال سے مطابق کرتے ہین اور بسبب
فہم خداداد کے حظ وافر اُٹھاتے ہین مثلاً اگر کسی کام کے نیک و بد ہونے مین متردد

ہوتے ہین تو مثلاً آیہ والرجز فاهجر سُننکر اُسکے ترک کا عزم کرتے ہین اور جب
دینی معاملات کے سبب مصیبتون مین مبتلا کیے جاتے ہین تو قوموا للہ قانتین
اور ان اللہ معنا سُننکر اُن کے دل مطمئن ہوتے ہین اور اُسکو طمانیت اور
بشارت منجانب اللہ سمجھتے ہین - سبحان اللہ مبشرات غیبی سے ایسی تسلی اور شوق الی اللہ
اور رغبت خیر حاصل ہوتی ہے کہ اسباب ظاہری سے اُسکا عشر عشیر بھی حاصل نہین
ہوتا کیونکہ علم اکتسابی علم لدنی کو نہین پہنچتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل تمام لوگون مین سے
زیادہ مبتلائے تکلیف انبیا ہوتے ہین پھر درجہ بدرجہ - انبیاء بہ سبب تائیدات اور
بشارات غیبی کے اُس حالت مین جبکہ جہان اُنکی عداوت اور مخالفت پر متفق ہوتا ہے
مطمئن اور ثابت قدم رہتے ہین اور ایسے ہی اولیاء اللہ جسقدر ایمان اُسیقدر امتحان
ملہمین کا کام ہے جو گھر بار یار و اغیار وطن اور مقام عیش و آرام سب کچھ توکل
برخدا چھوڑکر فی سبیل اللہ ہجرت کرتے ہین علم اکتسابی والے کبھی اتنا حوصلہ نہین
کرسکتے الا ماشاء اللہ - **مغالطہ ۱۶۱** اگر اس دلیل سے لینے آپکو خصوص کرتے

ع ۱۶۱

تو چاہئے کہ ان آیات کو جنمین مؤمنین کے واسطے جنت کی بشارت ہے ہر ایک
اپنے اوپر خاص کرکے زید کہے کہ مین بہشتی ہون قطعی اور عمرو و بکر بھی یہی
کہین **ہدایہ** زید و عمرو جو اپنے قطعی جنتی ہونیکا دعوی نہین کرسکتے اُسکا
سبب وہ نہین جو آپ سمجھے ہین - کیا آیت کا عموم زید کو یقین دخول جنت سے
مانع ہے ہرگز نہین بلکہ آیات کا عموم یہی چاہتا ہے کہ زید اپنے آپکو بالجزم جنتی سمجھے
جب ہم جنس عام پر ایک حکم لگادینگے تو ضرور ہوگا کہ ہر ہر فرد کی نسبت اُسکو تسلیم
کرین - بلکہ اسکا سبب یہہ ہے کہ گو زید اسوقت مؤمن ہے اور مؤمن کے لئے
جنت کا وعدہ ہے مگر [illegible]

اعتبار خاتمہ کا ہے اگر مرتے وقت کہ جبکہ دخول جنت کا موقع ہے وہ ایمان پر ثابت
قدم نہ رہا تو گویا یہہ کبھی ایمان نہ لایا تھا - اس لیے کوئی دعوی نہین کر سکتا - بالفرض
اگر کسی مؤمن یا کافر کی نسبت ہمین یقین ہو جائے کہ اسکا خاتمہ بالخیر ہوگا تو ہم بے
تامل کہین گے کہ یہہ جنتی ہے - ہم ملا صاحب کی حالت پر افسوس کرتے ہین جو
ایسا موٹا سا مسئلہ سمجھ نہین سکتے اور اجتہاد کا دعوی ہے - خدا سب کا خاتمہ بالخیر
کرے - ہم اُنکی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ وہ بنظر انصاف غور کرکے فرما دین
جو اس فضول بحث سے اُنکو کیا حاصل - شریعت مین اسکو قیل و قال کہتے ہین رسول
خدا صلعم نے بیہودہ گفتگو سے منع فرمایا نہی رسول اللہ صلعم عن قیل و قال -

مغالطہ ۱۶۳ - اور قرآن مین بعض آیات ایسے ہین کہ اُن مین خاص رسول اللہ ۱۶۳
صلعم ہی مخاطب ہے اُنکے سوائے کوئی مخاطب بن نہین سکتا **ھدایہ** اگر
الہام مین اُس آیت کا القا ہو جس مین خاص آنحضرت کو خطاب ہے تو صاحب الہام
اپنے حق مین خیال کرکے اُسکے مضمون کو اپنے حال سے مطابق کریگا اور نصیحت پکڑیگا
اللہ جل شانہ فرماتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار تم عبرت حاصل کرو اے
آنکھون والو - لفظ اعتبار لیا گیا ہے عبور سے عبور کے معنے گزر کرنا اور اصطلاحی معنے
ہین ایک امر مین نظر کرنی تا کہ اُسکے ساتھہ اور امرون کو پہچانین - پروردگار کا حکم
ہے جو ہم دوسرے کا حال دیکھہ کر یا قصہ سنکر نصیحت پکڑین اور عبرت حاصل کرین
فرمایا ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشی بیشک بیچ اسکے البتہ عبرت ہے ڈرنیوالے
کو اور فرمایا ان فی ذلک لآیات للمتوسمین بیشک اسمین پتے ہین دھیان کرنے
والون کے لئے - انبیا علیہم السلام اور اُنکی اُمتون کے قصے اسی واسطے قرآن
مجید مین نازل کئے گئے ہین کہ ہم اپنے حالات کو حالات سلف کے ساتھہ مطابق
کرکے دیکھین اور پھر اپنے پر سعادت اور شقاوت کا حکم لگا دین یہہ نہین کہ بطور رمل کی

کے امیر حمزہ کی داستان سمجھ کر سرسری نظر سے دیکھین - پس اگر کوئی شخص ایک آیت
کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ صلعم کے حق مین نازل فرمائی ہے اپنے پر وارد
کرے اور اُسکے امر اور نہی اور تاکید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجھے تو بیشک وہ
شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا - اگر کسی پر اُن آیات کا القا ہو جن مین
خاص آنحضرت کو خطاب ہے مثلاً اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ کیا نہین کھولا ہمنے
واسطے تیرے سینہ تیرا وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی قریب ہے تجھے دیگا رب
تیرا پس تو راضی ہوگا فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ کفایت ہے تیری طرف سے اُنکو اللہ فَاصْبِرْ کَمَا
صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ پس تو صبر کر جیسا صبر کیا اولوالعزم رسولون نے وَاصْبِرْ
نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ اور صبر دلا
تو اپنے جی کو اُن لوگون کی رفاقت مین جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام
خواہش رکھتے ہین اُسکی ذات کی فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ پس نماز پڑھ تو اپنے رب
کے لئے اور قربانی کر وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ اور نہ
کہا مان جسکا دل غافل کیا ہمنے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا ہے اپنی خواہش کے وَ
وَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی اور پایا تجھہ کو بھولا ہوا پس راہ دکھایا تو بطریق اعتبار یہ
مطلب نکالا جائیگا کہ انشراح صدر اور عطا اور رضا اور انعام ہدایت حسب لائق
یہہ ہے علی حسب المنزلت اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امر و نہی و عدہ مین
اُسکو آنحضرت کے حال کا شریک سمجھا جائیگا - اور آیات مذکورہ مین کوئی بات
اِس قسم کی نہین جو خاصہ ہو رسول مقبول کا بلکہ ادر مؤمن بھی اِسمین شریک
ہین - رب العالمین سے ارشاد ہوا لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ وَرَتِّلِ
الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا اور ٹھہرا کر پڑہ تو قرآن کو اچھی طرح سے ٹھہرانا اس حکم کے آنحضرت
سے کچھہ خصوصیت نہین - اگرچہ خطاب خاص ہے مگر حکم عام اولٓئک الذین

بہم اللہ فبہداھم اقتدہ اور اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا
مین ولی ... کم عرصہ مین قرآن مجید کو ختم مت کرو اور حضرت علی اور حضرت عباس
رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا لا تنثروہ نثر
الدقل ولا تھذوہ ھذ الشعر قفوا عند عجائبہ وحرکوا بہ القلوب ولا
یکون ہم احدکم اخر السورۃ ترجمہ قرآن کو ایسے پراگندہ نہ کرو جیسے ردی کھجور کو
... شعرخوان کی طرح ... مین ... کرو اور اسکے ساتھ اپنے دلون
کو ... تمہارا یہی خیال ... کب سورۃ ختم ہوتی ہے - اور واضح
... رسول اللہ صلعم ... مین ہر مومن صادق کو اسکے
... انشراح صدر ہوتا ہے اس بارہ مین بہت سی آیتین اور حدیثین
... جل شانہ فرماتا ہے فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام
... شخص کو چاہتا ہے اللہ جو ہدایت کرے کھولدیتا ہے سینہ اسکا واسطے اسلام
کے ... افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ کیا پس جس
شخص کا کھولدیا ہے اللہ نے سینہ واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے ہے اپنے
رب سے اس مضمون کی آیات وحدیث بہت ہین - اور آخرت مین مومنون کو
نعمتین عطا ہونگی اور شفاعت کا اذن دیا جاویگا پس راضی ہونگے غرض تمام اہل
ایمان کو اللہ کے فضل سے یہہ رتبہ نصیب ہوگا اللہ جل شانہ اس آئت مین نعمتون
اور رضامندی کا ذکر فرماتا ہے جزاءھم عند ربھم جنات عدن تجری من
تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ بدلہ انکا نزدیک
انکے پروردگار کے باغ ہین بسنے کے بہتی ہین نیچے انکے نہرین ہمیشہ رہینگے اسمین
خوش ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے - اس مضمون کی اور
بہت سی آئتین ہین - اور شفاعت کے باب مین فرمایا شفعت الملائکۃ و

وشفع النبیون وشفع المؤمنون ولم یبق الا ارحم الراحمین شفاعت کر چکے فرشتہ اور شفاعت کر چکے انبیا اور شفاعت کر چکے مؤمن اور نہین باقی رہا مگر ارحم الراحمین - اور صحیحین مین ہے فوالذی نفسی بیدہ مامن احد منکم باشد مناشدۃ فی الحق قد تبین لکم من المؤمنین للہ یوم القیمۃ لاخوانھم الذین فی النار پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ مین ہے میری جان نہین تم مین سے کوئی شخص اپنے ثابت شدہ حق پر ایسا سخت تقاضا کرنیوالا جیسے کہ مؤمن قیامت کے دن اپنے مؤمن بہائی کی خاطر جو گرفتار دوزخ ہوگا تقاضا کریگا اہل ایمان کے کچے گرے ہوئے بچے قیامت کے روز اپنے والدین کی شفاعت کرینگے ابن ماجہ مین روائیت ہے ان السقط لیراغم ربہ اذا دخل ابویہ النار فیقال ایھا السقط المراغم ربہ ادخل ابویک الجنۃ تحقیق کچا بچہ البتہ جہگڑیگا رب اپنے سے جس وقت اسکے ماباپ دوزخ مین داخل ہونگے پس کہا جائیگا اے کچے بچے اپنے رب کے ساتہہ جہگڑنے والے داخل کر اپنے ماباپ کو جنت مین۔ وہ احکام جن کے ساتہہ پروردگار نے خاص رسول اللہ صلعم کو مخاطب فرمایا ہے دوسری جگہہ قرآن مجید مین اور ون کے واسطے موجود ہین - جیسا اُن جگہہ آئیتون مین آنحضرت کو کفائیت اور صبر اور ذاکرین کی مجالست اور غافلون سے نفرت اور صلوۃ اور قربانی وغیرہا کا ارشاد ہوا ہے ویسا ہی مومنون کے واسطے ان آیات مین حکم ہے وکفی اللہ المؤمنین القتال کافی ہے اللہ مومنون کو لڑائی مین انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد تحقیق ہم البتہ مدد کرینگے اپنے رسولون اور ایمان لانے والے لوگون کی زندگانی دنیا مین اور جس دن کہڑے ہونگے گواہ یا ایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا اے اہل ایمان صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور لگے رہو یا ایھا الذین آمنوا

اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اے اہل ایمان ڈرو اللہ سے اور ساتھہ رہو سچے لوگون کے ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل اور مت چلو اُن لوگون کی مرضی پر جو گمراہ ہوئے اِس سے پہلے ولا تطیعوا امر المفسدین اور مت پیروی کرو مفسدون کے کام کی واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ قایم کرو تم نماز اور ادا کرو زکوۃ والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر اور اونٹ قربانی کے ٹھہرائے ہین ہم نے تمہارے واسطے نشانی دین کی تمہارا اُسمین بھلا ہے - دیکھو جب اِن آیتون سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھہ اور مومن بھی اِن امور مین شامل ہین پس اگر خطاب نبوی کو صاحب الہام بطریق اعتبار و انحاظ اپنے حق مین سمجھے تو کیا بُرائی ہے ملا صاحب اعتبار کے خود قایل ہین صفحہ ۲۵ مین فرماتے ہین (اگر قرارت مین اپنا بھی لحاظ کرلے کہ یا اللہ میرا بھی یہی حال ہے تو مضایقہ نہین) چونکہ اعتبار قاریون کے حق مین آپکے مسلمات سے ہے اسلیئے ہم نے ملہمین کے حق مین بھی یہی تاویل کردی - ورنہ اگر صاحب الہام یہی سمجھے کہ خاص مجھی کو خطاب ہے تو شرعاً کچہہ قباحت نہین کتاب و سنت اور اقوال علماء امت سے کچہہ اعتراض پایا نہین جاتا - **مغالطہ** ۱۴۳ قرآن کے جو خطاب ہین عام ہین حاضرین اور غیر حاضرین اور مولود اور غیر مولود پر جب اس آیت کا خاص ایک شخص ہی مخاطب ہوگیا تو بالبداہۃ قرآن سے نکل گئے جب آیت قرآن سے نکل گئی تو تحدی وانکنتم فی ریب مما کی ٹوٹ گئی اور دعوی اعجاز قرآن کا نعوذ باللہ باطل ہوا کیونکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہہ آیت قرآن سے نہین اور ایسی آیت کا مقابلہ کرسکتے ہین فتدبر ولاتغفل **ھدایہ** ملا صاحب نے جہان اُن آیتون کے الہام سے انکار کیا ہے جن مین خاص رسول اللہ صلعم مخاطب ہین اور بغیر دلیل نقلی کے اُسکو منع بتلایا ہے یہی عقلی دلیل بعینہ پیش کی ہے کہتے ہین اگر قرآن سے ہے تو مخاطب قرآن کے

۱۴۳

رسول اللہ صلعم ہی ہین نہ اور کوئی اگر رسول اللہ صلعم مخاطب نہین تو پہر قرآن ہی نہین وہی شبہہ لازم آئیگا قرآن کی تحدی وانکنتم فی ریب مما الخ ٹوٹ گئی کیونکہ آئیت ملقیہ سے جسکے مخاطب رسول اللہ صلعم ہین قرآن سے اُسکا مقابلہ کرسکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ یہہ آئیت اُس آئیت کی مثل بعینہ ہے جسکے مخاطب رسول اللہ صلعم ہین) یہان بہی بڑے فخر اور ناز سے وہی شبہہ وارد کرتے ہین ایسی برجستہ تقریر پر کیون نہ اتراوین جناب کی دیگ علم کا سرجوش ہے آپ فرماتے ہین مخاطب کے بدل جانے سے کلام بدل جاتی ہے کیا خوب ہوتا اگر یون کہتے اچہا متکلم کے بدل جانے سے ہی کلام اور ہوجایا کرتے ہین اور جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے وہ کلام الہی نہین پڑہتا بلکہ خود ایک فصیح کلام بناکر فصاحت قرآنی کا مقابلہ کرتا ہے اور (معاذ اللہ) بجائے استحقاق ثواب کے مستوجب عذاب ہوتا ہے۔

مولوی صاحب تبدیل مخاطب اور تخصیص عام کے سبب الفاظ قرآنی قرآن سے نہین نکلتے اور قرآن کا غیر نہین بنتے اگر مخاطب کے بدلنے سے کلام بدل جاتی تو عرب کے بڑے بڑے فصیح اور بلیغ مقابلہ سے کیون عاجز ہوتے اُنسے ایک سورۃ نہ بن سکی اگر ایسا ہوتا تو وہ سارا قرآن اپنا بنالیتے مثلاً ایک عورت مریم بنت عمران کو مخاطب کرکے کہتی یا مریم ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی نساء العالمین یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین اور جناب رسول اللہ صلعم کے سامنے دعوی کرتے دیکہو ہم نے ویسی ہی آئیتین بنا دی ہین جیسے تم مریم بنت عمران کی شان مین لائے ہو اور ذراسی بات مین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا کے دعوی کو توڑدیتے یا ایک شخص محمد نام آج نبوت کا دعوی کرے اور اپنی شان مین یہہ سراپا اعجاز آئیتین لاوے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل محمد رسول اللہ اور ایک کتاب بناکر اُسکے عنوان مین لکہدے

ذلک الکتاب لاریب فیه وهذا کتاب انزلناه مبارک لیدبروا آیاته
ولیتذکر اولوالالباب ۔ کتاب احکمت آیاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر
اور اپنی کتاب کو مشار الیه ٹهراوے کیا وه مدعی نبوت اور اسکی کتاب سچی هوجاویگی
هرگز نهین قرآن مجید کے لفظون مین اعجاز هے تاوقتیکه کوئی شخص الفاظ قرآنی
کے سوا اور الفاظ جمع کرکے ایک سورت یا کتاب مثل اسکے نه بناوے دعوی فصاحت
واعجاز قرآن کا نهین ٹوٹتا **مغالطه ۱۶۴** اور ایک روز دو شخص ایک کے
روبرو لڑرهے تهے وه شخص منع کرتا تها که تم لڑو نهین وه باز نه آئے ایک
نے دوسرے کا سر پهوڑ دیا وه شخص کهتا هے که مجهے الهام هوا فقال لهم رسول
الله ناقة الله وسقیاها فکذبوه فعقروها فدمدم علیهم ربهم بذنبهم
فسوٰها ولا یخاف عقباها پهر کهتا هے مین تین روز متحیر رها که یهان ناقة الله
کون هے پهر مین نے دیکهی صورت ایک کی الهام هوا هذه ناقة الله **هدایه**
یهان قاعده اعتبار جاری کیا جائیگا گویا صاحب الهام کو ارشاد هوتا هے که توظالمون
کو ظلم سے منع کرنیوالا هے یا تو منع کریگا جیسا صالح علیه السلام نے اپنی قوم کو عقر
ناقه سے منع فرمایا تها اور ظالم ومظلوم کا وهی حال هوگا جیسا انجام کار ناقه اور اسکے
مارنے والون کا هوا تها اب نبوت تو باقی نهین رهی که صاحب الهام اپنے آپکو
نبی سمجهے صرف اعتبار اور الفاظ هوسکتا هے **مغالطه** علاوه برین کسی صحابی
یا تابعین سے ثابت نهین که کسی نے دعوی الهام کا کیا هو **هدایه** مسئله
الهام کا حلت وحرمت کا مسئله نهین جو اسکا ثبوت صحابه اور تابعین سے ضرور هونا
چاهئے بلکه حضرت آدم علیه السلام سے لیکر اس دم تک اگر کسی نے بهی دعوی
نه کیا هو اور آج ایک شخص متقی صالح صادق دعوی کرے جو مجهے الهام هوتا هے
اور مجهے غیب سے آواز آتی هے تو هم اسکو سچا جانینگے اور حکم شریعت تمام اهل

۱۶۴

۱۶۵

اسلام پر لازم ہے کہ اُسکو سچا سمجھین جناب پیغمبر خدا صلعم مومنون کا اعتبار کرتے
تہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے و یومن للمومنین اگر کہو لاکہون مین سے ایک شخص
کس طرح اِس رتبہ کو پہنچگیا۔ ہم کہین گے یہہ امداد غیبی ہے صاحب الہام کا اسمین
کچہہ اختیار نہین یختص برحمتہ من یشا واللہ ذوالفضل العظیم جزوی فضیلت
ادنی کو اعلیٰ پر ہوسکتی ہے اگر ملہمین سے کوئی خاص شخص آپکے نزدیک لایق الہام
نہین تو اس شخص پر آپ اعتراض نہ فرماوین آپکو چاہئیے ایک نالش صاحب
ملکوت السموات والارض کے حضور مین اس مضمون کی دائر کرین اے احکم الحاکمین
تو عادل ہے کمترین کی عمر پچاس سے تجاوز کرگئی کبہی دولت الہام سے اسکو
حصہ نہین ملا بلکہ آجتک یہہ کیفیت ہی سمجہہ مین نہین آئی اور اِس آخری زمانہ
مین اس غلام کے ہمعصرون مین سے بعضون کو تو نے اِس دولت سے مالا
مال کردیا ہے۔ فدوی اپنے دل کی کیفیت کچہہ عرض نہین کرسکتا تو خود دانا بینا
ہے جس طرح ہوسکے میرا انصاف فرما استغفر اللہ یہہ آپ کے کہنے کی بات ہے جو
(کسی صحابہ یا تابعین سے ثابت نہین کہ کسی نے دعوی الہام کا کیا ہو) صحیح بخاری
مین روائیت ہے آنحضرت نے فرمایا کہ تمہارے سے پہلے امت بنی اسرائیل
مین ایسے لوگ تہے جو غیب سے اُنکے ساتہہ کلام کیجاتی تہی باوجودیکہ وہ نبی نہ تہے
پس اگر میری امت سے کوئی ویسا شخص ہو تو عمر ہوگا اور بیہقی مین ہے صحابہ
کہتے ان الملک ینطق علی لسان عمر عمر کی زبانی فرشتہ بات کرتے ہین اور فرماتے
عمر کی زبانی سکینہ باتین کرتا ہے اور طبرانی اِس روائیت کو مرفوعاً لایا ہے تتکلم
الملائکۃ علی لسانہ کلام کرتے ہین فرشتے صاحب الہام کی زبانی بلکہ صحیح روائیتون
سے ثابت ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ پر آیات قرآنی کا قبل از نزول الہام
ہوا کرتا تہا آپ مانین یا نہ مانین ہم بہ نیتِ اظہارِ حق روایات نقل کرتے ہین۔

صحیح بخاری مین ہے اجتمع نساء النبی صلعم فی الغیرۃ فقلت عسی ربه
ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلک اکٹھے ہوکر زور
ڈالا حضرت کی بیویون نے حضرت پر عمرؓ کہتے ہین پس مین نے کہا امید ہے پروردگا
اُسکا اگر وہ تمہین طلاق دے تمہارے عوض اور عورتین دے تم سے بہتر پس
اللہ جل شانُہ کی طرف سے یہی آئیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے انس سے روایت
کیا ہے قال قال عمرؓ وافقت ربی او وافقنی ربی فی اربع نزلت ھذہ الایة
کہا حضرت انس رضؓ نے فرمایا عمرؓ نے موافق ہوا مین اپنے رب سے چار چیزون
مین نازل ہوئی یہہ آئیت ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین کہا
حضرت عمرؓ نے فلما نزلت پس جبکہ نازل ہوئی یہہ آئیت قلت مین نے کہا فتبارک
اللہ احسن الخالقین پس پروردگار نے نازل کیا فتبارک اللہ احسن الخالقین
اور روائیت کی عبد الرحمن ابن ابی لیلی نے ان یھودیا لقی عمر بن الخطاب فقال
ان جبرئیل الذی یذکر صاحبکم عدو لنا فقال عمر من کان عدو اللہ و
ملائکته ورسله وجبرئیل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین قال فنزلت
علی لسان عمر تحقیق ملا ایک یہودی عمر بن الخطاب سے پس یہودی نے کہا فرشتہ
جبرئیل جسکا ذکر کیا کرتے ہین تمہارے صاحب ہمارا دشمن ہے پس حضرت عمرؓ نے
کہا۔ من کان عدو اللہ و ملائکته ورسله وجبرئیل ومیکال فان اللہ عدو
للکافرین پس نازل ہوئی آئیت جیسی کہ عمرؓ کے زبان سے نکلی تہی ہم کہتے ہین کہ حضرت
کی بشارت عمر فاروق کے حق مین پوری ہوئی اسرار غیب اُنکی زبان پہ جاری ہوئے
اور سکینہ اُنکے مونہہ چڑہ کے بولے کیونکہ بغیر الہام غیبی کے ایسے کلام کا بنانا
ناممکن ومحال شرعی ہے علاوہ برین ملا صاحب نے چند وجہ سے ان آئیتون کا عمر رضؓ کو
الہام ہونے سے انکار کیا ہے ہم ہر ایک شبہ کو معہ جواب لکھتے ہین (وجہ اول)

۱۶۶

مغالطہ ۱۶۶ مین پہلے بیان کر چکا ہون کہ مجھکو مطلق الہام آیات کا انکار
نہین کیا معنے کہ الہام چیزیست در دل انداختن ہے اگر کسی کے دل مین کوئی
آئیت یاد آجائے تو مضایقہ نہین **ھدایہ** (یاد آنے کا) اطلاق اُس جگہ
کر سکتے ہین جہان ایسی صورت ہو کہ ایک آئیت نازل شدہ کسی شخص کو اول یاد
تہی پہر بہول گیا اب دوبارہ اُسکو یاد آگئی ہم وہ مثالین لکہہ چکے ہین جن مین صراحت
ہے کہ ہنوز آئیتین نازل نہ ہوئی تہین اور امیر المومنین عمر پر اُنکا الہام ہوا (وجہ دوم)

۱۶۷

مغالطہ ۱۶۷ قبل از نزول قرآن یہہ کلمہ اُسکو القا ہوئے قرآن کا القا اُسکو
نہین ہوا کیونکہ قرآن اُسوقت نہین تہا جب وحی رسول اللہ پر لیکر آیا تب کلام اللہ
تہا **ھدایہ** قرآن مجید حضرت پر نازل ہونے سے پہلے ہی کلام الہی تہا اور
کلام معجز تہا حضرت پر نازل ہونیکے سبب اعجاز کی صفت اسمین پیدا نہین ہوئی
کیا قرآن مجید بشر پر اُترنے کی جہت سے اعجاز کی صفت رکہتا ہے نہین بلکہ
کلام الہی ہونیکے سبب وہ معجز ہے اور قرآن مجید اُسوقت سے کلام الہی ہے
جسوقت رسول کریم صلعم نبی ہوکر دُنیا مین نہ آئے تہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔
شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن مہینہ رمضان کا وہ ہے جسمین اُتارا گیا
ہے قرآن۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ہم نے نازل کیا قرآن کو شب قدر
مین بلکہ حضرت پر نازل ہونے سے پہلے ایک ہی رات مین جو ماہ رمضان کی شب
قدر تہی سارا قرآن ایکہی دفعہ لوح محفوظ سے نچلے آسمان پر جسکو سماء دُنیا کہتے ہین
نازل ہوا اور سماء دنیا پر نازل ہونے سے پہلے لوح محفوظ مین لکہا ہوا تہا فرمایا انہ
لقرآن کریم فی کتاب مکنون بیشک یہہ قرآن ہے عزت والا لکہا ہوا چہپی کتاب
(لوح محفوظ) مین بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ بلکہ وہ قرآن ہے
بزرگ (لکہا ہوا) لوح محفوظ مین۔ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرۃ بایدی سفرۃ

کو اہربہ سرتہ قرآن مجید لکہا ہوا ہے بیچ اوراق کے جو عزت والے ہین بلند اور پاک
جو ہاتہون مین ہین کاتبون بزرگ اور نیک کے اور روایت کی ابن النصرلیس اور
ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور صحیح کہا ہے اُسکو ابن ابی حاتم نے
اور روایت کیا ہے ابن مردویہ نے اور بیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس رضی
الله عنہ سے آیت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کی تفسیر مین قال انزل القرآن فی
لیلۃ القدر جملۃ واحدۃ من الذکر الذی عند رب العزۃ حتی وضع
فی بیت العزۃ فی سماء الدنیا ثم جعل جبریل ینزل علی محمد بجواب کلام
العباد و اعمالھم فرمایا ابن عباس نے نازل ہوا قرآن شب قدر مین ایک ہی
رات مین سارا اُس کتاب مین سے جو پاس رب العزت کے ہے یہانتک جو رکہا
گیا بیت العزت مین جو نچلے آسمان مین ہے پہر جبریل لیکر اُترتے رہے محمد صلعم
پر بندون کی باتون اور عملون کے جواب - ملا صاحب آپ ہی انصاف فرماوین
کہ جس صورت مین متکلم نے اپنے علم مین کسی کو مخاطب ٹھہرا کر ایک کلام کی اور اپنے
دفتر مین لکھہ رکہی مگر اپنے قاصد کی زبانی مرسل الیہ کو نہ پہنچائی گیا جب تک وہ
کلام قاصد کے ذریعہ سے نہ پہنچائی جائے وہ اُس متکلم کی کلام نہ کہلائیگی کیا اسکی
عقل کا یہی متقضا ہے یا آپ ضد مین آکر ایسی باتین کرتے ہین ام تأمرھم احلا
مھم بھذا ام ھم قوم طاغون اگر یہہ قاعدہ تسلیم کیا جاوے (کہ جب تک کلام
بواسطہ رسول ادا نہ کی جاوے وہ متکلم کی کلام نہین ہو سکتی) تو لازم آئیگا کہ سوائے
قرآن مجید اور توریت و زبور و انجیل اور اُن صحائف کے جو بواسطہ جبریل امین انبیا
علیہم السلام پر نازل ہو چکے ہین اور کچہ کلام الہی نہ ہو حالانکہ پروردگار فرماتا ہے
قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
ولو جئنا بمثلہ مددا تو کہہ اگر سمندر ہو سیاہی واسطے (لکھنے) میرے رب کے

باتون کے البتہ نپٹ چکے سمندر پہلے ختم ہونے میرے رب کی باتون کے اگر دوسرا
بھی لاوین ہم ویسا ہی اُسکی مدد کو۔ افسوس آپ فخر سے ایسے قواعد وضع کرتے ہین جو
صریح آیتون کے مخالف ہین (وجہ سویم) **مغالطہ ۱۶۸** یہہ بات کہین سے ثابت
نہین ہوتی کہ اُن لوگون کی یہی کلام تہی اور اللہ تعالی نے بعینہ یہی اُتاری **ہدایہ**
کیون نہین صحیح روائیتون سے ثابت ہے کہ جو اُن لوگون کی کلام تہی اللہ تعالی نے
بعینہ وہی نازل فرمائی حضرت عمر رضی اللہ عنہُ نے پیغمبر خدا صلعم کے ازواج مطہرات سے
کہا عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلک پس
اسی طرح الفاظ نازل ہوئے اور فرماتے ہین مین نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین
پس اسی طرح خدا نے نازل فرمایا اور عبدالرحمن نے اس مطلب کو بصراحت تمام ادا
کیا ہے فرماتے ہین فنزلت علی لسان عمر آئیت اُن الفاظ سے نازل ہوئی جو الفاظ
عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوئے تہے ان روائیتون سے اُن الفاظ (جو عمر رضہ کی
زبان پر جاری ہوئے تہے) اور آیات کے ایک ہونے مین کچہہ شک نہین رہتا آپ
دانستہ ایسی مثالین لائے ہین جن مین احتمال باقی رہے اور بعلیم دہو کا کہائین (وجہ
چہارم) **مغالطہ ۱۶۹** وہ کلام جو اُنکے مونہہ سے نکل آگے اُتری ہوئی نہین تہی
اور کسی کتاب مین لکہی ہوئی نہین تہی بطور بولی اپنی کے اُنہون نے اپنے مونہہ سے
نکالی **ہدایہ** کیا خوب آپ اس بات کے بہی قائل ہین جو ایک عرب کا رہنے
والا آدمی اپنی بولی اور محاورہ کے موافق قرآن مجید کی سی آئیتین بنا سکتا ہے۔ این
کار از تو آید و مردان چنین نکنند۔ آپ ابہی دہائی دیتے تہے کہ جو آئیتین قرآن مجید
مین نازل ہو چکی ہین اور لوگ لاکہہ دفعہ اُنکو پڑہ بہی چکے ہین اُن آیتون کا بہی الہام
اور القا ہونا جائز نہین کیا وجہ جو الہام کے سبب وہ آئیت آئیت قرآنی نہ رہیگی اور یہہ
قباحت لازم آئیگی جو وہ الہام اعجاز مین آئیت قرآنی سے مقابلہ کر سکتا ہے اب خود ایر

بات کے مقر ہو گئے کہ لوگون کی بے تکلف بول چال کبھی قرآن مجید کی سی ہوتی تھی۔
من حضر لا خیبر وقع فیہ اِس صورت مین اعجاز قرآن مجید کا باطل ہو گیا جو جا ہے
ویسی کلام بنالے اور ایک سورۃ کیا پچاس سورتین مرتب کرکے فاتوا بسورۃ من مثلہ
کا مقابلہ کرے **مغالطہ ۱۷۰** اگر کسی نے دعوی کیا ہی ہو اور کوئی صحابی سے
ثابت کردے تو اسپر بھی یہی اعتراض آویگا خواہ صحابہ ہو یا تابعین وغیرہم **ھدایہ**
بضمن ہدایت نمبر (۱۶۳) بحث تحدی واعجاز مین ہم اس اعتراض کا جواب مفصل لکھ
چکے ہین ملا صاحب کو صحابہ اور تابعین کا طریقہ پسند نہین اس لئے بڑی جرات سے اُن پر
اعتراض کرتے ہین اور بڑی نفرت سے کہتے ہین (خواہ صحابہ ہو یا تابعین وغیرہم)

مغالطہ ۱۷۱ اس مقام پر اگر کوئی تعاقب کرے کہ صحاح ستہ مین وارد ہے
رسول اللہ صلعم بوقت افتتاح صلوۃ آیت وجہت وجھی الیک اخیر تک پڑھتے
تھے اور اپنی کلام سے ملاتے تھے اگر رسول اللہ صلعم اپنے آپکو متکلم ٹھہراتے تھے تو
اُسپر بھی اعتراض وارد ہوتا ہے جواب اِسکا یہ ہے کہ قرات قرآن کی نماز مین یا غیر نماز
مین نقلا وحکایۃ ہے۔ **ھدایہ** واہ یہ حافظہ اور دعوی اجتہاد کا انی وجہت
وجھی للذی فطر السموات والارض کو آپ وجہت وجھی الیک لکھتے ہین۔
برین خوارہی امید ملک داری اگر کوئی شخص بوقت دعا اور سوال کے یا بہ نیت اظہار
عجز اور خلوص کے وہ آیتین جن مین اس قسم کا مضمون ہو پڑھے اور اپنے آپکو مراد رکھے
تو عند الشرع بے شبہ جائز ہے جب جناب رسول اللہ صلعم مقام دعا اور تضرع مین آیات
قرآنی پڑھتے اپنی ذات مبارک کو مراد رکھتے چنانچہ اُن روایات سے جن مین اِس قسم
کی دعاؤن کا ذکر ہے ہمارے بیان کی صداقت پائی جاتی ہے ملا صاحب کا قول (کہ
قرات قرآن کی نماز مین یا غیر نماز مین نقلا وحکایۃ ہے) صحیح ہے مگر دعا اور تلاوت مین
فرق ہے تلاوت اور قرات کے وقت جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ بر سبیل حکایت ہوتا ہے

http://knooz-e-dil.blogspot.com/

برخلاف دُعا کے دُعا اور سوال کے وقت اگر دُعا مانگنے والا آئیت متضمن معنے دُعا بطریق حکایت (غیر شخص کا قصہ سمجھکر) پڑہتا رہے اور اپنے آپکو مراد نہ رکھے تو فرمائیے کیا فائدہ مقام افتتاح صلوۃ دعا اور تسبیح و تمجید کی جگہہ ہے نہ تلاوت اور قرارت کی جناب رسول اللہ صلعم جب قربانی کرتے بہ نیت انکسار و اظہار اخلاص کے یہی آئیت (وجہت وجہی) پڑہتے اور نسائی اور ابن ماجہ مین روائیت ہے کہ نماز تہجد مین تمام رات جناب پیغمبر خدا صلعم ایک یہی آئیت پڑہتے تہے ان تعذبہم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم حضرت شفیع المذنبین گنہگاران امت کے حق مین دُعا کرتے تہے اور کہتے تہے اگر تو اُنکو عذاب کرے پس تحقیق وہ تیرے بندے ہین اور اگر تو مغفرت کرے اُنکے لئے پس تحقیق تو ہے زبردست حکمت والا حالانکہ پروردگار نے قرآن مجید مین خبر دی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان کلمات سے میدان حشر مین تضرع اور دعا کرینگے اور صحیح بخاری اور سنن اربعہ مین ایک روایت ہے جس سے ہمارا مطلب کمال صراحت سے ثابت ہوتا ہے وان اناسا یوخذ بھم ذات الشمال فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیئ شہید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم اور تحقیق کچہہ لوگون کو پکڑکر بائین طرف لیجائینگے یعنے قیامت کے دن پس مین کہونگا جیسا کہا خدا کے نیک بندہ (عیسی علیہ السلام) نے مین اُنکا شاہد حال تہا جب تک مین اُنمین موجود تہا پس جب تو نے مجھے اُٹھا لیا تو ہی تہا نگہبان اُن پر اور تو ہر چیز پر حاضر ناظر ہے اگر تو اُن کو عذاب کرے پس وہ تیرے بندہ ہین اور اگر تو مغفرت کردے پس تو ہی غالب حکمت والا اور جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا لم یدع بھا رجل مسلم فی شیئ الا استجاب لہ رواہ احمد والترمذی دعائے یونس علیہ السلام جو آئیت کریمہ کے نام سے مشہور ہے) نہین پکارا اسکے ساتہہ کسی مسلمان

شخص نے مگر قبول ہوا واسطے اُسکے۔ روایت کیا اِسکو احمد اور ترمذی نے پروردگار
نے یونس علیہ السلام کے قصہ مین حکایتاً اِس دُعا کا ذکر فرمایا ہے اور آنحضرت تمام
دعا کرنیوالے مسلمانون کو اِسکی اجازت دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ یہہ اللہ کا اسم اعظم
ہے۔ اور جنگ خیبر مین جب آپ دشمنون کی سرزمین مین جا اُترے اُسوقت یہ کلمات
فرمائے انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین تحقیق جسوقت ہم آن
اُترتے ہین کسی قوم کے میدان مین پس مصیبت کا دن نکلتا ہے ڈرائے گئے لوگون
پر۔ قرآن مجید مین مشرکان مکہ کو وعید ہے تم عذاب الٰہی پر دلیری مت کرو ہمارا عذاب
ایسا ہے اذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین جسوقت اُتر پڑیگا عذاب اُنکے
میدان مین پس بری مصیبت کی صبح ہوگی ڈرائے گئے لوگون کی اصل آئت مین لفظ
نزل غائب کا صیغہ تہا جسکا فاعل ہے عذاب آنحضرت نے نزلنا جمع متکلم کا صیغہ
فرمایا اور ضمیر جمع کو فاعل بنایا اور ایسا ہی لفظ ہم (ضمیر جمع مذکر غائب) کو جو راجع ہے
طرف کفار مکہ کے حذف کرکے اُسکی جگہ قوم فرمایا اور اہل خیبر کو مراد رکہا - اور خلیفہ ثالث
امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے بحالت محاصرہ دیوار پر سے سر نکالکر باغیون کو مخاطب
کرکے فرمایا یقوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم
ہود او قوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید رواہ ابن ابی شیبہ اے میری قوم نہ کمائیو
میری ضد سے ایسی چیز جس سے پہنچے تمکو (عذاب) جیسا پہنچا نوح علیہ السلام کی قوم اور
ہود کی قوم اور صالح کی قوم کو اور لوط علیہ السلام کی قوم تم سے کچہہ دور نہین روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے - قرآن شریف مین ہے کہ شعیب علیہ السلام نے اپنی
قوم کو اِس سے مخاطب فرمایا تہا اور خلیفہ ثالث نے محمد بن ابی بکر اور اُنکے ساتہیون
کو خطاب کیا طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے بعیت
کے پیچہے یہہ بات کہی یا لیتہ ایدینا ولم تبایعہ قلوبنا اُسکے ساتہہ ہمارے ہاتہون نے

بیعت کی ہے اور ہمارے دلون نے بیعت نہین کی آپ نے سُنکر فرمایا فمن نکث
فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجرا عظیما پس جو
شخص عہد توڑیگا پس سوائے اسکے نہین کہ بدعہدی کریگا اوپر نفس اپنے کے اور جو
کوئی پورا کرے جسپر اقرار کیا اللہ سے وہ دیگا ثواب اُسکو بڑا یہہ آیت بیعت الرضوان
والون کے حق مین نازل ہوئی تہی خلیفہ چہارم نے اپنی بیعت والون کے حق مین پڑہی
صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت ابو موسی نے کسی شخص کو ایک مسئلہ مین فتوی دیا
اور اُس شخص کو کہا جاؤ حضرت ابن مسعود کے پاس وہ بہی میرے فتوی کے موافق فتوی
دیگا جب وہ شخص ابن مسعود کے پاس آیا اور ابو موسی کی بات اُسکو سنائی ابن مسعود نے
کہا قد ضللت اذا وما انا من المھتدین اقضی فیھا بما قضی النبی صلعم الحدیث
یعنے تحقیق گمراہ ہوجاؤن مین (اگر ابو موسی کے موافق فتوی دون) اور نہ ہون مین
راہ پانیوالون مین سے مین حکم کرونگا وہ جو حکم کیا رسول صلعم نے دیکہو قرآن مین قد ضللت
کے متکلم رسول اللہ ہین اور ابن مسعود نے اپنے آپکو متکلم کردیا - قرآن وحدیث مین
ایسی مثالین بہت پائی جاتی ہین اگر سب کو لکہین تو ایک دفتر بنجائے ناظرین کو یاد
ہوگا ہمارے ملا صاحب نے پہلے یہہ قاعدہ وضع کیا تہا جو سب ذکر اور دعا توفیقی ہین
یعنے اُنہین الفاظ کے ساتہہ دعا کرنی جائز ہے جو الفاظ قرآن وحدیث مین آگئے
ہون مثلاً لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اب فرماتے ہین کہ
دعا ماثورہ پڑہتے وقت اگر کوئی شخص اپنے آپکو مراد رکہیگا تو گنہگار ہوگا مثلاً ربنا
ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین - رب انی مسنی
الضر وانت ارحم الراحمین - رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین -
جو شخص ان دعاؤن کو پڑہے تو یہہ سمجہے کہ مین حضرت آدم اور حضرت ایوب اور حضرت
زکریا علیہم السلام کا قصہ بیان کرتا ہون اور اپنے لئے جناب الہی سے کچہہ نہین چاہتا

غرض دعائے ماثورہ وغیر ماثورہ سب سے لوگون کو روکتے ہین ہم ایسے مجتہد کے
حق مین دُعا کرتے ہین ہو خدا اُسکو ہدائیت کرے **مغالطہ ۱۷۳** ایسا ہی
اور بعض ادعیات حکایتاً ہی ہین جیسا کہ التحیات کیونکہ اگر حکایت نہ ہو تو التحیات مین
نداد خطاب واقع ہے جیسا کہ السلام علیک ایہا النبی اور خطاب حاضر کو ہوتا ہے رسول
اللہ صلعم حاضر نہین بلکہ حیات ہی نہین اگر اسکو حکایت شب معراج کا پڑہنا نہ مقرر کرین
تو اسپر دو اعتراض وارد ہوتے ہین ایک خطاب غیر موقع دوم کلام فی الصلوۃ ہیغفسد
صلوۃ ہے اسیواسطے علما نے تصریح کی ہے کہ اسکا پڑہنا حکایۃ ہے اس مسئلہ کو
شیخ عبد الحق نے اپنی تصانیف مین مصرح لکہا ہے **ھدایہ** ملا صاحب آپکو اور شیخ
عبد الحق کو کیونکر معلوم ہوا کہ شب معراج مین بطور راز و نیاز کے الفاظ التحیات کے پڑہے
گئے تہے اور اب تمام امت محمدی کو بطور حکائیت پڑہنے کا حکم ہے شائد آپ اور شیخ صاحب
اردلی مین آنحضرت کے ساتہہ گئے ہونگے چشم دیدہ حال آپ بیان کرتے ہین ورنہ اگر
قصہ کی صداقت پر کوئی سند معتبر لائیے آپ تو صحاح پر عمل کرنیوالے ہین کسی صحیح سند
سے ثابت کیجئے نہ ہوسکے تو روائیت حسن یا ضعیف ہی لائیے مگر اتنا خیال رہے جو کتب
متداولہ حدیث کا حوالہ دیا جاوے ورنہ شیخ جیسے متاخرین کا قول سند نہین ہوسکتا در اصل
یہہ قصہ بالکل غلط ہے کسی محدث نے اپنی کتاب مین نقل نہین کیا ایسی بے اصل
بات کا نقل کرنا گویا اللہ اور رسول پر بہتان باندہنا ہے۔ آنحضرت فرماتے ہین کفی بالمرء
کذبا ان یحدث بکل ماسمع آدمی کی دروغگوئی کی یہہ کافی علامت ہے جو کچہہ
کسی سے سُنے سو ہے کہدے اس حدیث کا مقصد یہہ ہے کہ آدمی بازاری گپ شپ
کا اعتبار نہ کرے اور افواہی باتون کو نقل نہ کرتا پہرے۔ لوگ ناقل کے اعتبار پر
اُس بات کو سچ جانتے ہین حالانکہ دراصل وہ بات جہوٹی ہوتی ہے۔ ملا صاحب نے
کسی معراجنامہ پڑہنے والے سے یہہ قصہ سُنکر نقل کردیا ہے اور دل مین سمجہہ لیا

(افواہ خلق نقارۂ خدا) ایسی مشہور بات کی کچھہ تو اصل ہو گی صحیح بخاری مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم ہم لوگون کو قرآن مجید کی طرح التحیات سکھلاتے اور ہم آنحضرت کے ایام حیات مین السلام علیک ایہا النبی کہتے تھے اور بعد وفات کے السلام علی النبی کہنے لگے۔ بھلا اگر صحابہ کرام بہ سبیل حکایت پڑھتے ہوتے تو کاف خطاب کو کیون ترک کرتے نقل مین تصرف جائز نہین ہوتا باقی جواب یہہ ہے کہ جو لوگ بعد رحلت حضرت رسالت مآب کے السلام علی النبی بغیر کاف خطاب کے پڑھتے تھے اُن پر کوئی شبہہ وارد نہین ہوتا نہ غائیب کو خطاب نہ کلام فی الصلوۃ البتہ یاران نبی صلعم مین سے جو لوگ بایام قیام دُنیا اور نیز بعد از رحلت بطرف ملاء اعلیٰ کاف خطاب سے السلام علیک کہتے رہے اُن پر آپ معترض ہو سکتے ہین۔ پس اُنکا جواب یہہ ہے کہ بے شک نماز مین کلام کرنا منع ہے مگر جہان اللہ اور رسول کا حکم ہو وہان کچھہ مضائقہ نہین بلکہ وہ بولنا ہی عین عبادت ہے چنانچہ ابی بن کعب نماز پڑھ رہے تھے اور آنحضرت نے اُنکو آواز دی حضرت ابی اپنے آپکو معذور جانکر چُپکے ہو رہے نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت شریف ہوئے اور عذر بیان کیا آنحضرت نے فرمایا تو نہین جانتا اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعا کم اے اہل ایمان ہان کرو تم اللہ اور رسول کے سامنے جسوقت وہ تمہین پکارین ایسا ہی التحیات مین اگر تکلم پایا جاتا ہے تو کچھہ مضائقہ نہین یہہ دُعا خود رسول اللہ صلعم نے قرآن مجید کی طرح لوگون کو سکھلائی ہے جب رسول خدا اجازت گفتگو کی دین تو پھر مانع کون ہے رہا خطاب غائیب یا میت اِسکا جواب یہہ ہے کہ بیشک حقیقتاً رسول خدا صلعم حاضر اور زندہ نہین ہین مگر حکماً ہین ابو داؤد و بیہقی روائیت کرتے ہین ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی ارد علیہ السلام جب کوئی شخص مجھہ کو سلام کہتا ہے اسوقت اللہ جل شانہٗ میری روح مجھہ پہ لوٹاتا ہے اور مین اُسکو جواب سلام دیتا ہون

بس جبکہ ہمارا سلام آپکو پہنچ جاتا ہے اور آپ ہمکو جواب بھی دیتے ہین تو یہہ خطاب غیر محل نہ ٹھہرا اور دوسری روایت مین ہے ان للہ ملائکتہ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام رواہ النسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ تحقیق اللہ کے فرشتہ ہین سیر کرنیوالے زمین مین مجھہ کو پہنچاتے ہین میری اُمت کی طرف سے سلام روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے اور ابن حبان نے روایت کیا اپنی صحیح مین اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا ان دونون حدیثون کی رو سے اگر کوئی شخص نماز مین یا خارج از نماز بوقت درود یا سلام کے رسول اللہ صلعم کو حکماً مخاطب سمجھے تو بیشک جائز ہے ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحالت خطبہ منبر پر چڑہ کر صحابہ کبار کے ایک جماعت کے روبرو لوگون کو التحیات پڑہنا بتلایا اور اُس مین لفظ سلام کاف خطاب کے ساتھہ یعنے السلام علیک سکھلایا کسی صحابی نے اسپر انکار نہ فرمایا گویا تمام صحابہ کا اِسپر اتفاق اور اجماع ہوا جائے حیرت ہے کہ ملا صاحب اجماع صحابہ پر اعتراض کرتے ہین اور پہر اس سے بڑہ کر فرماتے ہین (رسول خدا صلعم) حاضر نہین بلکہ حیات ہی نہین ناظرین انصاف پسند ملا صاحب کے اِن دونون اعتراضون کو زیر نظر رکہکر اُس قصیدہ نعتیہ کو ملاحظہ فرماوین جو آپ نے اپنے رسالہ کے اخیر مین الحاق کیا ہے اُسمین کہین آپ سلام سے آن حضرت کو مخاطب کرتے ہین کہین اور کلام سے ہی کوئی پوچھے یہہ خطاب کس قسم کا ہے۔ اگر شعر گوئی کے وقت حقیقتاً رسول اللہ صلعم کو حاضر اور سمیع جانکر مخاطب کرتے ہو تو شرک صریح لازم آئیگا آخر یہی کہوگے ہم نے شعرا کے قاعدہ کے موافق رسول اللہ کو حاضر وسمیع فرض کر لیا ہے گو حقیقتاً ایسا نہین پس جو کام بتقلید شعرا آپ کے لئے جائز ہو جاتا ہے کیا باتباع سنت سنیہ نبویہ اور باقتدا رصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارے اور آپکے حق مین جائز نہین ہو سکتا ملا صاحب نے اِس قصیدہ مین شاعری کا بڑا زور دکھلایا ہے سچ پوچھو تو گویا شاعری

کی ٹانگ توڑی ہے نظم ناموزون قافیہ ندارد بہت سے عربی الفاظ غلط ہم اس موقع پر
اگر پورا تعقب کرین تو ایک ایسی ہی اور کتاب بنجاوے چونکہ ہمارے مبحث سے یہ بات
خارج ہے اور ناظرین رسالہ کے اوقات بوقت مطالعہ ناحق ضایع ہونگی اس لئے ہم صرف
اُن غلطیون کا ذکر کرتے ہین جو احکام شرعیہ کے خلاف ہین مثلاً کلمات شرک تزکیہ
نفس تفضیل اہل سنت والجماعت تاکہ طالبان حق کلمات شرک زبان پر نہ لاوین
اور ائمہ دین کو منسوب بضلالت نہ کرین اور ملا صاحب جیسے اپنے مونہہ سے میان مٹھو بنے
ہین ویسے ہی اُنہین معصوم صفت نہ سمجھ بیٹھین بلکہ اس آیت کریمہ کا لحاظ رکھین والشعرا
یتبعھم الغاون الی قولہ وانھم یقولون ما لا یفعلون شاعرون کی پیروی کرتے ہین بہکے
ہوئے لوگ اور شاعر وہ بات کہتے ہین جو نہین کرتے۔ اول آپ بسم اللہ کرتے ہی فرماتے ہین
بخان ودودۂ دانش فزود نشو و نما ؂ ز نور علم و عمل کرد گوہرم یکتا ؂ ہمکو خاندان عقل
و دانش مین ترقی بخشے علم کامل اور اعمال صالح کے نور سے میرا وجود یکتا اور تمام زمانہ
مین بے نظیر کردیا سبحان اللہ ہم ایسے اور ہم ویسے خاندان دانش کون جنکو آپ خود
ہی گرفتار شرک اور بدعت جانتے ہین اور ہمیشہ ردّ کرتے ہین آج وہی آپکی ذات پُر
صفات کے سبب علم و دانش کا گھرانہ اور جائے فخر ہوگیا خیر ہمین اس سے کیا غرض
نیک ہون یا بد ان آیات قرآنی اور ملا صاحب کی لن ترانی کو دیکھنا چاہئے اللہ جل شانہ
فرماتا ہے ھو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض واذ انتم اجنۃ فی بطون
امھاتکم فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی وہ خوب جانتا ہے تمکو اُس وقت سے
جب سے تمہین پیدا کیا زمین مین سے اور جبکہ تم تھے بچے اپنی ماؤن کے پیٹ مین
بس مت پاک ٹھہراؤ تم اپنے آپکو وہ خوب طرح جانتا ہے اُن لوگون کو جو متقی ہین اور فرمایا
الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء کیا نہین دیکھا تونے
اُن لوگون کی طرف جو پاک بتلاتے ہین اپنے آپکو بلکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے جسکو چاہتا

ہے۔ دیکھو یہہ شعر ان آیات کے خلاف ہے یا نہین جس بات سے خداوند کریم نے
روکا ہمارے بہادر شاعر نے اُسی کا دعوی کیا کالا سے بد بریش خاد ند ہکے دو یم آگے
جلکر کہتے ہین ؎ نہ بہ کفر و ضلالت نہ راہ فسق و فجور ؎ بہ پیری و بجوانی بری نمود و جدا ؎
کفر اور گمراہی کے جنگل اور فسق اور فجور کی راہ سے بڑہاپے اور جوانی مین بری اور جُدا
رہا ہون۔ صراح مین لکہا ہے فسق بیرون شدن بندہ از فرمان لیس جس نے حکم سے
باہر قدم رکہا نافرمان اور گنہگار رہا آپکو کمال علم و عمل کے سوا عصمت کا بہی دعوی ہے
فرماتے ہین کبہی ہم نے گناہ نہین کیا کبہی عقائد باطلہ کے سبب گمراہ نہین ہوئے
جیسے ہوش سنبہالا بہلے ہی رہے انبیا علیہم السلام معترف بذنوب تہے معافی مانگتے
رہے اور خداوند کریم نے انکو مغفرت کی خوشخبری دیکر تسلّی بخشی چنانچہ فرمایا لیغفر
لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر تاکہ اللہ بخشے تیرے اگلے پچہلے گناہ باقی
تمام اہل ایمان خائف ہین اپنے گناہون سے ڈرتے ہین توبہ کرتے ہین معافی چاہتے
ہین وہ جاہے بخشے یا پکڑے وہ کون ہے جو کبہی دائرہ حکم سے باہر نہین نکلا اگر ملا صاحب
اپنے نفس سے ایسا ہی حسن ظن رکہتے ہین جیسا اُنہون نے یہان بیان فرمایا ہے تو
غالبًا توبہ و استغفار بہی نہ کرتے ہونگے اسی اپنے رسالہ کے اول مین لکہتے ہین کہ
جب مجہے رسالہ قول سدید ہاتہ آیا تب طریقہ عمل بالحدیث نصیب ہوا اور رسالہ حمویہ
دیکہہ کر وہ باطل عقائد زائل ہوئے جو مدت العمر سے نقش خاطر تہے یہہ دونون رسالہ
جناب کو اس بڑہاپے کی عمر مین دستیاب ہوئے ہین واللہ اعلم پہر کس وجہ سے ایام
جوانی کی نیک بختی اور ضلالت کی نفی جتلاتے ہین کیا عقائد باطلہ جو مرکوز خاطر تہے وہ
ضلالت نہ تہی سوم ان شعرون مین آپ تمام اہل سنت والجماعت کو گمراہی سے
منسوب کرکے فرماتے ہین سبحان نفور ز اہل مذاہب بشتی۔ کہ غرق بحر ضلال اند حرق نارہوا ؎
نہ شافعی و نہ حنفی نہ مالکی مذہب ؎ نہ نقشبندی و چشتی و نی کذا و کذا۔ کہتے ہین ہین بدل

وجان نفرت ہے مختلف مذہبون سے جو گمراہی کے دریا مین غرق ہے اور ہوائے نفسانی کی آگ سے جلے ہوئے۔ نہ مین شافعی ہون نہ حنفی نہ مالکی مذہب۔ نہ نقشبندی ہون نہ چشتی نہ ایسا اور ویسا۔ حضرت کو اتباع سے بہت نفرت ہے اپنی ہی ایجاد پر بہت خوش ہین بقول شخصے۔ نان جو با روغن گندہ ۔ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ ۔ اس لئے سلف صالحین کو برا کہتے ہین ائمہ دین اور انکے اتباع حافظان شریعت دیاسبانان سنت ہین انہین کے ذریعہ سے ہمکو دین پہنچا انہون نے بیان کیا فلانی حدیث صحیح فلان ضعیف فلانی حدیث ناسخ ہے فلانی منسوخ وہی لوگ احادیث کے راوی ہین اور وہی ناقل انہین کی کتابون سے آج تمام امت سند پکڑتی ہے اور انہین کے اعتبار پر مدار کار ہے اگر وہ حنفی و شافعی ہونے کے باعث گمراہ تھے تو انکی روائیت کا کیا اعتبار ہے امام بغوی۔ دار قطنی۔ نووی ذہبی۔ ابن حجر عسقلانی ابن عبد البر طحاوی۔ زیلعی۔ ابن جوزی۔ ابن تیمیہ حرانی۔ ابن قیم جوزی۔ محمد شوکانی۔ وغیرہ جو محدث اور فقیہ تھے اور صدہا اور ایسے سبھی ائمہ اربعہ کے مذاہب کی طرف منسوب ہوتے تھے اگر یہہ سب گمراہ ہین تو فرمایئے ہدایت والا کون ہے طالب حق کو چاہئے بزرگان دین کو اپنا پیشوا سمجھے اور انکا اتباع کرے جس مسئلہ مین خطا دیکھے وہان انکی پیروی چھوڑ کر حق کا اتباع کرے نہ خوارج کی طرف بدگوئی کرے اور نہ روافض کی طرح اندھی تقلید مین پہنسے۔ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم اے رب ہمارے بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو جو ہم سے سابق تھے ایمان مین اور نہ کر ہمارے دلون مین مومنون کی برائی کا لگاؤ اے رب ہمارے بیشک تو ہے مہربان رحم والا دیکھو اس آئیت سے بدظنی اور بدگوئی کی کیسی ممانعت پائی جاتی ہے بلکہ بحکم اس حدیث نبوی کے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جو لوگون کا شکر گذار نہین

وہ اللہ کا شکر بہی نہین کرتا اُنکی مساعی جمیلہ کی شکر گذاری ہم پر واجب ہے اگر
ہم مُلّا صاحب سے سوال کرین کہ جو کچھہ آپ جانتے ہین یہہ کہان سے سیکھا تو اُنکو کچھہ
جواب نہ بن پڑیگا سوا اسکے کہ مقر ہون یہہ سب اُنہین کا فیض ہے۔ چہارم بیان آپ
شرک کا اقرار کرتے ہین۔ سنم کہ غرّہ نامم بنام صاحب تست بہ علی ولی ملقب بجا تم الخلفا
مین ہون جو میرے نام کی روشنی اے نبی اللہ تیرے یار کے نام سے ہے۔ جسکا نام ہے
علی خدا کا ولی اور خلفاء کا ختم کرنیوالا۔ اس شعر مین آپ نے رسول خدا کو مخاطب کیا اور
بصراحت تمام یہہ بات بتلائی کہ غلام علی کے نام مین لفظ علی جسکی طرف لفظ غلام کی نسبت
ہے وہ امیر المومنین علی کا نام ہے خدا کا نام نہین یضاھئون قول الذین کفروا قاتلھم
اللہ خدا اُنکو مارے مشرکون جیسی بات مونہہ سے نکال لیتے ہین۔ خداوند کریم فرماتا
ہے لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملئکۃ المقربون نہین انکار
کرتا مسیح اللہ کا بندہ ہونے سے اور نہ مقرب فرشتے۔ تمام انبیاء اور حضرت خاتم المرسلین
کا فخر ہے کہ وہ اللہ کے بندے کہلاوین اور جہان پروردگار نے قرآن مجید مین کسی کو
مہربانی سے یاد کیا ہے اُسکو عبدہٗ کا لقب دیا ہے افسوس آپ نے اپنے نام کی ایسی
شرح کی جو سراسر مکہود یا اگر کوئی اور شخص آپکے نام کے ایسے معنے کرتا تو ہم بلحاظ
آپکی مولویت کے کبہی اعتبار نہ کرتے۔ غیر خدا کی طرف عبودیت کی نسبت [illegible] شرک
ہے جسکو شک ہو وہ اس آیت کی تفسیر دیکہہ لے فلما اتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء
فیما اتاھما فتعالی اللہ عما یشرکون اب ہم مُلّا صاحب سے استفتا کرتے ہین کہ
غلام حسین اور میران بخش اور نگاہیا نام رکہنا بہی جائز ہے یا نہین بینوا توجروا بدعت
کو جو سنت ہے بدعت کہنا اور مشابہت مشرکین پر فخر کرنا خاص مُلّا صاحب کا حصہ
ہے فالی اللہ المشتکی والیہ یرجع الامر ناظرین کو ہم ایک بات اور جتلاتے ہین
کہ مُلّا صاحب نے اپنے قصیدہ مین دعوی کیا تہا کہ اسماء مبارک نبی صلعم اسماء الہی

کی طرح سب توقیفی ہین یعنے جو نام شریعت سے ثابت ہین اور قرآن حدیث مین آگئے
ہین وہی اطلاق کیجائینگے سوا اُن نامون کے اور نام اگرچہ وہی معنے رکہتا ہو اطلاق
کرنا درست نہین چنانچہ فرماتے ہین (اپنے پر لازم کرلیا کہ بجز اُس لفظ کے کہ حدیث
مین وارد ہوا ہے استعمال نہ کرونگا) اور اِس قصیدہ مین برخلاف شرط اور التزام کے
ایسے نامون سے آنحضرت کو نامزد کیا ہے جنکا کتاب اللہ اور سنت سے کچہہ ثبوت
نہین مثلاً مکمل۔ عیون۔ حیا۔ ملیث۔ حفي حنفي اگر دعوی ہے تو قرآن و حدیث
سے بعینہ یہی نام نکالکر دکہلاوین اور ناظرین رسالہ ہذا اپنی اطمینان اور ہماری صداقت
کے واسطے اسماء نبوی جو نووی نے نام الہی کے ساتہہ چہپے ہوئے ہوتے ہین پڑہ کر
دیکہہ لین اُن مین کہین یہہ نام نہ ہونگے بلکہ بعضے نام تو ایسے ہین کہ اُنکا خلاف
شریعت سے پایا جاتا ہے مثلاً مقتدائے ملایک حضرت فرماتے ہین کہ جبرئیل
علیہ السلام میرے معلم تہے اور نماز سکہلانے کو میرے امام ہوئے اور آپ فرماتے
ہین کہ رسول اللہ مقتدائے ملایک ہین یہہ مین کتاب و سنت کہین ثابت کرو جو رسول
اللہ مقتدائے ملایک ہین اور فرشتون پر آپکی اقتدا لازم ہے ہمارے نزدیک اسماء
نبوی توقیفی نہین ہین کیونکہ اسماء نبوی کے توقیفی ہونے پر کوئی دلیل کتاب و سنت
بلکہ کوئی قول کبرائے امت سے نہین پائی جاتی ہے لہذا ہم کہتے ہین جو تعریف و بزرگی کے نام
ہین
سوائے صفات مختصہ باریتعالی کے سب آپکی ذات بابرکات پر اطلاق ہو سکتے ہین ہمین صرف یہہ
جتلانا منظور ہے کہ ملا صاحب اپنی بات کے ہی پابند نہین ہین **مغالطہ ۱۷۳**

۱۷۳

جاننا چاہئیے کہ فقہا رحمہم اللہ نے استعمال آیات قرآنی اپنی کلام سے خواہ تضمین
سے ہو خواہ اقتباس سے منع فرمایا ہے اور کفر لکہا ہے تضمین اور اقتباس قریب المعنی
ہین حاصل معنے اِسکے یہہ ہین کہ دوسرے کی کلام کے مضمونون کو اپنی کلام کے
مضمون مین لے آنا اور اُسکو اپنی جنس کلام سے کردینا اور سیاق پہلے کلام سے

نکال دینا **ھدایہ** ملا صاحب نے اقتباس اور تضمین کے بیان ایسے معنے
بیان کئے جو بالکل غلط ہین آپ فرماتے ہین تضمین اور اقتباس کے معنے ہین
کسی کی کلام کا مضمون اپنی کلام مین لانا اِس غلطی سے صاف ثابت ہے کہ آپکو
علم سے بالکُل مس نہین شائد تلخیص ہی نہین پڑہی صاحب تلخیص لکہتا ہے اما
التضمین فھو ان یضمن الشعر شیئًا من شعر الغیر یعنے تضمین یہہ ہے کہ دوسرے
کے شعر کو بالفاظہٖ اپنے شعر مین کوئی لے آوے بلکہ غیاث اللغات بہی نہین دیکہی
غیاث اللغات مین ہے تضمین در آوردن شعر مشہور دیگیرا در شعر خود اور تلخیص مین
ہے واما الاقتباس فھو ان یضمن الکلام شیئًا من القرآن او الحدیث لا انہ
منہ اور غیاث مین ہے اقتباس اند کے از قرآن یا حدیث در عبارت خود آوردن
بے اشارت یعنے اقتباس کیا چیز ہے اپنی کلام کے ضمن مین قرآن مجید کی کوئی
آئیت یا حدیث کا کچہہ حصہ لانا بدون جتلانے اِس بات کے کہ یہہ قرآن یا حدیث
مین سے ہے ۔ غرض شعر کی تضمین کو اصطلاح مین تضمین کہتے ہین اور آئیت و
حدیث کی تضمین کو اقتباس آپنے دونون کو ایک کر دیا اور تضمین و اقتباس مین
جو یہہ شرط تہی کہ شعر یا آئیت و حدیث کو بالفاظہٖ اپنی کلام مین داخل کرے بدل کر
نقل معانی کو تضمین و اقتباس مقرر دیا اور یہہ قید (پہلے سیاق سے نکال دینا)
اپنی طرف سے بڑہا دیا۔ صاحب تلخیص لکہتا ہے وھو ضربان مالم ینقل فیہ
عن معناہ الاصلی کما تقدم وخلافہ یعنے اقتباس دو قسم ہے ایک وہ جو معنی
اصلی سے نہ پہیرا جاوے دوسرا یہہ جو معنے اصلی سے منتقل ہو جاوے غرض دونون
قسم کو اقتباس کہا جاتا ہے ایک ہی مین حصر نہین - باقی رہا تحقیق مسئلہ اقتباس
واضح رہے کہ کلام اللہ کا اقتباس جائز ہے چنانچہ ہدائیت نمبر (۱۷) مین بحوالہ احادیث
و آثار ہم بخوبی ثابت کر چکے ہین اِس مقام پر بہی چند روایات پیش کیجاتی ہین کہ حق

از باطل معلوم ہو جاوے - جب رسول اللہ صلعم خیبر کو پہنچے یہہ کلمات فرمائے[۱] انا اذا
نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین قرآن مجید مین ہے فاذا نزل بساحتهم
فساء صباح المنذرین - نزل غائب کا صیغہ تہا جسکا فاعل ہے عذاب آنحضرت
نے نزلنا جمع متکلم کا صیغہ فرمایا اور ضمیر جمع کو فاعل بنایا اور ایسا ہی لفظ هم جو
راجع ہے طرف کفار مکہ کے حذف کرکے اُسکی جگہہ قوم فرمایا اور اہل خیبر کو مراد
رکہا اور قربانی ذبح کرتے وقت فرمایا[۲] انی وجهت وجهی للذی فطر السموات
والارض علی ملة ابرهیم حنیفا وما انا من المشرکین قرآن مجید مین حکایت
ہے ابراہیم علیہ السلام سے اور رسول اللہ صلعم نے اس موقع پر اپنے آپ کو فاعل
وجہت کا ٹہرایا اگر رسول اللہ کو فاعل وجہت نہ بناوین تو لفظ علی ملة ابرهیم (جو
حال ہے فاعل وجہت سے) نہین بنتا اور فرمایا بادروا[۳] بالاعمال سبعا الی قوله
او الساعة ادهی وامر - جملہ والساعة ادهی وامر آئیت قرآنی ہے آپنے
اپنی کلام مین ملائی اور فرماتے تہے اللهم فالق الاصباح وجاعل اللیل سکنا
والشمس والقمر حسبانا اقض عنی الدین واغننی من الفقر - فالق الاصباح حسبانا
تک قرآن کی آئیت ہے رسول اللہ صلعم اپنی دعا کے ضمن مین لائے - حضرت ابن
مسعود نے فرمایا قد ضللت[۴] اذا وما انا من المهتدین اقضی فیها بما قضی النبی
صلعم الحدیث یعنے تحقیق مین گمراہ ہو جاؤن (اگر ابو موسی کے موافق فتوی دون)
اور نہ ہون مین راہ پانے والون سے مین حکم کرونگا وہ جو حکم کیا رسول اللہ صلعم نے
دیکہو قرآن مین قد ضللت کے متکلم رسول اللہ ہین اور ابن مسعود نے اپنے آپکو
متکلم ٹہرایا اور آئیت قرانی کو اپنے کلام مین درج کر دیا - اور عبد اللہ بن عمر نے کہا
طاف[۵] رسول اللہ صلعم بین الصفا والمروة سبعا وقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوة حسنة - قد کان ... حسنة تک قرآن مجید کی آئیت ہے عبد اللہ بن عمر نے اپنی کلام

کے سیاق مین لائے اور ابوبکر صدیق نے اپنے وصیت نامہ مین لکھوایا۔ انی
استخلفت علیکم بعدی عمر بن الخطاب فاسمعوا له واطیعوا وانی لم آل الله
ورسوله ودینه ونفسي وایاکم خیرا فان عدل فذلك ظني به وعلمي فیه
وان بدل فلکل امرئ ما اکتسب والخیر اردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته آئیت قرآنی کو اپنی
کلام کے ضمن مین داخل کردیا۔ اِن روایات سے اقتباس کے دونون قسمون کا
جواز ثابت ہوا۔ اور اِس قسم کی روایات صحیحہ بہت ہین اُنکے استیعاب کے واسطے
سفر جلیل چاہئے اِس مختصر مین سب کا استیفا ناممکن ہے پس اگر کوئی گمنام فقیہہ
برخلاف احادیث نبویہ و قواعد فقہیہ مسلمانون کو ناحق کافر کہیگا توکیا وہ فی الواقع کافر
ہوجائینگے معاذ الله بلکہ وہ خود فقیہہ نہین جو ایسا فتوی دے۔ فقہا کے نزدیک اگر
سو وجہ کفر کی ہو اور ایک اسلام کی تو بھی کافر کہنا جایز نہین چہ جائیکہ ایک ہی وجہ
کفر اور برائی کی نہ ہو اور لوگون کو کافر کہا جائے۔ خاص کر ملّا صاحب پر سخت افسوس
ہے اتباع حدیث کے مدعی ہوکر ایک فقیہہ کے کہنے سے صرف اقتباس کلام الٰہی کے
سبب سے جو اخبار و آثار سے ثابت ہے مسلمانون کو کافر بتلاتے ہین اور اندہی
تقلید مین پڑتے ہین۔ طرفہ یہہ ہے کہ جتنی مثالین ملّا صاحب تضمین و اقتباس کی لائے
ہین کسی معنے کر وہ ٹھیک نہین۔ صحیح معنے تو آپ جانتے ہی نہ تھے خانہ ساز تعریف
کے موافق بھی اُن مثالون مین تضمین نہین پایا جاتا۔ چنانچہ ہم موافق ہر دو تعریف کے

۱۷۴
آپکے شبہات کا جواب دینگے **مغالطہ ۱۷۴**۔ اب چند مثالین اقتباس اور
تضمین کی فارسی اور عربی سے لکہی جاتی ہین مولوی جامی فرماتے ہین بیت شد از
سبوحیان گردون صلاوہ۔ کہ سبحان الذی اسری لعبدہ۔ مولوی صاحب نے پہلے
مصرعہ کے مضمون سے آئیت سبحان الذی ملائی ہے اور قرآن کے سیاق سے

نکالدیا **ھدایہ** آپکے نزدیک تضمین اور اقتباس ایک چیز ہے اور دونون کی تعریف یہہ ہے جو دوسرے کی کلام کا مضمون اپنی کلام مین لاوے۔ اس شعر مین بالفاظہ دوسرے کا قول نقل کیا گیا ہے پس نہ تضمین پائی گئی اور نہ اقتباس۔ اور موافق اصطلاح کے اُسکو تضمین نہین کہہ سکتے۔ تضمین کی تعریف ہے دوسرے کا شعر اپنے شعر مین درج کرنا اور آئیت سبحان الذی شعر نہین۔ رہا اقتباس اصطلاحی بظاہر اس شعر مین پایا جاتا ہے مگر شاعر نے سبحان الذی کو قول ملایکہ کہہ کر اپنے شعر کے مصرعہ آخری مین درج کیا ہے۔ نہ ایسے طور پر کہ قول حق جل وعلی ہونیکا احتمال ہی باقی ہو۔ الغرض اس شعر مین تضمین و اقتباس کسی طرح پائے نہین جاتے۔ ہان مولوی جامی پر اس نقل کی تصحیح کا سوال باقی ہے **مغالطہ ۱۷۵**۔ اور سعدی صاحب فرماتے ہین۔ زینہار از قرین بد زنہار ٭ وقنا ربنا عذاب النار۔ اور حافظ کہتا ہے۔

چشم حافظ زیر بام قصر آن حوراسرشت ٭ شیوہ جنات تجری تحتہا الانہار داشت ٭

دیکھو دونون شاعرون نے قرآن کو سیاق سے نکال دیا ہے اور اپنی کلام مین درج کردیا **ھدایہ** کسی تعریف کے موافق اِن دونون شعرون مین تضمین نہین اور قرآن کو سیاق سے نکالا سعدی نے قرین بد کی تکلیفون اور بُرایون کو عذاب جہنم نہین ٹھرایا اور موذی ہم نشین کی مجاورت کو دوزخ قرار دیکر یہہ آئیت نہین پڑہی اسکے صحیح معنے یہہ ہین کہ اے پروردگار بُری صحبت سے محفوظ رکھہ تاکہ ہر وقت کے طلاپ سے میرے دل کا میلان اُس طرف نہ ہوجائے اور اُس میلان کے سبب تیرا قہر نازل نہ ہو چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور تم مت جھکو ظالمون کی طرف پس تمہین چھویگی آگ۔ حضرت شیخ نے بُرے یار کو موجب دخول نار جانکر اُسکی صحبت سے پناہ چاہی اور دُعاے ماثورہ پڑہی۔ آپ اگر اسپر بھی کافر کہتے ہین تو اسکا انصاف اللہ کے سامنے ہوگا۔ اور حافظ نے اپنے

۱۷۵

شعر مین کسیکا مضمون نقل نہین کیا۔ الفاظ نقل کئے ہین۔ ۲ یکی اصطلاح موافق تضمین اور اقتباس نہین پایا جاتا اور اصطلاح علما کے بموجب تضمین نہین کہہ سکتے کیونکہ جناب تجری کسیکا شعر نہین۔ ہان اقتباس ہے لیکن قرآن کو سیاق سے نہین نکالا حافظ نے لفظ شبوہ کہہ کر اس شُبہ کو دور کردیا یعنے چشم حافظ نہر اور قصر شاہد جنت نہین بلکہ حافظ کا رونا قصر کے نیچے کھڑا ہو کر جنات تجری تحتہا الانہار سے مشابہت رکہتا تہا۔ آپ نے غضب کیا قصور فہم سے شعرون کے معانی لگاڑ کر کفر کا فتوی جاری کردیا۔ اگر ایسا ہی ہے تو آپکے اس رسالہ کے اول بسم اللہ لکہی ہے اور اخیر مین الحمد للہ رب العالمین اور الی اللہ المشتکی وہو علیم بذات الصدور اب خود اپنے حق مین اس اقتباس کرنے پر کیا فتوی دوگے۔ ایک برجستہ جواب مین آپکو تبلاتا ہون۔ آپ کہہ دین ہم مرفوع القلم ہین۔

مغالطہ ۱۷۶ ابو قاسم رافعی کا قول ہے **شعر** وعہم وزعم الملک یوم غرورہم بہ فسیعلمون غدا من الکذاب۔ آیت قرآن مین مرجع عام ہے اور اور اس نے مرجع اسکا بادشاہون کو ٹہرایا ہے جو اپنے دعوی پر غرور کرتے ہین اور قرآن کو سیاق سے نکالدیا۔

ہدایہ ملا صاحب کی تعریف کے موافق اس شعر مین ہی تضمین اور اقتباس نہین پایا جاتا۔ اور یہہ جو آپ فرماتے ہین (آئیت قرآن مین مرجع عام ہے اور قرآن کو سیاق سے نکالدیا) مرجع عام نہین بلکہ خاص ہے خاص قوم صالح کا ذکر ہے۔ اور اگر مرجع عام فرض کیا جاوے جیسا آپ نے بیان فرمایا ہے تو اس صورت مین کچہہ اعتراض ہی باقی نہین رہتا۔ کیونکہ حکم عام اپنی تمام افراد پر صادق آسکتا ہے مثلاً ان اللہ لا یہدی کید الخائنین۔ اللہ نہین چلاتا فریب دغابازون کا یہہ آئیت عام دغابازون کے حق مین ہے اور ایسی ہی ویل للمطففین خرابی ہے

کم تولنے والون کو اس آئیت مین تمام کم تولنے والون کو وعید ہے اگر بوقت وعظ
آپ ان آیات قرآنی سے کسی خیانت کنندہ یا کم تولنے والے کو ڈرائینگے تو کیا
فقیہہ گناہ لازم آئیگا۔ ہرگز نہین۔ حکم باعتبار مورد عام ہو یا خاص عام سمجھا جائیگا
اور تمام افراد کو شامل ہوگا۔ صحابہ سے لیکر آجتک علماء کا یہی طریقہ ہے۔ صورت
خاص مین دلیل عام سے سند پکڑتے ہین ایسا ہی شاعر نے سلطنت پر غرور کرنے
والون کو ڈرایا ہے الغرض چارون شعرون مین ملا صاحب کی تعریف کے موافق تضمین
اور اقتباس نہین پایا جاتا اور تعریف صحیح کے موافق بھی کسی مین تضمین نہین اور
نہ قرآن کو سیاق سے نکالا **مغالطہ ۱۷۷** تتمہ الفتاوی مین ہے جو شخص
بدلے کلام اپنی کے استعمال کلام اللہ کو کرے کافر ہوتا ہے جیسا کہ اژدہام آدمیون
کو دیکھہ کر کہے فجمعناھم جمعا **ہدایۃ** ملا صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ہر ایک
مسئلہ کو آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت کرینگے اور اس مقام مین بجائے کتاب و
سنت کے ایسی کتابون سے سند پکڑتے ہین جو ٹھیک ٹھیک اس آئیت کریمہ کا
مصداق ہین ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و اباءکم ما انزل اللہ بھا من
سلطان یہہ صرف نام ہین جو رکھے ہین تمنے اور تمہارے آبا واجداد نے نہین نازل
کی اللہ نے انکی (صحت) کی کچھہ دلیل۔ فرمایا اللہ جل شانہ نے ان الحکم الا للہ
حکومت نہین کسی کے سوائے اللہ کے۔ کوئی کسی کے کہنے سے کافر نہین ہوتا صاحب
تتمہ جیسے فقیہہ اور آپ جیسے ملا ہزار فتوی چھاپین۔ زیادہ تر افسوس اس بات کا
ہے جو آپ فقہا کی غرض نہین سمجھے۔ انکا مطلب یہہ ہے کہ بجائے کلام اپنی کے
بطریق استہزاو توہین کلام الٰہی کو لانا کفر ہے مطلقاً اقتباس منع نہین۔ چنانچہ
فتاوی ظہیریہ مین صاف لکھا ہے اگر کسی شخص کے پاس پیالہ بھر کر لادین اور وہ
دیکھہ کر کہے وکاسا دھاقا بطریق مزاح کے وہ کافر ہوجائیگا۔ پس اگر آپ صاحب

فتاوی کی تقلید کرنی چاہتے تھے تو یون فرماتے جو شخص آیت و حدیث سے ٹھٹھا کریگا وہ کافر ہو جائیگا آپ نے مطلق تضمین و اقتباس کو کفر ٹھہرادیا - اور جب اہل مذاہب کو غرق بحر ضلالت کہتے تھے اُنہین کی تقلید سے خود گرداب ہلاکت میں غوطہ کہانے لگے - **مغالطہ ۱۷۸** اور محیط مین ہے جو شخص لوگون کو جمع کر کے کہے فحشرناھم فلم نغادر منھم احدا یا کہے فجمعنا ھم جمعا یا کہے فجمعنا ھم عندنا کافر ہوتا ہے **ھدایہ** مصنف محیط کا حال معلوم نہین مگر ہمارے ملا صاحب کو قرآن مجید مین کمال مہارت کا دعوی ہے شائد تیسرے فقرہ کو نقل کرتے ہوئے غور سے نہین دیکھا - ورنہ فجمعنا ھم عندنا کو آیات قرآن مین شمار نہ کرتے - اور اگر سوچ سمجھ کر آپ یہہ فتوی دیتے ہین تو یہہ سمجھا جائیگا کہ آپکے نزدیک عربی بولی مین کلام کرنا کفر ہے **مغالطہ ۱۷۹** اور بدر الرشید یا صاحب تتمہ فتاوی نے لکھا ہے کہ سُنا مین نے بعض اکابر سے کہتے تھے کہ جو شخص امر کے مقام مین کہے بسم اللہ جیسا کہ کوئی پوچھے کہ داخل ہون مین یا چڑھ جاؤن یا کہے آگے آؤن مین یا چلا جاؤن مین وہ شخص جواب دے بسم اللہ یعنے مین نے تجھہ کو اذن دیا کافر ہوتا ہے اور روٹی آگے رکھہ کر کہنا بسم اللہ کافر ہوتا ہے **ھدایہ** اس مفتی نے بُہت ٹھوکر کہائی اور ایسی بات کہی جو خالی نہ جائیگی جسکے حق مین یہہ فتوی تکفیر جاری کیا گیا ہے اگر وہ مستحق اسکا نہ ہوا تو کہنے والے کو ہرگز نہین چھوڑتا اتنی سمجھہ بہی نہین کہ بسم اللہ کا متعلق اکثر مقدر ہوتا ہے یعنے متکلم کی مراد ایسے موقع پر بسم اللہ کہنے سے یہہ ہوتی ہے ادخل باسم اللہ اور کل باسم اللہ جیسے کتابون اور رسایل کے شروع مین بسم اللہ کے ساتھہ ابتدا و اصنف مقدر کہتے ہین پس اس بیجے دلیل اور ذلیل فتوے سے لازم آتا ہے کہ تمام جہان کا فر ہو جائے خاص کر اہل علم اور صاحب تصنیف جو اپنی کتب اور رسایل کے عنوان مین قدیم سے

بسم اللہ لکھتے رہے ہین وہ سب کافر ہوجاوین العیاذ باللہ جس نے گھر مین آنے والے یا کوٹھے پر چڑھنے والے یا دسترخوان آگے چنکر کھانے والے کو کہا بسم اللہ تو اسکا مطلب یہہ ہے کہ اللہ کا نام لیکر اندر آجا یا کوٹھے پر چڑہ جا یا کھانا شروع کردے اُس نے تبرکًا و تعظیمًا اللہ کا نام لیا آپ فرماتے ہین کافر ہوگیا۔ اِس فتوے مین فقہا سے بہی دس قدم آگے بڑہ گئے اُنہون نے کتاب اللہ کی بے ادبی سے منع کیا تہا آپ نے تعظیمًا نام لینے سے بہی منع کردیا

۱۸۰ **مغالطہ ۸۰** امیز کہتا ہون کہ فقہا نے لکہا ہے ملّا علی قاری خواہ غصے ہون یا راضی کیا بہلا کلمہ کفر کا جہان مین مستعل ہو جائے تو جائز ہو جاتا ہے نعوذ باللہ من ذلک

ھدایہ ملّا صاحب آپ گہبرائیے نہین ملّا علی کی خطا اور تقصیر بتلائیے کیا اُنہون نے کسی آیت سے انکار کیا یا حدیث سے سر پہیرا ہے جو آپ اِسقدر ناخوش ہین اور کمال کراہت طبع سے اُنکو زمرہ فقہا سے (جنکے سرگروہ آپ ہین) دہکے دیکر باہر نکالتے ہین۔ اگر صرف مسئلہ تکفیر کی مخالفت کے سبب آپ ناراض ہین تو اِس مین ملّا علی کا کچہہ قصور نہین۔ اِس مسئلہ پر کوئی دلیل شرعی نہ تہی ملا علی نے بے دلیل بات جانکر رَد کردیا۔ آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے۔ ہم بہی آپکے ساتہہ متفق ہوکر علی قاری کو ملامت کرینگے۔ اور اگر کتاب و سنت سے سند نہین ملتی اور صرف صاحب تتمہ الفتاوی اور امثال ذلک کا قول ہے تو ملّا علی نے کچہہ گناہ نہین کیا۔ تمام اہل تحقیق بے سند مسئلون سے انکار کرتے چلے آئے ہین اُنہون نے بہی انکار کردیا بلکہ ملّا علی کا قول اُن سے ہزار درجہ بڑہکر معتبر ہے۔ تعجب ہے ابہی آپ فقہا کو گرداب ضلالت کے حوالے کرتے تہے اور ابہی اُنکے خلاف پر ملّا علی کو ڈانٹنے لگے۔ گویا فقہا انبیا ہین اُنکی مخالفت جائز نہین

۱۸۱ **مغالطہ ۱۸۱** نزل کا مرجع خود پیغمبر خدا ہی ہین صلعم اور ہم کا مرجع قوم ہے

ھدایہ ہیتا اُمت

گئی ہے کفار مکہ عذاب الہی پر دلیری کرتے تھے اللہ نے یہہ آئیت انکے حق مین نازل فرمائی ماقبل اس آئیت شریفہ کا اس طرح ہے افبعذابنا یستعجلون فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین اللہ تعالی فرماتا ہے پس ہمارا عذاب یہہ جلدی چاہتے ہین - پس جبوقت وہ (عذاب) آن اتریگا انکے میدان مین پس بری ہوگی صبح ڈرائے گئے لوگون کی - نزل کا فاعل عذاب ہے اور ہم کی ضمیر اہل مکہ کی طرف پہرتی ہے - سیاق قصہ کے مخالف اور تمام مفسرین کے خلاف آپنے یہہ معنے بنائے ہین - اب ہم آپکو دیکھین یا آپکی اس تفسیر کو - اللہ اکبر

خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحة قوم

فساء صباح المخالفین

والحمد للہ رب العالمین

یا رب غفرا ان طغت اقلامنا — یا رب معذرة من الطغیان

بجبوة وجهک خیر مسئول به — وبنور وجهک یا عظیم الشان

وبک المعاذ ولا ملاذ سواک ان — ت غیاث کل ملدد لهفان

ولک المحامد کلها حمد الکما — ل رضیک لا یغنی علی الازمان

وعلی رسولک افضل الصلوات و — التسلیم منک واکمل الرضوان

وعلی صحابته جمیعا والالی — تبعوهم من بعد بالایمان

جناب سیدنا مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب بعد از وفات امام الہدی مولینا عبد اللہ غزنوی رضی اللہ عنہ بفرزندان امام ہمام تعزیت نامہ نوشتہ اند جملہ آن این فقرہ است کہ عبد اللہ فنافی اللہ شد از زبان ثقات مسموع گردید کہ مصنف تحقیق الکلام برین فقرہ کلام سخت میفرماید و این کلمہ گوہر ملکوید تا بجرم از سید صاحب مرقوم بعد از استفسار مقصود این کلام نمودم در جواب نوشتند کہ فنا بالفتح والمد سپری شدن صراح سپری کہ اول زیست فنا بمعنی گذشتہ و آخر شدہ و بسر رسیدہ و نا چیز مصطفی و جہانگیری و برہان و مدار الافاضل و مؤید الفضلا و در صراح اللغات نوشتہ سپری بروزن تگری طے کردہ شدہ و تمام و آخر منتقل مشتق از سپر یا نہی پس معنی فنافی اللہ موافق لغت عمر طی کردہ بسر برد و بگذشت در رضای اللہ و طاعت اللہ و در راہ خدا آخر شد یعنی بپرورد کار و عبادت خدا تعالی و معنی خلاف لغت فہمیدن فہم اہل تصوف است انتہی بعبارتہ ۱۲ عبد الجبار عفی اللہ عنہ

وجوب الزکوٰۃ فی اموال التجارۃ

ورد علیّ سوال من بعض الاحبّۃ ہل فی اموال التجارۃ زکوٰۃ ام لا فکتبت فی جوابہ الاحادیث الآتیۃ واکتفیت بہا وما زدت علیہا من تلقاء نفسی ولا من اقوال العلماء حرفا واحدا۔

عن ابی ذر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الابل صدقتہا وفی البقر صدقتہا وفی الغنم صدقتہا وفی البز صدقتہ رواہ الدارقطنی والحاکم وصححہ وقال الحافظ ابن حجر اسنادہ لا باس بہ وعن سمرۃ بن جندب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا ان نخرج الزکوۃ مما نعد للبیع رواہ الدارقطنی وابو داؤد والبزار وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الزکوۃ من الرقیق الذی یُعَدُّ للبیع رواہ الدارقطنی والبزار وعن زیاد بن حدیر قال بعثنی عمر مصدقا فامرنی ان آخذ من المسلمین من اموالہم اذا اختلفوا بہا للتجارۃ ربع العشر ومن اموال اہل الذمۃ نصف العشر ومن اموال اہل الحرب العشر اخرجہ ابو عبید وعبد الرزاق ورواہ الطبرانی فی الاوسط مرفوعا وسکت علیہ الحافظ ابن حجر فی التلخیص مع شدۃ فحصہ فی تصحیح الاحادیث وتضعیفہ من ذلک الکتاب وعن حماس قال مررت علی عمر بن الخطاب وعلی عنقی ادم احملہا فقال الا تودی زکاتک یا حماس فقلت مالی غیر ہذا واہب فی القرظ قال ذاک مال فضع فوضعتہا بین یدیہ فحسبہا فوجدہا قد وجب فیہا الزکوۃ فاخذ منہا الزکوۃ رواہ الشافعی واحمد وابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق وسعید بن منصور والدارقطنی وعن رزیق بن حکیم ان عمر بن عبد العزیز کتب الیہ ان انظر من مر بک من المسلمین فخذ مما ظہر من اموالہم من التجارات من کل اربعین دینارا دینارا رواہ مالک فی الموطا والشافعی۔

وروی البیہقی من طریق احمد بن حنبل ثنا حفص بن غیاث ثنا عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال لیس فی العروض زکوۃ الا ما کان للتجارۃ وعن ابن عمر فی کل

مال يدار في عبيد او تجارة او دواب او بز للتجارة تدار فيه الزكوة رواه عبد الرزاق -
فلما بلغ السائل هذا الجواب اراه لبعض افاضل عصرنا فكتب عليه - حديث اول قال ابن الهمام في الفتح حديث ابي ذر اعله الترمذي عن البخاري بان ابن جريج لم يسمع من عمران بن ابي انس انتهى وقد ضعف ابن حجر جميع طرقه في الفتح وقال في واحدة منها هذا اسناد لا باس به ولا يخفاك ان مثل هذا لا تقوم به الحجة على انه قد قال ابن دقيق العيد ان الذي رواه في المستدرك في هذا الحديث البر ورواه الدارقطني بالزاء لكن من طرق ضعيفة وهذا مما يوجب الاحتمال فلا يتم الاستدلال به انتهى ما قال الشوكاني - حديث ثاني وثالث قال ابن حجر في اسناده جهالة لان خبيب بن سليمان مجهول وجعفر بن سعد ليس بالقوي وقال في بلوغ المرام اسناده لين وقال الشوكاني في وبل الغمام رواه ابوداؤد والطبراني والدارقطني والبزار لكنها لا تقوم بمثله الحجة لما في اسناده من المجاهيل قال السيد عبد الغني الزبيدي في حاشية الدارقطني هذا من صحيفة سمرة التي يرويها عنهم وليس لها مخرج الا من جهتهم انتهى والاحاديث الباقية ليست بحجة لانها موقوفة كما لا يخفى على ماهر اصول الحديث وقال الشوكاني واما قول عمر فمما لا نقول بحجيته -
فتحير السائل وجاء به عندي فالح علي ان ارفع هذه الاعتراضات وادفع تلك التعقبات حتى اضطرني الى الكتابة والجاني الى الاجابة فاقول مستعينا بالله الحديث الاول اخرجه الحاكم من طريقين ثم قال كلا الاسنادين صحيح على شرطهما واعترض ابن دقيق العيد كونه على شرط البخاري ودفعه ابن الملقن في البدر بان مراد الحاكم ان الشيخين قد احتجا بمثل رجال الاسنادين لا انهم من رجالها معا وتعليل البخاري له بان ابن جريج لم يسمع من عمران في طريق واحد منها لا في الطريق الثاني الذي يرويه سعيد بن سلمة عن عمران وقال فيه الحافظ ابن حجر هذا اسناد لا باس به وله طرق غير هما وان ضعفها العلماء لكن تقرر في اصول الحديث ان مثل هذا الحديث اذا كثرت طرقه صار حسنا بل صحيحا

قال السیوطی والمقری فی علوم الحدیث ان من یکون بهذه الصفة اذا وجد له شاهد او متابع
حکم لحدیثه بالصحة وقال الشیخ محمد اکرم فی امعان النظر قد یکون کل من المتابع والمتابع
لا اعتماد علیه فباجتماعهما تحصل القوة انتهی وقد تمسک الشوکانی فی النیل والدراری وغیره
فی غیرهما فی مواضع کثیرة بالاحادیث الضعیفة مستدلین بهذه القاعدة وفی العلم الشامخ
ودونه الضعیف وهو مراتب کثیرة وتحسنه الشواهد وتصححه عند بعضهم ما لم یکثر ضعفه فی الحکمین
انتهی علی ان الراویة ممن لا باس به عند ابن معین وعبد الرحمن بن ابراهیم قال ابو زرعة الدمشقی قلت
لعبد الرحمن ما تقول فی علی بن حوشب قال لا باس به قال قلت ولم لا تقول ثقة قال
قد قلت لک انه ثقة کذا فی الامعان وکفی بهما امامین همامین واما لفظ المنکر موضع المنکر فی
روایة المستدرک فتصحیف من بعض الرواة کما صرح به النووی فی تهذیب الاسماء واللغات والحدیث الثانی وان ضعفه ابن
حبان قال فی اسناده جهالة لکن حسنه غیره کما قال الشوکانی وصرح ابن عبد البر بان اسناده حسن ولا یخفاک ان
محسنه عنده علم برواته وجرح الجهالة عدم علم برجال الرواة ومن له علم مقدم علی من لیس
له علم وقول المعترض فی اسناده جعفر بن سعد وهو لیس بالقوی فجرح مبهم لا یقبل حتی
یبین سببه کما قال الحافظ الجرح مقدم علی التعدیل ان صدر مبینا من عارف باسبابه
لانه ان کان غیر مفسر لم یقدح فیمن ثبتت عدالته انتهی وقد علمت من قول الشوکانی ان هذا
الحدیث حسن عند العلماء سوی الحافظ والجرح المبهم للحافظ فی مقابلة تحسین العلماء غیر مقبول
قال ابو داود کلما سکت علیه فی کتابی هذا فهو صالح للاحتجاج وهذا من الاحادیث التی
سکت علیها ابو داود وبعده ابن المنذر وسکوتهما دلیل علی حسنه عندهما وهذا هو الجواب
من الحدیث الثالث علی ان الحدیث الضعیف اذا کان معمولا به فی القرون المشهود لها
بالخیر مقبول عند الامة کحدیث العینان وکاء السه وحدیث الماء طهور لا ینجسه شیء الا ما
غلب علی ریحه او طعمه او لونه وحدیث لا وصیة لوارث وامثالها کثیرة وقد اتفقت الامة علی
ان النوم ناقض ودلیلهم الاحادیث الضعیفة فهی مردودة من حیث الاسناد ومقبولة

من حیث المعانی قال الحافظ فی التلخیص تعقب ابن عبد البر علی تصحیح من صحح حدیث البحر
ہو الطہور ماءہ ثم حکم مع ذلک بصحتہ لتلقی العلماء لہ بالقبول فردہ من حیث الاسناد وقبلہ
من حیث المعنی انتہی ملخصا قال النووی اتفق العلماء علی تضعیف حدیث الا ما غلب علی ریحہ
او طعمہ قلت ومع ذلک اجمع العلماء علی ان الماء القلیل والکثیر اذا وقعت فیہ نجاسۃ
فغیرت لونا او ریحا او طعما فہو نجس کما قالہ ابن المنذر وقال الشافعی وہو قول العامۃ لا اعلم
بینہم خلافا فیہ قال الشوکانی وقد اتفق اہل الحدیث علی ضعف ہذہ الزیادۃ لکنہ قد وقع
الاجماع علی مضمونہا کما نقلہ ابن المنذر وابن الملقن فمن کان یقول بحجیۃ الاجماع کان
الدلیل عندہ علی ما افادتہ تلک الزیادۃ ہو الاجماع ومن کان لا یقول بحجیۃ الاجماع کان
سند الاجماع مفید الصحۃ تلک الزیادۃ لکونہا قد صارت مما اجمع علی معناہا وتلقی بالقبول
فالاستدلال بہا لا بالاجماع انتہی۔ قال السخاوی فی شرح الالفیۃ اذا تلقت الامۃ الضعیف
بالقبول یعمل بہ علی الصحیح حتی انہ ینزل منزلۃ المتواتر فی انہ ینسخ المقطوع بہ ولہذا قال الشافعی
رحمہ اللہ فی حدیث لا وصیۃ لوارث انہ لا یثبتہ اہل الحدیث لکن العامۃ تلقتہ بالقبول وعملوا بہ
حتی جعلوہ ناسخا لآیۃ الوصیۃ وقال العلامۃ المقبلی فی ارواح النوافح شرح العلم الشامخ فالصحیح لصحیح
المعمول بہ ہو یشتمل الواہی من الضعیف وقد ذکرہ ابن حجر فی مواضع کتلخیص الحبیر وکذلک غیرہ فلیحفظ فانہ مہم لکثرۃ
غلط الناس الیوم فیما قد یقول فیہ المحدثون لیس بصحیح او ہو ضعیف فیتوہم انہ غیر معمول بہ مطلقا ولم یشترط فی المعمول بہ کونہ صحیحا
باصطلاح متاخری المحدثین الا البخاری وہو قول لبعض ائمۃ الادلۃ بل لو قیل خلاف ما علیہ الاولون والآخرون لساغ انتہی وقد
اجمعت سلف الامۃ علی العمل بحدیث زکاۃ اموال التجارۃ قال الحافظ ابن حجر فی الفتح
زکاۃ التجارۃ ثابتۃ بالاجماع کما نقلہ ابن المنذر وغیرہ فیخص بہ عموم ہذا الحدیث انتہی۔
وکذا نقل الاجماع علی ذلک الشوکانی فی النیل وغیرہ فی غیرہ وقد اخذہا الخلیفۃ الثانی وامر
عمالہ باخذہا فما انکر علیہ احد من الصحابۃ قال الطحاوی لا نعلم احدا من الصحابۃ خالف عمر
رضی اللہ عنہ فی ہذہ المسئلۃ ولا عبرۃ بمخالفۃ من خالف اجماع سلف ہذہ الامۃ من الظاہریۃ

وغیرہا ولو کانوا عداد الشعر والبعر ولو لم یکن فی ہذہ المسئلۃ الا قول اللہ عزوجل انفقوا
من طیبات ما کسبتم وقولہ جل ذکرہ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا لتم الاستدلال
لان لفظ الاموال وما کسبتم عام شامل لجمیع اصناف المال فلا یخص منہا شیئ الا بنص
من الشارع او الاجماع الثابت فکیف مع ہذہ الاحادیث المذکورۃ وقولہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان اللہ قد فرض علیہم صدقۃ تؤخذ من اغنیاءہم فترد علی فقراءہم متفق علیہ
فکل من کان عندہ مال نقدا کان او غیرہ فہو الغنی وحد الغنی فی ہذا الحدیث النصاب
المقرر من الشارع وہو ما تا درہم او قیمتہا فتخصیص لبعض الاغنیاء من لبعض تحکم
وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم واما خالد فانکم تظلمون خالدا فانہ قد احتبس ادراعہ واعتدہ
فی سبیل اللہ متفق علیہ فان الصحابۃ رضی اللہ عنہم طلبوا منہ زکوۃ ادراعہ واعتدہ
ظنا منہم انہا للتجارۃ فمنع فشکوا الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد اوقف اموالہ فی
سبیل اللہ فلیس علیہ فیہا زکوۃ فطلبکم منہ ظلم وہذا المعنی ہو المتبادر من الحدیث و
خلافہ لا تشہد لہ العبارۃ ولا تحکم لہ الدلالۃ فلو لم تکن فی اموال التجارۃ زکوۃ لما طلب
الصحابۃ من خالد زکوۃ اجناسہ ولمنعہم صلی اللہ علیہ وسلم عن اخذ زکوۃ اموال التجارۃ
واما الاحادیث الباقیۃ فاعلم رحمک اللہ انا برآء من اصل اصّل علی خلاف الحدیث
النبوی واعداد القاعدۃ اسست علی شقاق الاثر المصطفوی قال رسول ربنا صلی اللہ
علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ و
قال اقتدوا بالذین من بعدی ابو بکر وعمر وقال اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم ثم لیفشوا الکذب فما ثبت من الخلفاء الراشدین وسلف علیہ خیر القرون فتمسک
بہ وعض علیہ بالنواجذ وایاک والاصول التی اصلت علی شفا جرف ہار التی لا یسمن
ولا یغنی من جوع اللہم کیف لا یکون قولہم حجۃ مع ان رسول ربنا امرنا باتباعہم ووعد
خالقنا رضاہ باقتفاءہم فواعجبا لعلم ہذا الاصل ثمرتہ وعقل ہذہ القاعدۃ قطفہ والذی

ینسب الیہ ہذہ القاعدۃ وہو بریٔی منہا ہو الذی احتج بقول الخلفا نقل السیوطی فی الاکلیل
ان الشافعی رحمہ اللہ قال مرۃ بمکۃ سلونی عما شئتم اخبرکم عنہ من کتاب اللہ فقیل لہ ما تقول
فی المحرم یقتل الزنبور فقال بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تعالیٰ وما آتٰکم الرسول فخذوہ
وما نہاکم عنہ فانتہوا وحدثنا سفیان بن عیینۃ عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن خراش عن
حذیفۃ بن الیمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر وعمر
وحدثنا سفیان عن مسعر بن کرام عن قیس بن المسلم عن طارق بن شہاب عن عمر
بن الخطاب انہ امر بقتل المحرم الزنبور انتہی قال الحافظ ابن القیم وان لم یخالف الصحابۃ
صحابی آخر فاما ان لیشتہر قولہ فی الصحابۃ او لا یشتہر فان اشتہر فالذی علیہ جماہیر الطوائف
من الفقہاء انہ اجماع وحجۃ وقالت طائفۃ منہم ہو حجۃ ولیس باجماع وقال شرذمۃ من المتکلمین
وبعض الفقہاء المتاخرین لا یکون اجماعا ولا حجۃ وان لم یشتہر قولہ او لم یعلم ہل اشتہر
ام لا فاختلف الناس ہل یکون حجۃ ام لا فالذی علیہ جماہیر الامۃ انہ حجۃ ہذا قول جمہور
الحنفیۃ صرح بہ محمد بن الحسن وذکرہ عن ابی حنیفۃ نصا وہذا مذہب مالک واصحابہ وتصرفہ
فی موطائہ دلیل علیہ وہو قول اسحق بن راہویہ وابی عبید وہو منصوص الامام احمد فی غیر
موضع واختیار جمہور اصحابہ وہو منصوص الشافعی فی القدیم والجدید فاما القدیم فاصحابہ
مقرون بہ واما الجدید فکثیر منہم حکی عنہ انہ لیس بحجۃ وفی ہذہ الحکایۃ عنہ نظر ظاہر جدا فانہ
لا یحفظ لہ فی الجدید حرف واحد ان قول الصحابۃ لیس بحجۃ وغایتہ ما تعلق بہ من نقل ذلک
انہ یحکی اقوالا للصحابۃ فی الجدید ثم یخالفہا وہذا تعلق ضعیف جدا فان مخالفۃ المجتہد
المعین لما ہو اقوی فی نظرہ لا یدل علی انہ لا یراہ دلیلا من حیث الجملۃ بل خالف دلیلا
لدلیل ارجح عندہ منہ انتہی ہذا اقوال العلماء فی قول مطلق الصحابی فما ظنک بالخلفاء الراشدین
الذین امرنا رسول ربنا صلوات اللہ وسلامہ علیہ باتباعہم وحضنا باقتفاءہم وحکم علینا
بعض النواجذ علی سنتہم ولو بسطنا الکلام علی ہذہ المسئلۃ لبلغ کراریس لکن اقتصرنا

على ذلك القدر لما فيه كفاية لمن ابتغى الحق واراد الانصاف وترك التعصب والاعتساف
وقد نشأت في عصرنا فرقة تدعى اتباع الحديث وهم بمعزل منه يردون الاحاديث المعمولة
عند سلف الامة وخلفها بادنى قدح خفيف وجرح ضعيف ويطرحون اقوال الصحابة وافعالهم
باصل سخيف وقول كسيف ويقدمون عليها آراءهم الركيكة وافكارهم العليلة ويسمون انفسهم
المحققين كلا والله هم الذين يهدمون منار الشريعة النبوية ويدرسون قواعد الملة الحنيفية
ويعفون آثار السنة المصطفوية تركوا الاحاديث المرفوعة ونبذوا الآثار المسندة وتحيلوا لدفعها
حيلا لا ينشرح لها صدر موقن ولا يرفع لها راس مؤمن ولست عقدة الانامل على ان اقوال
الصحابة وعملهم والاحاديث التي فيها وهن تقابل الاحاديث الصحيحة بل اقول اذا لم يوجد
في الباب حديث يبلغ اعلى مرتبة الصحيح ووجد خلافه والكان فيه نوع وهن وعمل به سلف
الامة وخلفهم او جمهورهم فهو صالح للاحتجاج واجب الاتباع وهذا هو الذي عليه الاولون و
الاخرون كما نقلته عن العلامة المقبلي ولو تاملت كتب المحدثين من الصحاح الستة وغيرها
وتفكرت في تراجم الابواب والاستدلات لها بهذا الصنف من الاحاديث ونظرت
الى تعامل سلف الامة وخلفها عليها لعرفت ان هذا هو الحق الصراح والصدق البواح
ولو ردونا هذا الصنف من الادلة لتعطلت ثلث الشريعة بل نصفه ولا يغرنك قول
بعض المتاخرين ان هذا النوع من الادلة ليس بحجة لكونه مخالفا عن منهج السلف فكم
من احاديث ضعاف وآثار موقوفة جرى عليها تعامل سلف الامة وخلفها كما نقلت
ذلك من قبل فانه ياخذ بيدي ويديك ويرحم علي وعليك وهو مولى هداي وهداك والحمد لربي مولاي ومولاك

قطعۂ تاریخ از نتایج فکر سعید حافظ عبدالرشید حسین پوری

زہے ای مولوی عبد جبّار ٭ به اهل دین نمودی برّ و احسان
رساله چون نوشتی ره نمودی ٭ رهِ حق را به اهل کذب و بطلان
چنان الهام و بیعت کرد اثبات ٭ مسلّم شد به نزد اهل ایمان
چنان بر کردۂ مصباح تحقیق ٭ که حاسد را ز تو دل گشته بریان
جزای خیر یابی از در حق ٭ بماند بر تو دائم فضل یزدان
رشیدی را چو فکر سال اشد ٭ تصور این بیا مد در دل آن

تبیان واجب الاعلان

آنچه راقم الحروف درین رساله برائت زمرهٔ صوفیه واتباع ائمه اربعه از طعن طاعنین
وتشنیع مشنعین نموده مقصود از زمرهٔ صوفیه آن فرقه است که اشغال واذکار ووظائف
ایشان موافق کتاب الٰهی وسنت نبوی باشند. ووعظ ونصائح ایشان ترویج توحید و
سنت ورد شرک وبدعت وتعلیم ایشان اسماء الٰهیه وادعیه قرآنیه ووظائف ماثوره و
بیعت ایشان بر توبه از شرک ومعاصی وثبات بر کتاب وسنت مصطفوی است وما
احسن ما قال الحافظ ابن القیم ؒ صوفیة سنیة نبویة لیسوا اولی شطح ولا هذیان ۔ نه
تزکیه وبرائت آن طائفه که خود را باسم صوفیه مسمی نموده ومذهب ایشان حلول واتحاد است
وقائل وجود مطلق واتصال وانفصال وطریقهٔ ایشان اباحت محرمات وترک فرائض واوراد
ووظائف ایشان الفاظ شرکیه وکلمات مهمله واسماء مشائخ وبیعت ایشان بر امور بدعیه
وطرق غیر مشروعه ومواعظ ونصائح ایشان ترغیب به عبادت وتعظیم قبور وتصور شیخ وعرس
پیران واعمال ایشان اختلاط با زنان نامحرم مثل اختلاط با مردان ورفع حجاب از نسوان
ومساوات محرمات با غیر محرمات وصحبت اطفال خوبرویان وغیر ذلک من الفواحش
واذواق وحالات ایشان از غنا ومزامیر ومعازف ورقص که این همه از محرمات شرعیه
است اگرچه مصنف تحقیق الکلام قائل اباحت است مگر ما را ازین صوفیه بیزاری و
برائت است وبغض وعداوت ۔ ودرین زمان همین فرقهٔ ملاحده وطائفهٔ طاغیه خود را
بنام صوفیه مسمی نموده عالمی را از صراط مستقیم به راه ضلالت کشیده اند وجهانے را در بادیهٔ
هلاکت انداخته مومن صاف ومسلمان پاک را لازم است که تلاش صوفیه سنیه نبویه که در
عصر ما عنقا صفت گشته اند کنند واز مجالست وصحبت فرقهٔ آخره که جهانگیر شده اجتناب
نمایند ولنعم ما قیل ؎ اے بسا ابلیس آدم روی هست ۔ پس بهر دستے نباید داد دست
ومراد از اتباع ائمه آنانند که در قواعد اصولیه ومسائل قیاسیه مذهب امامی که بفکر ایشان

راجح آمده اختیار نموده و در مسائل منصوصه اتباع امام الائمه رسول البریه محمد صلعم بر خود لازم گرفته و همین است طریقه اکثری از فقها و محدثین در وش جمهوری از متقدمین و متاخرین نه تزکیه و منقبت مقلدین متعصبین که قول امام را مثل وحی سماوی و فرمان نبوی میدانند و نصوص شرعیه را در مقابله قول امام پس پشت می اندازند و این است طریقه بعض جهله از اتباع ایمه و روش بعض تلامذه با مشائخ و اساتذه اعاذنا الله منهم که دین و مذهب بر ایشان ملتبس شده فرق در دین و مذهب نمی توانند- اتباع نصوص دین است و ترک نصوص در مقابله قول امام اعراض است از دین و تقلید امامے در قواعد اصولیه و مسائل قیاسیه مذهب است یقال فلان علی دین محمد و مذهب فلان پس دین و مذهب را واحد دانستن و در میانش تمیز ننمودن همین حمق و جهالت است و محض نادانی و سفاهت چنانچه باین مضامین درین رساله جا بجا اشاره رفته-

---

فهرست بعض اغلاط فاحشه مولوی غلام علی صاحب در تحقیق الکلام و اجوبه آن

مضمون	صفحه	مضمون	صفحه	مضمون	صفحه
انکار از حقیقت مذاهب اربعه	۴	انکار از نیابت در بیعت	۴۴	اعتراضات بر ولی الله	۴۹
انکار از محبوبیت اهل الله	۵	دلیل فاسد کاف خطاب	۴۵	ممانعت گفتن پیر و مرید	۵۱
غلطات پیری و مریدی در قرون خیر	۸	در کتب حدیث باب بیعت	۴۸	دعوی نسخ بیعت با جماعت	۵۳
انکار بر تجدید ایمان و ورد کلمه طیبه و سوره فاتحه-	۱۰	بیان اغلاط در مسئله نسخ	۴۶ تا ۴۷	تناقض کلام وی	
انکار بر ترغیب به نماز و روزه و توبه	۱۴	انکار کرامت	۴۸	افترا بر نووی	۵۴
انکار از سنت فعلی و تقریری	۱۷	حل راگ	۴۹	افترا بر مسلم	۵۵
انکار از سنت قولی-	۱۸	عدم [illegible] مثال [illegible]	۵۰	انکار از ثبوت بیعت آنحضرت	۵۴ تا ۵۹
انکار از ثبوت بیعت در قرون خیر	۱۹	لغو تناقض در کلام		شان نزول خانه ساز	۵۸

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	نورکے	اپنے نورکے	۹	۵	خرقہ	خرقہ کو
				"	۱۲	کے ہے	کے
۶	۱	نمازہ	نمازکو	۱۲	۱۷	ہوا	ہوئی
"	۲	نماز	نمازکو	"	۱۸	دیکھو جو	دیکھو
"	۶	کا	کے	۱۳	۲	وہ	وہی
				۱۴	۱۲	جانتا ہے	جانتے ہیں
۸	۱۲	لینا	لینے کو	۱۵	۹	بندی	بندی کے
"	۱۵	کئی ہیں	کیا ہے	۱۵	۱۵	تی	تا

نسخہ مترجم مسودہ بود و بعیض و مصحح وا اتحی در بعض مواضع اگر خلاف محاورہ اردو بوقوع آمدہ باشد ناظرین معاف فرمایند

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔